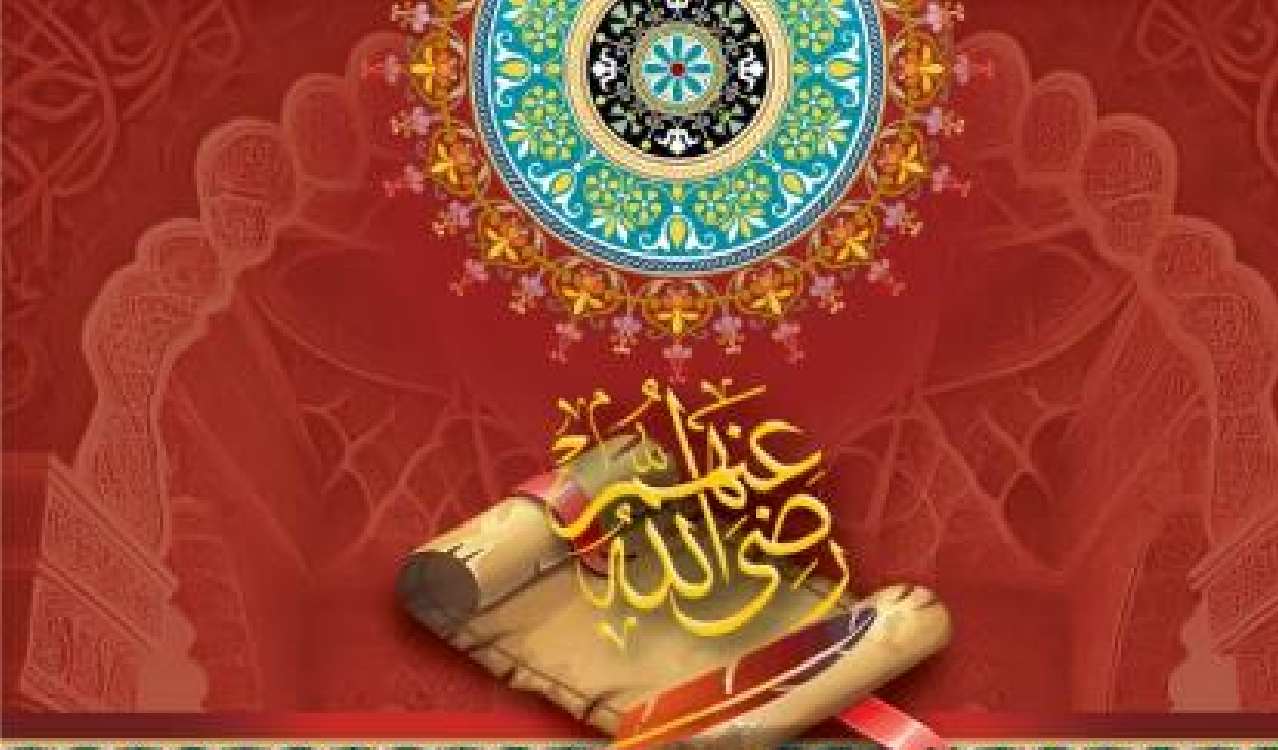


اصحابِ رسول ﷺ پر کیے گئے تمام اعتراضات
کے عام فہم جوابات

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کا دلنشیں تذکرہ

عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

ہر مسلمان کو یہ کتاب شائع
کرنے کی عام اجازت ہے

شانِ صحابہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین

مؤلف ——— ابوالحسن عبدالمنان راسخ ﷾

تعداد پہلا ایڈیشن ——— 2200

صفحات ——— 224

قیمت ——— 400

تزئین وآرائش ——— حافظ محمد نعمان حنیف
+92 342 736 94 05

ناشر

راسخ اکیڈمی فیصل آباد پاکستان

Rasikh Rasikh Abdul Mannan Rasikh 0300-6686931



بڑے پیار کے لائق ہیں وہ لوگ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے داروں اور ساتھیوں کا دفاع کرنے والے بڑی عزتوں اور محبتوں کے لائق ہیں، ایک دفعہ ایک امام صاحب نے ایک عالم کو بوسہ دیا اور ساتھ فرمایا میں نے بوسہ اس لئے دیا ہے

لأنه وهب نفسه فی نصرة أبی بکر و عمر

کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نصرت کے لئے وقف کر دیا ہے۔

[فضائل صحابہ، امام احمد: ص 115]

ہماری صرف ایک ہی ڈیوٹی ہے

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں اور عظمتوں کے چرچے عام کریں خالص قرآن وحدیث سے ان کے فضائل اور مناقب بیان کرتے ہوئے ان کے رتبوں کو چار چاند لگا دیں اور اگر کہیں نہ چاہتے ہوئے ان میں کوئی کوتاہی نظر آ بھی جائے تو ان پر تنقید کرنے کی بجائے ان کے لئے دعا کریں بس یہی ہماری ڈیوٹی ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں معاف کردو اور ہمارے ان بھائیوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لانے میں سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کا کینہ نہ رکھنا اے ہمارے پروردگار بلاشبہ آپ بہت زیادہ پیار کرنے والے، ہمیشہ رحم کرنے والے ہیں۔ الحشر:10

فہرست

گزارشات راسخ	11
قرآنی شخصیات	13
شیطان نے داؤ کیسے لگایا	14
ماضی کے بعض جھگڑوں کو اچھالنے کا فائدہ؟	19
کیسی دوغلی پالیسی ہے.....؟	21
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے بدل گئے.....؟	22
ازراہِ کرم جج بننے کی کوشش نہ کریں	23
وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر خلیفہ بنانے میں جلدی	24
اختلاف کا سبب بننے والی تین احادیث	27
① حدیث فدک	23
② حدیث قرطاس	31
③ حدیث عمار	33
صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان گرانے کے لئے دھوکہ بازی کی انتہا	37
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں کوئی صحابی رضی اللہ عنہ ملوث نہیں تھا	38
جنگ جمل و جنگ صفین اور ہمارا موقف	41
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ہم	44
خلافت وملوکیت	47

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جھوٹے الزامات	51
☆ جھوٹ نمبر 1: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دربار سے نکال دیا؟	51
☆ جھوٹ نمبر 2: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ رضی اللہ عنہا کا دروازہ توڑا اور آگ لگانے کا حکم دیا؟	52
☆ جھوٹ نمبر 3: سیدہ رضی اللہ عنہا کی تحریر پہ تھوک کر پھاڑ دیا	54
☆ جھوٹ نمبر 4: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل گرایا تھا؟	54
☆ جھوٹ نمبر 5: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر جلا دیا؟	55
☆ جھوٹ نمبر 6: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دلوایا تھا؟	55
☆ جھوٹ نمبر 7: محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ کے قتل کا الزام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر؟	56
☆ جھوٹ نمبر 8: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے جنازے پر تیر چلائے گئے؟	56
☆ جھوٹ نمبر 9: حجر بن عدی رحمہ اللہ کے قتل کی حقیقت	57
☆ جھوٹ نمبر 10: جھوٹ اور شرارت بازی کی انتہا	58
واقعہ کربلا کی آڑ میں	59
امت میں انتشار کے اصل مجرم	61
ملک پاکستان میں بدامنی کے ذمہ دار کون؟	62
یہ کوئی خدمت ہے نہ نیا کام	64
اصل حل تو یہاں ہے!	65
عافیت صرف اسی میں ہے	66
ان موضوعات کو بند کر دیں	67
فرقہ واریت کے خاتمے کا آسان فارمولا	68
ہمیں تو صرف بخشش کا حکم ہے	70

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے بارے ہمارا موقف	71
☆ آلِ رسول اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کون ہیں.....؟	73
☆ اہلِ بیت کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص تلقین	74
☆ آلِ رسول اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ	75
☆ نماز کی ہر رکعت میں اہلِ بیت اور آلِ رسول رضی اللہ عنہم کا ذکر	76
☆ تشہد میں اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا تذکرہ	77
☆ سلام سے قبل درود میں آلِ رسول رضی اللہ عنہم کا ذکر	77
☆ آیتِ تطہیر اور اہلِ حدیث	79
☆ آیتِ مباہلہ اور اہلِ حدیث	80
☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات مومنوں کی مائیں ہیں	81
☆ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا اجر بھی دوہرا ہے	82
☆ آلِ رسول رضی اللہ عنہم کا ایک موقف	83
☆ آلِ رسول اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم	84
☆ آلِ رسول رضی اللہ عنہم سے محبت ہدایت کی نشانی ہے	86
☆ آلِ رسول اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا گستاخ ملعون ہے	88
☆ آلِ رسول رضی اللہ عنہم کا گستاخ جہنمی ہے	89
رحمت کے فرشتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	91
☆ زندگی بھر جنتی مہمانوں جیسا سلوک	95
☆ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا حیا تو آسمان کے فرشتے بھی کرتے ہیں	98

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پاکبازوں کے امام کا سلام	99
عفیفۂ کائنات رضی اللہ عنہا کو آسمان کے پاکبازوں کا سلام	101
حضرت اُسید رضی اللہ عنہ کی تلاوت پر فرشتوں کا اترنا	103
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلمات ذکر کو اٹھانے کیلئے فرشتوں کا نزول	104
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنازوں میں فرشتوں کی شرکت	105
فرشتوں کا پروں سے صحابی کی میت پر سایہ کرنا	107
ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کا غسل	110
فرشتوں کے پر ولوکول کی انتہا	111
تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغفور اور جنتی ہیں	114
سب تن پاک ہیں رضی اللہ عنہم	116
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی اصل وجہ	119
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی بنیاد ہیں	122
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید اور تنقیص اللہ کو پسند نہیں	124
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مواخذہ رب نے نہیں کیا	129
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مواخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا	135
صحابی، صحابی رضی اللہ عنہم پر تنقید کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں	138
آخری اور اہم بات	141
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ و عمل	144
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توحید	148
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق بالحدیث	156
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خلق خدا سے تعلق	159

کردارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	164
☆ غربت کی گھڑی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل	168
☆ امیری کے دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل	172
☆ اعلیٰ منصب اور تاج وتخت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل	174
☆ بیماری کے دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل	177
☆ آگ کا سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل	178
☆ آخری سانسوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل	180
بعض اختلافی مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	184
☆ مسلکِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیا مراد ہے.....؟	186
☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ ہدایت ہیں	187
☆ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے صحابہ کا موقف	188
☆ علمِ غیب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	189
☆ قبر پرستی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	189
☆ غیر اللہ کو سجدہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	191
☆ بدعت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	192
☆ تقلید اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	193
☆ جشنِ میلاد اور ماتم کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	195
☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	196
☆ حلالہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	197

☆	عورتوں کا مسجد میں داخلہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	198
☆	جرابوں پر مسح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	199
☆	صف بندی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	200
☆	فاتحہ خلف الامام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	201
☆	رفع الیدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	202
☆	جنازے میں فاتحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	203
☆	ہر تکبیر پر رفع الیدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	204
☆	رکعات تراویح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	205
☆	مغرب سے قبل دو رکعتیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف	206
	صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے گستاخوں کا انجام	208
☆	گستاخ عورت کا اندھا ہونا	212
☆	گستاخی کرنے والا شخص آخر عمر میں کیسے ذلیل ہوا	214
☆	گستاخ کے نتھنوں میں سانپ کا داخل ہونا	215
☆	گستاخ کے پیچھے سانپ کا دوڑنا	217
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کی خنزیر جیسی شکل	219
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کا کتے کی طرح بھونکتے ہوئے مرنا	220
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کو قبر میں عذاب	200

گزارشات راسخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ''اسلام'' ہے کائنات کے خوش نصیب لوگ وہ ہیں جو اسلام پر عمل کرتے ہوئے دن رات اس کی اشاعت کرتے رہتے ہیں اور کائنات کے بدنصیب لوگ وہ ہیں جو اسلام دشمن ہیں اور دن رات اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کیلئے ناپاک وارداتیں کرتے رہتے ہیں۔

میرے سروے کے مطابق موجودہ دور میں اسلام کا سب سے زیادہ نقصان غیر مسلموں اور دشمنوں کی بجائے اپنوں نے کیا ہے، دعویٰ اسلام کا ہے اور ہر وقت اس مقدس طبقے کی کردار کشی کی جاتی ہے جن کے ذریعے اسلام ہم تک پہنچا ہے۔

کچھ مسلم اسکالر حضرات چاہتے نہ چاہتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار پر ایسا خنجر گھونپ کر گئے ہیں کہ ابھی تک اس سے لہو بہہ رہا ہے اور کئی علم کے دعوے دار تو ابھی تک مقامِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ چادر کو داغ دار کرنے سے باز نہیں آرہے ہیں ، وہ دن رات صرف اسی کوشش میں ہیں کہ کہیں نہ کہیں سے کوئی جھوٹی سچی بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف لے آئیں اور اس کو اپنے مصنوعی لب و لہجے ، انداز اور الفاظ کے ساتھ اپنی طرف سے ایسا مرچ مصالحہ لگا دیں تا کہ سادہ لوح مسلمانوں کے

دلوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کو کھرچ کر رکھ دیا جائے اور یہ تو ناممکن ہے کیونکہ شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق سب سے بہترین کتاب قرآن مجید ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار اور مقام کو قرآن مجید کی آیات میں درج کر دیا ہے اور ان آیات کی تلاوت قیامت تک جاری رہے گی۔ اس لئے قیامت تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام کو گرانا یا ختم کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔

ہم بڑے ہی اخلاص سے اپنی کتاب کے پہلے صفحے سے ہی ایسے حضرات کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس مکروہ دھندے سے باز آجائیں ورنہ دنیا و آخرت کی رسوائی کے علاوہ کچھ بھی ملنے والا نہیں ہے کیونکہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ان پاک باز ہستیوں پر ناپاک قلم چلانے والے اور زبان درازی کرنے والے ہمیشہ عبرت کا نشان ہی بنے ہیں۔

ابوالحسن عبدالنان راسخ عفی عنہ

دارالکتاب حکمت فیصل آباد

4 دسمبر 2024

قرآنی شخصیات

اِس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اصحاب رضی اللہ عنہم خالص اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں اور یہ قرآن کی شخصیات ہیں ان کی عظمت اور سیرت کو رب کریم نے قرآن مجید کی آیات میں بیان کیا ہے اس لئے اصحاب رسول ﷺ قرآنی برانڈ ہیں جن کا جوڑ دنیا کی کسی دوسری قوم میں موجود نہیں ہے۔

ہمیں اس وقت بہت افسوس ہوتا ہے جب بعض لوگ تاریخ کی ہوائی وادی میں آوارہ گردی کرتے رہتے ہیں اور تاریخ کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار کر ایسا جالا اکٹھا کر لیتے ہیں جس کی قران کی روشن آیات کے مقابلہ میں آنے کی حیثیت نہیں ہوتی ہے اور ہمیں یہ بات لکھتے خوشی ہوتی ہے کہ قرآن کے جتنے پارے ہیں وہ سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہی سارے کے سارے ہیں

اس لئے یاد رکھو! رسول اللہ ﷺ کے ساتھی تاریخی شخصیات نہیں ہیں بلکہ قرآنی شخصیات ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انکار یہ قرآن کا انکار ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار پر شک کرنا یہ قرآن کی حقانیت پر شک کرنے کے برابر ہے۔

اَلتَّٰٓئِبُونَ اَلْعَٰبِدُونَ اَلْحَٰمِدُونَ اَلسَّٰٓئِحُونَ اَلرَّٰكِعُونَ اَلسَّٰجِدُونَ اَلْأٰمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ اَلْمُنكَرِ وَالْحَٰفِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ اَلْمُؤْمِنِينَ

(وہ صحابہ) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے (اللہ کی راہ میں) سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور ان مومنوں کو خوش خبری دے دے۔

[التوبۃ: 112]

شیطان نے کیسے داؤ لگایا؟

یہ تو آپ جان چکے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرے سے تاریخ کی شخصیات ہیں ہی نہیں بلکہ وہ قرآن کی شخصیات ہیں اور پھر قرآن وحدیث میں بلا مبالغہ ہزاروں مقامات پر ان کی عظمتوں کے تذکرے موجود ہیں لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنا بڑا ظلم کیسے ہوا؟ کہ ایک طبقے نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کو داغدار کرنے کے لئے ساری حدیں کراس کر دیں اور قرآن وحدیث کے ہزاروں دلائل تو صرف اور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت ہی کو بیان کرتے ہیں ان سب دلائل کو اڑا کر رکھ دیا، اس کی اصل وجہ جاننے کے لئے ہمیں بہت زیادہ گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرنا پڑا ایسی خطرناک بے وفائی بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسی شدید بددیانتی آخر کیوں ہوئی.....؟ رب کا فضل ہے کہ پھر ہم مضبوط دلائل کے ساتھ اصل وجہ تک پہنچ گئے کہ منافقوں، سازشیوں اور دشمنوں نے نہایت گہرا وار کرتے ہوئے بڑے ہی چھپے انداز میں اس طبقے کی اکثر کتابوں میں ایسی ایسی من گھڑت اور جھوٹی روایتیں شامل کر دی ہیں کہ ان روایات کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کی بجائے اللہ کی وحی سمجھ کر قبول کر لیا اور اصل وحی الٰہی ''قرآن مجید'' کو پس پشت ڈال دیا اور پھر اس طبقے نے آلِ رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی طرف ایسے ایسے جھوٹ منسوب کر دیئے کہ جس سے اصحاب رسول اور آل رسول رضی اللہ عنہم کی محبتوں کا آباد ہوا چمن ان کے ہاں بری طرح ویران ہو گیا۔

اس طبقے کے علما نے کبھی کتابوں میں یہ لکھ دیا کہ قرآن مجید تبدیل شدہ ہے کبھی کہہ دیا کہ یہ ہمارے آئمہ معصومین کئی اعتبار سے انبیا سے بھی افضل ہیں اور کبھی یہ جسارت بھی کی گئی کہ چار صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان سے پھر گئے تھے، کبھی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر ہرزہ سرائی کی گئی اور کبھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر زبان درازی کی گئی اور بعض کتابوں میں تو کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ان کا نام لے کر لکھ دیا گیا کہ وہ سارے نفاق میں مبتلا تھے انہوں نے صرف اور صرف دنیا کے مفاد کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بعد والے لوگوں نے ان باتوں کو دین سمجھ کر قبول کر لیا اور اس وقت بڑے بڑے شریف اور سادہ لوگوں میں یہ زہریلے عقائد اس قدر بڑھتے جا رہے ہیں کہ نسلوں کی نسلیں برباد ہو رہی ہیں اور امت تو ایسی ٹولیوں میں تقسیم ہو چکی ہے کہ ان کے مل بیٹھنے کا کہیں کوئی رستہ نظر نہیں آتا۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا تمام چیزیں صرف ذوق راسخ ہی نہیں ہیں بلکہ اس طبقے کے ماضی قریب کے عظیم مفکر بھی یہی کہتے آ رہے ہیں کہ ہماری کتابوں میں دین بنا کر وہ کچھ شامل کر دیا گیا ہے جس کا حقیقی دین سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ یہی شکوہ اور شکایت اس طبقہ کے معصوم امام بھی کرتے رہے ہیں مگر ان کی آوازیں آج تک کسی نے نہیں سنیں۔

ماضی قریب کے اس طبقے کے بہت بڑے مجتہد، سب سے بڑے پڑھے لکھے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ڈاکٹر موسیٰ موسوی نے بھی اپنی کتاب میں یہی لکھا ہے کہ ہماری جو کتابیں چوتھی یا پانچویں صدی ہجری کے درمیان لکھی گئی ہیں ان میں ہمارے بزرگوں نے دین کے نام پر وہ کچھ اسلام میں شامل کر دیا ہے کہ جس کا رب کے

اتارے ہوئے دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور پھر اہل بیت کی طرف وہ کچھ منسوب کر دیا گیا ہے جس کا اس گھرانے کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا، ہماری ان کتابوں کے ذریعے ہمارے مسلک کی کوئی خدمت نہیں کی گئی بلکہ اسلام کے ساتھ برا سلوک کیا گیا ہے [1]

اسی طرح آیت اللہ عظمی ابوفضل برقعی کی کتاب دیکھ لیں، اس طبقے کے سب سے بڑے چوٹی کے عالم بھی یہی لکھتے ہوئے نظر آئیں گے

"ان هذه الخلافات انما نشأت بسبب الاخبار للفتراة الواردة فی کتبنا المعتبرة" [2]

یہ سارے اختلافات اور جھگڑے صرف اور صرف ہماری معتبر کتابوں میں من گھڑت روایات آنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں

مزید لکھتے ہیں کہ

"دوسری، تیسری صدی ہجری میں ہماری کتابوں میں من گھڑت چیزوں کو داخل کر دیا گیا تھا"

پھر برقعی صاحب "شیخ صدوق" کے بارے لکھتے ہیں کہ

"وہ کوئی عالم نہیں تھے بلکہ ایک پیشہ ور آدمی تھے جو چاول فروخت کیا کرتے تھے انہوں نے اپنی کتابوں میں کوئی معیار نہیں رکھا جو چیز انہوں نے مزاج کے مطابق سمجھی بس اس کو کتابوں میں داخل کر دیا۔ اسی طرح محمد بن یعقوب کلینی سبزی فروش تھے انہوں نے بھی جو سنا لکھ دیا اور کتاب کا نام الکافی رکھ دیا حالانکہ یہ کتاب کسی طرح بھی ہمارے لئے کافی نہیں ہے"

بلکہ برقعی صاحب تو کھلے الفاظ میں لکھتے ہیں کہ

---

[1] الشیعۃ والتصحیح ص:12 [2] کسر الصنم، ص:30-39

"ففي كتاب الكافي عيوب كثيرة سواء من حيث السند و رواته كانت ام من حيث المتن و موضوعاته و أما من حيث السند فمعظم رواته من الضعفاء و المجهولين و من الناس للمهملين و أصحاب العقائد الزائفة" [1]

''الکافی'' نامی کتاب میں ہر اعتبار سے بہت سارے عیب ہیں آپ اس کو سند اور اس کے راویوں کے لحاظ سے دیکھ لیں یا حدیثوں کے الفاظ اور موضوعات کے اعتبار سے پڑھ لیں اور جہاں تک معاملہ سند کا ہے تو اس میں زیادہ تر راوی ضعیف، مجہول اور بیکار قسم کے گندے عقائد والے لوگ ہیں

اسی طرح آپ بحار الانوار، الحدائق الناضرۃ اور توضیح المقال سمیت کئی کتابیں پڑھ لیں ان میں حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ اور ابو الحسن رضا رحمہ اللہ سمیت کئی اماموں سے نقل کیا گیا ہے کہ ہماری طرف وہ کچھ منسوب کر دیا گیا ہے اور ہماری کتابوں میں وہ کچھ داخل کر دیا گیا ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے

" فلا تقبلوا علينا خلاف القرآن فإنا ان تحدثنا تحدثنا بموافقة القرآن و بموافقة السنة" [2]

ہماری قرآن و سنت کے خلاف کسی بات کو قبول نہ کرنا ہم جب بھی بات کرتے ہیں قرآن و سنت کے موافق بات کرتے ہیں

بہر صورت ہماری اختصار سے نہایت درد بھری گزارش ہے کہ اپنے بڑوں اور اماموں کا احترام کرتے ہوئے ان کی پکاریں اور چیخیں سنیں اور اپنی کتابوں میں

---

[1] کسر الصنم 30تا39

[2] بحار الانوار 250/2، الحدائق الناضرۃ 9/1، توضیح المقال ص 38

تحریف قرآن اور بغض صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق جتنا مواد ہے اس کو نکال دیں یا کم از کم ایسے زہریلے مواد کی مکمل نشاندہی کر دیں تا کہ آنے والی نسلیں گمراہی سے بچ سکیں اور اتحاد کی راہیں ہموار ہوں، یقین کریں بہت غفلت ہو چکی ہے آپ نے کچھ کام کیا بھی ہے مگر ابھی بہت سا ناپاک مواد آپ کی کتابوں میں محفوظ ہے جو بندے کو کفر کی حدوں تک لے جاتا ہے۔

قارئین کرام!

یقین کریں اسی طبقے کی کتابوں میں یہ موجود ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پر طعن کرنے والا عبداللہ بن سبا یہودی تھا اس نے پہلے تبرا شروع کیا اور پھر اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دیا اور وہاں سے یہ خطرناک بدعت جاری ہو گئی۔

یاد رہے! چوتھی صدی ہجری کی ''رجال کشی'' سے لے کر گیارہویں صدی ہجری کی ''بحار الانوار'' تک کئی کتابوں میں عبداللہ بن سبا کی بدعقیدگی اور شرارتوں کا تذکرہ موجود ہے جس کا کسی صورت بھی انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہی خبیث ساری نفرتوں کی وجہ تھا مستقبل قریب میں ہم اس پر قدرے تفصیل سے لکھنا چاہ رہے ہیں رب تعالیٰ ہم سب کو خیر کی ہدایت دے۔ آمین ثم آمین

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَٰتِ ٱلْغَٰفِلَٰتِ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ لُعِنُوا۟ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے

[النور: 23]

ماضی کے بعض جھگڑوں کو اچھالنے کا فائدہ؟

اسلام میں بنیادی حیثیت عقیدہ توحید وسنت کو حاصل ہے اور اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر کھڑی ہے ہم سب کو ہمہ وقت توحید وسنت اور ارکان اسلام پر توجہ دینی چاہیے جو لوگ ہر وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت پر کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں ہمارا ان سے درد بھرا سوال ہے کہ آپ نے ماضی کے بعض دلخراش جھگڑوں کو اچھال کر کون سا میدان فتح کر لیا ہے.....؟ اور آپ کی اس اوچھی حرکت سے کتنے کافر مسلمان ہوئے ہیں.....؟

اگر کوئی شخص سرے سے باغ فدک یا جنگ جمل وغیرہ کا تذکرہ پڑھتا ہی نہیں ہے بس وہ رب رسول کے ساتھ ساتھ تمام آل واصحاب رضی اللہ عنہم سے سچی محبت کرتا ہے کیا آپ کو اس کے جنتی ہونے پر کوئی شک ہے.....؟ کیا ماضی کے ان ناخوشگوار واقعات میں الجھنا اور رائے دینا مسلمان ہونے کے لئے لازمی اور ضروری ہے.....؟ اگر نہیں ضروری تو پھر آپ لوگ آئے دن کا رونا دھونا ختم کر کے صراط مستقیم پر کیوں نہیں آتے ہو.....؟

خدارا..... ! اللہ تعالیٰ سے ڈریں ! اور مخلص ہو کر قرآن وحدیث کے مطابق زندگی بسر کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت گزر چکی ہے، ان سے عقیدت کا رشتہ رکھتے ہوئے ان کے درجات کی بلندی کی دعا کریں۔

بعض لوگوں نے جہاں خوامخواہ خود کو بھی پریشان کیا ہوا ہے وہاں معاشرے کا سکون بھی برباد کر رکھا ہے ان کو چاہیے کہ وہ آل رسول اور اصحاب رسول ﷺ کی سخاوت وشجاعت اور استقامت کے تذکرے کریں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں اسلام کی محبت بڑھے نا کہ وہ بدظن ہوں۔

یاد رہے! زندہ قومیں اپنے شہیدوں پر صدیوں تک روتی ہیں نہ سینہ کوبی کرتی ہیں اور نہ ہی ماتم اور زنجیر زنی کر کے اپنی نسل کو بے صبری اور بزدلی کا سبق دیتی ہیں بلکہ وہ تو صبر واستقامت کا پہاڑ ہوتی ہیں اور اس وقت جہاں پاکستان میں نوجوان نسل کا رونے دھونے کے ذریعے ستیاناس ہو رہا ہے وہاں ایران میں بھی اس قدر نقصان ہو رہا ہے کہ آنے والی نسل کی اکثریت مذہب سے بیزار ہے اور وہ سیکولرازم کی طرف تیزی سے جا رہی ہے۔

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾

یہ جماعت تو گزر چکی، جو انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اور جو تم کرو گے تمہارے لئے ہے۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے

[البقرۃ: 134]

کیسی دوغلی پالیسی ہے؟

آپ کسی بھی ایسے شخص سے سوال کریں (جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک پر اعتراض کرتا ہو) کہ کیا تجھے امید ہے کہ ربّ تعالیٰ تجھے قیامت والے دن معاف کر دے گا.....؟ تو وہ آپ کو حد درجہ گناہ گار بلکہ گمراہ ہونے کے باوجود یہی جواب دے گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کسی قسم کی کوئی مایوسی نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ ربّ تعالیٰ مجھے اپنی کمال رحمت سے معاف کر دے گا پھر آپ اس سے پوچھیں کہ تجھے اپنے بارے اللہ کی رحمت کا اتنا یقین ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے کیا خیال ہے.....؟

جن میں سے ہر فرد نے لمحہ بہ لمحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور سارے زمانوں میں سے بہترین زمانے میں زندگی بسر کی۔

لوگوں کو شرم نہیں آتی ساری زندگی جو اپنی شکل تک بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نہ بنا سکے وہ منہ اٹھا کر باتیں ان شخصیات کو کرتے ہیں جنہوں نے تن من دھن سمیت اپنے مال کا آخری ذرّہ ربّ کی راہ میں لٹا دیا اور اپنے خون کا آخری قطرہ اللہ کی راہ میں بہا دیا، ان کا عمل اور کردار ربّ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ ان کے زندگی کے بیشتر لمحات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیتوں میں بیان کر دیا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

جس بات کی تمہیں خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے (بنی اسرائیل: 36)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے بدل گئے

میدانِ خطابت میں کم وبیش پچیس سال گزر چکے ہیں، مجھے پاکستان کے اور خصوصاً پنجاب کے ہر شہر اور دیہات میں جانے کا موقع ملا ہے اور میں نے وہاں کے ان بزرگوں کو قریب سے دیکھا ہے جنہوں نے مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، مولانا حبیب الرحمن یزدانی رحمہ اللہ اور دیگر معروف واعظین سے قرآن سنا ہے، ان کا ایمان اور تقویٰ اس قدر بلند ہے کہ ہم جیسے دین کے طالب علم بھی اس معیار کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اس صورت حال کو دیکھ کر میرے دل میں ایک یقین پیدا ہوتا ہے کہ جنہوں نے شیخوپوری صاحب یا حضرت یزدانی صاحب سے قرآن سنا ان کی کبھی تہجد بھی قضا نہیں ہوئی تو جو رات دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنتے رہے ہیں وہ ایمان سے کیسے پھر سکتے ہیں.....؟ اسی طرح امام عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ اور امام محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں علم کی ایسی پختگی اور عمل میں ایسا نور دیکھا ہے کہ ہم اس کی مثال نہیں بیان کر سکتے، تو آپ خود غور فرمائیں! کہ جن کے براہ راست استاذ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے، ان کی استقامت اور فرمانبرداری کا کیا عالم ہوگا.....؟

ہم تو ویسے بھی اس نظریے کو توہین رسالت سمجھتے ہیں کہ صرف ''پنجتن'' پاک ہیں باقی پاک نہیں ہیں۔ مجھے بتائیں! اگر صرف ''پنجتن'' پاک ہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس سالہ محنت کیا رائیگاں چلی گئی.....؟ پانچ پاس اور باقی ہزاروں فیل.....؟ (نعوذ باللہ)

خدارا.....! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نیک نیتی کی بنیاد پر ہونے والے اجتہادی اختلافات کو بنیاد بنا کر آخری حدیں پار نہ کریں ورنہ خود ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

ازراہِ کرم جج بننے کی کوشش نہ کریں

ایک عام انسان جب قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ سب سے پہلے اسی نتیجے پر پہنچتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد جو شان، مقام اور عزت اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی ہے، کوئی بھی دوسرا گروہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے۔

اس حقیقت کے واضح ہوجانے کے بعد تمام اہل اسلام کا یہ فریضہ ہے کہ وہ دن رات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ومرتبہ بیان کریں اور ان کے دفاع کے لئے ہر قربانی پیش کریں اور کوئی بھی شخص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی کسی بھی کمی یا کوتاہی میں جج بن کر فیصلہ کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ اس مقدس جماعت کے ہر فرد کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے کہ رب تعالیٰ ان کے رتبے اور بلند کرے۔ آمین

جن لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آئی اور انہوں نے ہر صورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خود سے عدالت لگا کر خود ہی جج بننے کی کوشش کی ہے انہوں نے دنیا کی ذلت اور آخرت کی رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کیا۔

ہم اپنی اس کتاب کے آغاز میں ہی بڑے درد دل کے ساتھ گزارش کرتے ہیں کہ ایسی جسارتوں سے باز آجائیں اور اپنی آخرت کی فکر کریں، اسی میں دونوں جہانوں کی بھلائی ہے۔

جب وارث بڑے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی تو بات ختم ہوگئی اب کسی کو کوئی اجازت نہیں کہ وہ صدیوں بعد منبر ومحراب پر آکر شرارتیں کرتے ہوئے مقدس جماعت کے درمیان جج بننے کی کوشش کرے، ہم سب پر تمام اہل بیت اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام فرض ہے اور ہماری ڈیوٹی صرف یہی ہے کہ ہم ان کے لئے دعا کریں۔



وفاتِ رسول ﷺ پر خلیفہ بنانے میں جلدی

جب انسان اپنے دماغ میں بنائی ہوئی کہانی کے مطابق چل نکلے تو پھر ہر حقیقت کو جھوٹ اور خیر کو شر بنانے میں بھی بڑا نڈر ہو جاتا ہے، یہی کام یہاں پہ ہوا کہ پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ذہن بنا لیا اور پھر ہر تلخ و شیریں موڑ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارادوں اور کاموں پر ایسا وار کیا کہ ان کے مثالی کردار کو بھی مفاد کی لڑائی بنا کر طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات ہر اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ناقابل برداشت تھی لیکن پھر جس صبر اور حکمت سے انہوں نے امت کو دوبارہ کھڑا کیا، ان کے اس احسان کا بدلہ قیامت تک کے مسلمان کبھی نہیں ادا کر سکتے، مگر یار لوگوں نے یہاں بھی مینا کاری شروع کر دی اور یہاں تک کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وجود مبارک ابھی سامنے موجود تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی خلافت کی پڑی ہوئی تھی اور وہ اپنے عہدوں کے لئے آپ ﷺ کی تدفین وغیرہ سے بھی غافل تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ایسی ساری باتیں جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیتوں پر حملہ کرنے کے برابر ہیں

وہاں ان کی قربانیوں پر بھی پانی پھیر دینے والی بات ہے کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسے مشکل دنوں میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا جب اسلام کو ہر قسم کی قربانی کی ضرورت تھی اور انہوں نے کلمہ پڑھ کر کوئی چیز بنائی نہیں بلکہ لوٹائی ہے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ کا چناؤ ایک اہم ترین کام تھا، اسی طرح آپ ﷺ کے کفن و دفن کے معاملات کو دیکھنے کے لئے آپ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم آپ کے اردگرد جمع تھے اور شرعی طور پر آپ کی وصیت بھی یہی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے یہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا حق بھی تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سارے مراحل آہستہ آہستہ مکمل کیے۔

معاملات کی سنگینی کے پیش نظر نہ چاہتے ہوئے بعض ناخوش گوار لمحات بھی آئے لیکن مجموعی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی مدد کی کہ آپ ﷺ کی وفات کے عظیم صدمے کے باجود اسلام کی گاڑی دوبارہ چلنا شروع ہوگئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کے درجات بلند کرے۔ آمین

یاد رہے! ''سقف'' عربی زبان میں چھت کو کہتے ہیں اور ''سقیفہ'' وہ چھپر جس کے نیچے لوگ جمع ہو کر بات چیت کرتے ہوں، سقیفہ بنی ساعدہ مدینہ طیبہ میں وہ جگہ تھی جہاں بنو ساعدہ قبیلے کے لوگ اپنے اجلاس کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے بنو ساعدہ کو انصار کا بہترین قبیلہ قرار دیا تھا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں اجتماع کسی منصوبے کے تحت نہیں بلکہ سو فیصد ہنگامی تھا، ایسے مشکل اور کٹھن حالات میں یہ کوئی ناممکن چیز بھی نہیں تھی اور وہ اجتماع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا تھا۔ وہ تو آپ ﷺ کی وفات کے صدمے میں نڈھال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دلائل سے تسلیاں دے رہے تھے،

سقیفہ میں جمع ہونے والے سب انصار تھے اور ایک خواہش یہ بھی تھی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا جائے مگر دلائل، حقائق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح اشارات کی موجودگی میں ایسا ہونا ممکن نہیں تھا، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انتخاب پر اگرچہ نہ ہونے کے برابر بعض شخصیات کی طرف سے وقتی طور پر ناخوشگواری کا سامنا بھی ہوا مگر ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا، تسلیم کیا اور پھر خلافت کے پورے دور میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، یعنی ہنگامی صورتحال میں بھی وہی خیر غالب ہوئی جو رب تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے عین مطابق تھی۔

یاد رہے! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر اعتبار سے خلافت کے حق دار تھے تمام اصحاب رسول اور آل رسول رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کے علم و فضل، مقام و مرتبہ، رحم دلی، شرافت اور خدمات کے معترف تھے۔ تمام مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے روز سقیفہ بنو ساعدہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اگلے روز ہزاروں کے مجمع میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مسجد نبوی میں کی گئی، ایسے حساس معاملات اور سیاسی و حکومتی سلسلوں میں چند ایک کا اتفاق نہ کرنا اس قدر بڑا مسئلہ تو نہیں ہے کہ بات کو کفر، ظلم، ٹولہ بازی اور تبرا بازی تک پہنچا دیا جائے اور پھر اس کڑے موڑ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس بصیرت اور دلائل سے حالات کو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے سنبھالا، امت مسلمہ اس احسان اور حسن تدبیر کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

اختلاف کا سبب بننے والی تین احادیث

کسی مسئلے میں ذاتی تحقیق کو حرف آخر سمجھ لینا اور دوسرے کے دلائل تو درکنار اس کی نیت پر بھی چڑھائی کر دینا کوئی عالمانہ روش نہیں ہے۔ ہمارے بعض لوگوں نے بھی یہی کام کیا ہے کہ بعض احادیث کے فہم میں ایسے جذباتی ہوئے ہیں کہ دوسرے مسلمان علما کو دین دشمن تو کیا دین سے ہی خارج کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

حالانکہ ایک خدا خوف عالم دین کو اپنی رائے پر استقامت کا مظاہرہ تو ضرور کرنا چاہیے لیکن دوسرے خدا خوف عالم دین کی رائے کا بھی احترام کرنا چاہیے نہ کہ اس کے کردار اور اس کے علم پر طعن و تشنیع شروع کر دیا جائے۔

ہمارے مطالعہ کے مطابق مندرجہ ذیل تین احادیث ایسی ہیں کہ جن کو سمجھنے میں اعتدال کی بجائے افراط و تفریط اور غلو سے کام لیا گیا ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ میں ایسا اختلاف کھڑا ہوا ہے جو آج تک ختم ہونا تو درکنار کم ہونے کا نام بھی نہیں لے رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ اعتدال اور برداشت نصیب کرے اور بالخصوص اختلاف کے وقت دوسرے کی تحقیق اور اس کی نیت کا بھی لحاظ رکھنے اور حسن ظن کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

1 حدیث فدک

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں کہ جن سے اس امت کا آغاز ہوتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان اور اسلام کے پہلے محسن ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے جس

قدر اسلام کی بنیادوں میں اپنی قربانیوں کو پیش کیا ہے اور جس قدر اسلام پر اپنا مال لٹایا، کوئی مسلمان آج تک اس کی مثال پیش نہیں کر سکا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اس امت کے بعض لوگوں نے کھجور کے چند باغات کی خاطر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمات ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کی عزت کو بھی داغ دار کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی بلکہ ہمارے ہاں تو ایک بد بخت نے کفر تک کا فتویٰ بھی جڑ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حالانکہ بات صرف اتنی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت خدا خوف اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر کہا کرتے تھے کہ ''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے دار اپنے رشتے داروں سے بھی زیادہ محبوب ہیں'' لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کی تقسیم کا معاملہ شروع ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''انبیاء علیہم السلام کی وراثت عام ترکے کی طرح اولاد میں تقسیم نہیں ہوتی'' لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک روایت کے مطابق ان کے مطالبے کے باوجود بھی نہیں دیا اور اس کی وجہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث تھی، لیکن بعض لوگوں نے اتنی سی بات کو اچھال کر ظلم وستم کا ایسا بازار گرم کر دیا ہے کہ امت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان کے ساتھ وفا تھی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وارث نہ تھیں بلکہ تمام ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وارث تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اپنی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کی حقدار تھیں ان کو بھی کچھ نہ دیا، اعتراض تو تب بنتا ہے جب

اپنی بیٹی کو تو حصہ دیا ہو لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو محروم کر دیا گیا ہو اور پھر اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس انداز کی کوئی ناراضگی بھی نہ تھی کہ بات کو فتنہ پروری اور کفر تک پہنچا دیا جائے۔

یہاں ایک اور بات بھی ہے کہ یہی باغ فدک بالآخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا تھا کیا پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں اس کو تقسیم کیا تھا.....؟ اور اگر نہیں کیا تھا اور یقیناً نہیں کیا تھا تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کوئی اعتراض نہیں بنتا کہ ان کو غاصب اور ظالم بنا کر اپنی آخرت برباد کی جائے۔

بلکہ سب سے بڑھ کر نمونے کی بات یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو اپنی ذاتی ملکیت میں رکھا نہ اس سے کوئی ذاتی فائدہ اٹھایا بلکہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خرچ ہوتا تھا اسی طرح وہ آپ کے خاندان پر خرچ کرتے تھے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر تعصب کی عینک اتار کر غور کریں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا" انما یأکل آل محمد ﷺ فی ھذا المال... اس مال سے صرف آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھائیں گے اور اللہ کی قسم میں اس مال میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا، یہ مال ویسے ہی خرچ ہوتا رہے گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خرچ ہوتا تھا" [1] امانت داری سے بتائیں کیا ان الفاظ کے بعد بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش باقی رہتی ہے.....؟

وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی درویشی اور سادگی میں زندگی گزار گئے کہ سیرتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی ہر کتاب میں موجود ہے کہ موت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس

[1] صحیح البخاری:4240

پیالے اور چند کھجوروں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔اور بخاری شریف کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی باغ فدک کے موضوع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بات کرنا چھوڑ دی تھی۔

آخر میں صحیح بخاری کی روایت کے جو آخری کلمات ہیں، اس کا ایک مفہوم بھی واضح کرنا چاہتا ہوں جس کو ضرورت سے زیادہ بگاڑ کر، معمولی نوعیت کے اختلاف کو خوب ہوا دی جاتی ہے، باغ فدک والی روایت کے آخر میں ہے کہ "سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس موضوع (باغ فدک) پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بات کرنا چھوڑ دی تھی حتی کہ وہ اپنے ربّ سے جا ملیں"[1] یعنی انہوں نے بھی اس موضوع کی حد تک پھر مزید گفتگو یا تکرار نہ کی اور نہ ہی اس کی وجہ سے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمات کو فراموش کرتے ہوئے ان پر کوئی فتویٰ لگایا۔ یہ بات بھی یاد رکھیئے کہ نیک اولاد والدین کے درمیان یا اپنے بڑوں کے درمیان وراثت پہ ہونے والی کسی ناخوشگواری کو ہوا دے کر ماحول خراب کرتے ہیں نہ ٹولہ بازی بناتے ہیں اور نہ ہی کسی ایک کی تمام خدمات کو فراموش کر کے ان پر تبرا کرتے ہیں، البتہ ناخلف اولاد اور بے عمل بچے اور بے دین نسل کچھ بھی کر سکتی ہے۔

اس لئے باغ فدک کی آڑ لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زبان دراز کرنے والے جہاں شیطان کو خوش کرتے ہیں وہاں اپنی آخرت کو بھی داؤ پر لگا لیتے ہیں۔

نوٹ اس موضوع کے حوالے سے یہ بات بھی یاد رہے کہ بعض کبار اہل علم نے یہ رائے بھی دی ہے اور وہ حد درجہ قابل توجہ بھی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وراثت لینے کا

---

[1] صحیح البخاری: 4042

دعویٰ کیا ہی نہیں تھا بلکہ ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے اعتراف کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا مال وراثت نہیں بلکہ ہبہ ہے اسی تناظر میں اہل علم لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ''مینجمنٹ'' کا تھا یعنی انتظامی امور دیکھنے اور سنبھالنے کا تھا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باغ فدک وغیرہ کا متولی کون ہوگا؟ چونکہ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ مقرر ہو گئے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ سارے سلسلے حکومت کی نگرانی میں ہونے چاہئیں اور پھر یہی وجہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کو اہل بیت رضی اللہ عنہم پر خرچ کیا جاتا تھا اس میں ایک انچ کی بھی کمی پیشی نہیں کی گئی مگر

ذرا سی بات تھی، اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کے لئے

❷ حدیث قرطاس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے آخری ایام میں ایک دفعہ قلم کاغذ مانگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف اس نیک نیتی اور خیر خواہی سے اتنی سی بات کہہ دی کہ ہمیں ہدایت کے لئے قرآن مجید کافی ہے[1] اس میں اللہ تعالیٰ نے ہماری خیر کے سارے خزانے رکھے ہوئے ہیں اس لئے بیماری کی اس شدت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قلم کاغذ اور کچھ لکھوانے کی زحمت میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے اور یہ سارا کچھ آپ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کی راحت کے لئے کہا تھا، لیکن یار لوگوں نے اس کو ایسا رنگ دیا بلکہ دشمنی کا ایسا زہر بھرا کہ اسلام اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم محسن

[1] صحیح البخاری: 5669

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ جانے کیا کیا بنا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حالانکہ آپ سب مسلمان ہمیں صرف ایک بات کا جواب دیں! اگر یہ لکھوانا دین کا حصہ تھا تو کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (العیاذ باللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے وہ لکھوانا چھوڑ گئے.....؟ اس سے بڑھ کر رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے.....؟ جو کام بھی رب کی وحی تھا یا ضروری تھا اس کو پہنچانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے عرب اور عرب کے سرداروں کی بھی پروا نہیں کی تو کیا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صرف روکنے سے رک گئے تھے.....؟

صرف عام سی بات تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکھنا چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طبیعت کے پیش نظر صرف اس لئے گریز کیا کہ آپ علیہ السلام کو ابھی آرام کی ضرورت ہے۔

یاد رہے! اس موضوع کی ساری روایات کو اگر دیکھا جائے تو پھر یہی بات سامنے آتی ہے کہ آپ علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہی لکھوانا چاہتے تھے اور پھر اسی طرح اس واقعہ کے بعد آپ علیہ السلام کو افاقہ ہوا آپ علیہ السلام نے خطبہ دیا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک اہم امور بیان کیے لیکن ان میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ موجود نہیں ہے لہٰذا کسی بھی واقعہ میں حقیقت کو سمجھنے کی بجائے سینہ زوری سے کام لینا علمی دنیا میں کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

نوٹ یہاں پر ضمنی طور پر علامہ شبلی نعمانی کی کتاب ''الفاروق'' پر مختصر تبصرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی کتاب میں سیرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کافی مواد جمع کیا ہے مگر بعض مقامات پر انہوں حد درجہ بے احتیاطی سے کام لیا ہے جس سے آج تک ہمیں شرم آ رہی ہے کہ ایک سنی عالم بھی اس قدر غیر ثابت چیزیں نقل کر کے ناحق تبصرے بھی کر سکتا ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون

❸ حدیث عمار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے یہ بات کہی تھی ''اے عمار رضی اللہ عنہ! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔''[1]

اس حدیث کو سمجھنے کے حوالے سے بھی امت میں ایک بہت بڑا اختلاف کھڑا ہو چکا ہے بعض سلف اور اہل علم اس حدیث کے ظاہری مفہوم کو لیتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو باغی قرار دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں چونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گروہ میں سے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گروہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے مقابلہ میں تھا، لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ اس لئے یہ گروہ باغی ہے لیکن وہ اس کے باوجود کفر و فسق کے فتوے صادر نہیں کرتے ہیں۔

بعض لوگوں نے اس حدیث کے مفہوم کو بگاڑنے میں مزید کوششیں بھی جاری رکھی ہیں وہ ہر وقت سچا جھوٹا اور جنتی جہنمی بنانے کے چنگل سے باہر ہی نہیں نکلتے، جس کا نتیجہ سوائے انتشار اور بگاڑ کے کچھ نہیں نکلا، اچھے بھلے نوجوان ان موضوعات میں الجھ کر عبادات اور اخلاقیات سے بھی عاری ہو چکے ہیں۔

اسی طرح دوسری طرف امت مسلمہ کے کبار علمائے کرام ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے ہمیشہ کی طرح اعتدال کی بات کہی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کے بارے میں حوصلہ افزا اچھے جذبات رکھے اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اس وقت خاص طور پر ہمیں فتوی بازی سے رک کر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جج بننے کی بجائے موافقت کی راہ نکالنی چاہیے اور سب کا درجہ بدرجہ احترام کرنا چاہیے اور صحیح

[1] صحیح البخاری: 447

البخاری کے مطابق سیدنا علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کے دونوں گروہ رب کی طرف اور جنت کی طرف بلانے والے تھے اسی لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: دعواهما واحدة[1] ان دونوں گروہوں کی دعوت ایک ہوگی۔

یہ باغی گروہ کون سا تھا.....؟ اس بارے میں یہ بات ہمیں اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ تاریخی معتبر روایات کے مطابق باغی گروہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہی کھڑا ہو چکا تھا اور یہ باغی گروہ مالک اشتر نخعی اور عبداللہ بن سبا یہودی منافق کی کارستانیوں کا ہی نتیجہ تھا اور پھر اسی طرح تاریخی روایات کے مطابق بعض قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ بڑی چالاکی کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شامل ہو گئے تھے جو ہمہ وقت اختلاف کی آگ بھڑکائے رکھتے تھے اور کسی صورت بھی صلح کی راہ ہموار نہیں ہونے دیتے تھے اس لئے یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور سارا ملبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ پر ڈال دیا، یا اسی باغی گروہ کے لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

تاریخ کا ادنیٰ سا طالب علم بھی جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے لے کر واقعہ کربلا تک اس سارے دور کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے سامنے تین طرح کے گروہ آتے ہیں

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جماعت

② حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت

③ باغی گروہ، خارجی گروہ

جہاں تمام جنگوں میں اسی تیسرے گروہ کی شرارت رہی ہے وہاں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے بھی اسی گروہ کے افراد تھے۔

---

[1] صحیح البخاری: 3609

دوسری بات یہ بھی ہے کہ صحیح تاریخ اور حدیث میں کہیں بھی شہید کرنے والے شخص کی صراحت یا اس کا نام موجود نہیں ہے اور نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ نے اس حدیث کو کبھی اپنے حق میں پیش کیا تھا کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل باغی شرارتی ہیں نہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت۔ اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی یا اس کا قصوروار ٹھہرانا کسی طرح بھی درست نہیں ہے اور پھر اس سے بڑھ کر کسی صحابی رضی اللہ عنہ اور کسی تابعی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی بنیاد پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو باغی قرار نہیں دیا بلکہ متقدمین میں سے کچھ نے تو بہت سختی سے اس موقف کی مذمت کی ہے۔

آخر میں ہمارا ان لوگوں سے سوال ہے! کہ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ میں جن کی آگ ٹھنڈا ہونے کا نام ہی نہیں لیتی کہ (نعوذ باللہ) اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باغی تھے اور (نعوذ باللہ) وہ جہنم کی طرف بلانے والے تھے تو پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کم وبیش چار سال کے بعد سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ صلح کرتے ہوئے ان کو اپنا خلیفہ کیوں مان لیا تھا.....؟ کیا کسی صورت بھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کسی باغی یا جہنمی گروہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان میں شامل ہو سکتے تھے.....؟ پھر کم وبیش بیس سال تک تمام آل رسول اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ امیر بھی رہے، انسان ہونے کے ناتے کسی کمی کوتاہی کا ہو جانا سیاسی اور حکومتی معاملات کو بہتر رکھنے کے لئے ناممکن تو نہیں ہوتا باقی مجموعی طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور بلاشبہ فتوحات کا دور ہے بلکہ اسلام کا سنہرا دور ہے۔

ہمارا پیغام یہ ہے کہ بلاشبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق کے زیادہ قریب تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں

کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے مقام سے گرایا جائے، ان پر ناپاک زبان کھولی جائے بلکہ اس سلسلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وہ فرمان ہی کافی ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ''تم گالم گلوچ سے باز رہو یہ لب ولہجہ مجھے پسند نہیں ہے فریقین کے سب شہدا اللہ کی جنتوں کے وارث ہیں'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دونوں گروہوں کو ایمان والا قرار دیا ہے اور عظمت والا کہا ہے لہٰذا کسی ایک گروہ کو ایمان سے خارج قرار دینا یا جہنمی قرار دینا خود ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے والی بات ہے [1]

اللہ تعالیٰ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک تمام اصحاب کی شہادتیں قبول کرے اور نہ چاہتے ہوئے اگر کسی موڑ پر کوئی اجتہادی خطا سرزد ہوئی بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے، ان کے درجات بلند کرے اور ہمارے سینوں کو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے روشن کردے۔

آمین

أُوْلَٰٓئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ ٱلَّذِينَ أَنفَقُواْ مِنۢ بَعْدُ وَقَٰتَلُواْۚ وَكُلًّا وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْحُسْنَىٰۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

یہ لوگ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی اور ان سب سے اللہ نے اچھی جزا کا وعدہ کیا ہے اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، خوب باخبر ہے۔ [الحدید: 10]

[1] صحیح البخاری: 2704، نہج البلاغۃ خطبہ نمبر 204، مصنف ابن ابی شیبہ: 39035، کنز العمال: 31700۔ سند میں اگرچہ کچھ انقطاع ہے مگر دیگر نصوص اور کئی آیات سے اس مفہوم کی موافقت ہوتی ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان گرانے کے لئے دھوکہ بازی کی انتہا

بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیچڑ اچھالنے کے لئے مندرجہ ذیل حدیث بڑے زور شور کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

''میرے ساتھیوں میں بارہ منافق ہیں اور وہ کسی صورت بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔''[1]

اس حدیث کو لے کر وہ نعوذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو منافق ثابت کرنے کی بڑی ناپاک کوشش کرتے ہیں، حالانکہ کسی بھی حدیث کا معنی متعین کرتے ہوئے اس کی دیگر سندوں کے ذریعے آنے والے الفاظ کو بھی سامنے رکھنا چاہیے اور جو راوی الفاظ نقل کرنے میں زیادہ معتبر ہو انہیں الفاظ کو بیان کرنا چاہیے۔

اسی اصول کے پیش نظر جب ہم اس حدیث سے اگلی روایت کو مسلم شریف میں پڑھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''میری امت میں بارہ منافق ہوں گے'' یعنی ''اصحابی'' کی جگہ ''امتی'' کے الفاظ نقل کرنے والے راوی زیادہ لائق، فائق اور حافظ ہیں اس لئے یہ روایت سنا کر اہل اسلام کو دھوکہ نہیں دینا چاہیے۔

یاد رہے! منافقین کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھی جن کا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

---

[1] صحیح مسلم: 2779

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں کوئی صحابی ملوث نہیں تھا

دین کا ادنیٰ سا طالب علم بھی جب صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی سیرت کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کو شرافت اور سخاوت میں ایک سب سے اونچا نام حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ملتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کی شرافت اور آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت میں کوئی آپ رضی اللہ عنہ کا ثانی نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دیگر پیش گوئیاں کی تھیں جو کہ اپنے اپنے وقت پر سچ بھی ثابت ہوئیں اسی طرح آپ نے اپنے پیارے دوہرے داماد سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی کئی مواقع پر پیش گوئی فرمائی تھی جس میں صراحت کے ساتھ جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے ہدایت پر، حق پر اور شہید ہونے کی وضاحت موجود ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرنے والے منافق ہوں گے، فتنہ پرور ہوں گے، گمراہ ہوں گے اور باغی ہوں گے، اس موضوع کی کئی ایک صحیح روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ [1]

اس کے مقابلے میں یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے، یہ بہت بڑا جھوٹ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کی مخالفت ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو منافق، فتنہ پرور، گمراہ اور باغی کہہ رہے ہیں اور مخالف لوگ تاریخ میں قلابازیاں لگا کر ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

[1] مسند احمد: 24253- جامع الترمذی: 3704- فضائل الصحابة امام احمد بن حنبل: 816

بنانے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں چونکہ عبداللہ بن سبا کا فتنہ رونما ہو چکا تھا، اس بد بخت اور اس کے پیروکاروں نے آپ پر ایسے ایسے بے ہودہ اور بے بنیاد الزامات لگائے کہ جن کو پڑھ کر ایک مسلمان کی روح بھی کانپ اٹھتی ہے۔

ابن سبا کا سازشی گروہ بڑی تیزی سے عراق اور مصر سمیت دوسرے شہروں میں بھی پھیل چکا تھا چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت کافی طویل تھا لہٰذا یہ لوگ صرف اور صرف حسد کی بنیاد پر اندر کھاتے سازشوں کے تانے بانے جوڑتے رہے، کبھی کہہ دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتے داروں کو اعلیٰ مناصب پر مقرر کر دیا ہے، کبھی کہہ دیا کہ اپنے رشتے داروں کو بیت المال سے بہت زیادہ نواز دیا ہے اور اسی طرح جو منہ میں آیا وہ بگڑے دماغ سے کہتے رہے اور بالآخر موقع ملنے پر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ حکومتی اور سیاسی معاملات میں معزولی، تبدیلی اور نوازشات کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور یہ سارے کام ایک عام حکمران بھی بغیر مصلحت، حکمت اور ضرورت کے نہیں کرتا، چہ جائے کہ صحابہ کے محسن اعظم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق زبانیں دراز کی جائیں، پھر کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں اپنے کسی قریبی کو کوئی عہدہ نہیں دیا تھا.....؟ یقیناً عہدے دیئے تھے تو پھر صرف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے.....؟ ہم ایسے موضوعات کے متعلق یہی کہیں گے کہ جلد بازی سے کام لیا جائے اور نا ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاک نیتوں پر شک کیا جائے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شرافت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے مدینہ میں بعض دندنانے والے بلوائیوں اور باغیوں کے خلاف قتال صرف اس لئے پسند نہیں کیا کہ میری وجہ سے خون نہیں بہنا چاہیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کو قبول کر لیا مگر مدینہ شریف میں خون نہیں بہنے دیا لیکن اس سب کچھ کے باوجود جب انسان ذہنی تعصب میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ حد درجہ ناانصاف ہو جاتا ہے بلکہ خبث باطن بندے کا سارا ظاہر ہی نہیں اندر بھی کالا کر دیتا ہے، وہ لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جوتوں سے اڑنے والی خاک کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے وہ بھی آپ پر طعن و تشنیع کے تیر چلاتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے سب باغی اور مصری آوارہ مزاج لوگ تھے کئی ایک کبار آئمہ کی تصریح کے مطابق ان میں کوئی بھی صحابی نہیں تھا بلکہ بہت بڑے تابعی جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے عینی شاہد ہیں، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں کوئی صحابی رضی اللہ عنہ بھی ملوث تھا؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا "بالکل نہیں تھا سب بلوائی اور مصر کے آوارہ لوگ تھے"[1] جن روایات میں محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ کا ذکر ملتا ہے تو یاد رہے! نہ تو وہ صحابی ہیں اور نہ ہی لڑکپن کی وجہ سے ان کو موردِ الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے۔[2]

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باغ فدک مروان کے حوالے نہیں کیا تھا سنن ابی دواد والی روایت کو جملہ محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔[3]

نوٹ نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس عثمان رضی اللہ عنہ کا حیا عرش والے فرشتے بھی کیا کرتے تھے بعض فرش والے نادانوں نے ان کی عزت پر بھی وار کر دیا۔

---

[1] تاریخ خلیفہ ص:176 بسند صحیح
[2] منہاج السنۃ 4/375-377۔ فتنۃ قتل عثمان للصبحی 1/290
[3] سنن ابی داود:2972

جنگ جمل و جنگ صفین اور ہمارا موقف

جہاں تک ان دونوں جنگوں کی بات ہے تو اس حقیقت سے انکار کرنا تو کسی صورت بھی ممکن نہیں ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ایسے دلخراش موڑ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں آئے تھے مگر بعض تاریخی کتب میں جس قدر مبالغہ آرائی بلکہ جھوٹ سے صفحے کالے کیے گئے ہیں خاص کر ابو مخنف اور واقدی جیسے لوگوں نے جو غیر ثابت اور ہوائی چیزیں نقل کر دی ہیں، وہ حد درجہ تکلیف دہ ہیں۔ ہمارے تجزیے کے مطابق ان حساس موضوعات میں شدت پسندی کی وجہ بھی یہی ہے کہ بعض لوگ تحقیق کی بجائے تاریخ کی چلتی پھرتی اور بے سند رطب و یابس باتوں کو اللہ کی وحی سمجھ لیتے ہیں اور پھر محاذ آرائی شروع کر دیتے ہیں۔

جنگ جمل اور صفین کے حوالے سے سب سے پہلی بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان جنگوں میں شامل ہی نہیں تھے، بڑے بڑے کبار صحابہ اپنے گھروں میں تھے اس لئے یہ ٹکراؤ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان نہیں تھا[1] اور دوسری بات کہ جنگ جمل کے تھوڑے سے وقفے کے بعد ہی جنگ صفین ہوئی تھی اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی قصور نہیں تھا وہ سب کے سب مومن، نیک نیت اور جنتی تھے اور صرف ایک گہری سازش کی وجہ سے ایک دوسرے کے مقابلے

---

[1] صحیح البخاری 7095, 7078, 7110- صحیح مسلم: 2965, 2886
جامع ترمذی: 2204- مستدرک حاکم: 8370- المصنف: 37789- المعجم الکبیر: 196

میں آ گئے یہاں پر ہم تو یہی کہیں گے کہ'' کافروں کی جو چال تھی وہی باعثِ قتال تھی ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد باغی گروہ حد درجہ منظم ہو چکا تھا اور یہ جنگ جمل اور جنگ صفین بھی ان منافقین اور باغیوں کی شرارتوں کا نتیجہ تھی۔ ورنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کی آخری رات تک مذاکرات اور صلح وصفائی کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہی تھیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف بھی قصاص کے حوالے سے اپنی جگہ پر اہم ترین تھا کہ ہمیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت بعد میں کرنی ہے وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ جو آپ کے لشکر میں گھس چکے ہیں ان باغیوں کو الگ کر کے سزا دینا یہ بیعت کرنے سے بھی زیادہ ضروری ہے[1] اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ چاہتے تھے کہ میری بیعت پہلے ہو جائے تا کہ میں صحیح طرح سے اپنے پاؤں جما کر اس باغی ٹولے کا صفایا کروں ابھی فریقین کو آپس میں بیٹھ کر کسی نتیجے پر پہنچنے کا موقع ہی نہ ملا کہ درمیان میں انہی باغیوں نے اپنی شرارتیں زور شور سے جاری رکھیں اور بالآخر رات کے آخری پہر تیر چلائے جس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکروں کا آمنا سامنا ہو گیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ یہ سمجھتا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے معاہدہ توڑ دیا ہے اور جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف تیر آئے تو انہوں نے سمجھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے جبکہ یہ سارا دھندہ آستین کے سانپ یہی باغی لوگ کر رہے تھے جو اپنے آپ کو بچانے کے لئے اس حرکت کو بہت ضروری سمجھتے تھے۔

ورنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ'' کاش میں ان دلخراش واقعات سے پہلے ہی دنیا سے جا چکا ہوتا'' اور وہ دونوں طرف سے شہید

---

[1] تاریخ دمشق:59/132 اسنادہ حسن

ہونے والوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ ''یہ سب جنتی ہیں'' بلکہ بعض روایات میں جنازے پڑھانے کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ان پاکیزہ اور مبنی بر اخلاص جذبات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا، یہ تاریخ کی متفقہ باتیں ہیں۔ [1]

لہٰذا اصل حقیقت کو سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ جب بھی فریقین کے درمیان صلح کی کوشش ہوتی تو باغیوں کو اپنی موت نظر آتی تھی اور پھر یہ معاملہ بھی اتنا حساس تھا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت تکلیف دہ حالات سے گزرنا پڑا۔

یاد رہے! مقام حواب پر کتوں کا بھونکنا اور پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس پر پشیمان ہونا یہ روایت بھی ایک تحقیق کے مطابق سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے کیونکہ قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ جنگ جمل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ نہیں تھے اور یہ بات انہوں نے کس سے سنی ہے؟ یہ بھی معلوم نہیں ہے اس لئے اس روایت کا ضعیف ہونا ہی راجح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اللہ تبارک وتعالیٰ سب اہل بیت اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے درجات بلند کرے۔ آمین

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔ (الاحزاب 33)

[1] السنن الکبری:1675- المصنف:37824- فضائل الصحابة:1298

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ہم

ہمارے ہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے بعض لوگ خوامخواہ پریشان ہوتے رہتے ہیں اور ان کے متعلق ایسے غلط اور ناپاک نظریات رکھتے ہیں اور ان کی شخصیت کے متعلق ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ جن سے زمین بھی کانپ اٹھتی ہے، چند ایک صحیح روایات کی من چاہی ایسی تشریح کرتے ہیں کہ جو تحریف سے بھی زیادہ بدترین جرم بن جاتی ہے۔

اللہ سے ڈریں.....! ایسے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ایک حرف کا جواب دینا ہوگا اور اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کوئی ایسی کی منسوب کردی جو ان میں نہیں تھی تو ایسے شخص کا ٹھکانہ صحیح حدیث کے مطابق جہنم میں وہاں ہوگا جہاں جہنمیوں کی پیپ گرتی ہوگی۔[1] ہم پوری دیانت داری سے بڑے اختصار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے وہ اصل حقیقت آپ کے سامنے رکھتے ہیں، جس کو جھوٹ کے پردوں میں چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا انکار نہیں کیا تھا، بس وہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے بھی زیادہ ضروری ہے، جب تک ان قاتلین کو عبرت ناک انجام تک نہیں پہنچایا جائے گا، یہ آئے دن کسی نہ کسی رنگ میں اسلام کا نقصان کرتے

[1] سنن ابی داود: 3597

رہیں گے یعنی یہ محض حکمت عملی کا اختلاف تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ان جذبات کو غلط رنگ دے کر بعض لوگ بات کو کہاں سے کہاں تک لے گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کفر اور فسق کے فتوے لگانے پر بھی ان کے دل نہ ڈرے۔

ہم پوری دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں ساری خرابی کرنے والے عبداللہ بن سبا اور اس کے چیلے تھے اور پھر اس کے بعد بعض سچے لیکن سادہ لوح مسلمان بھی ان کے پروپیگنڈے کا حصہ بن گئے ورنہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہر اعتبار سے واجب الاحترام نہ ہوتے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کبھی ان کو اپنا برحق خلیفہ نہ مانتے، ہمارے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے وہی جذبات ہیں جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے تھے اور ہم اس معاملے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہیں، جو فتویٰ ہم پر لگے گا وہی فتویٰ سیدھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ تک بھی پہنچے گا۔ لہٰذا اس سلسلے میں جذباتی نہ ہوں نہایت تحمل، دوراندیشی اور برداشت سے رائے قائم کریں۔

مزید یہ کہ بعض لوگ اس بات کو بہت زیادہ اچھالتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے اصحاب (نعوذ باللہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتے تھے اور وہ ''سب وشتم'' کا بازاری گالیوں جیسا مفہوم بیان کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگوں میں نفرت اور اشتعال انگیزی بڑھ سکے یہ لوگ کسی طرح بھی امت مسلمہ کے خیر خواہ نہیں۔ یہ اس طرح کے شر پسند ہیں جس طرح کے شر پسندوں سے سید علی رضی اللہ عنہ کو واسطہ پڑا تھا۔ جس روایت میں بھی ''سب وشتم'' کا ذکر ہے اس کا معنی صرف یہی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنے سیاسی اختلاف کی نوعیت بیان کرتے تھے اور جہاں کہیں وہ اپنے موقف کی تقویت کو پیش کرتے تھے، وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کسی معاملے میں جو کوتاہی سمجھتے تھے اس کو

بھی بیان کر دیتے تھے یعنی ''سب وشتم'' سے مراد صرف اور صرف اختلاف رائے ہے یا ان کے بعض فیصلوں کی حوصلہ شکنی ہے، اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے، لیکن یار لوگوں نے حقیقت سمجھنے کی بجائے جذبات کی رو میں بہہ کر پاک باز ہستیوں پر ایسے ایسے فتوے جڑ دیئے کہ آج امت مسلمہ کا چہرہ شرم سے جھکا ہوا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بلاشبہ کاتب وحی تھے اس پر کئی ایک روایات کے ساتھ ساتھ درجنوں اکابر آئمہ کی تصریحات بھی موجود ہیں اور پھر اسی طرح وہ پہلا بحری بیڑہ کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی اس میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام سر فہرست ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو کئی ایک کمال درجے کی دعائیں بھی دی تھیں جن کی قبولیت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کسی صورت بھی محروم نہیں رہ سکتے اور اسی طرح آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم مفسر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ کو فقیہ قرار دیا تھا اور ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور فضلیت کے لئے وہ عام حدیث ہی کافی ہے جس کا صراحت کے ساتھ معنی یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو مٹھی بھر ''جو'' بھی اللہ کی راہ میں صدقہ کیا ہے بعد والے لوگ پہاڑوں برابر سونا بھی خرچ کرتے رہیں وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مٹھی بھر ''جو'' کے اجر وثواب کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔[1]

اس لئے بلاوجہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو گرانا اور آپ رضی اللہ عنہ کی شان کے خلاف زبان درازی کرنا کسی صورت بھی فائدے مند بات نہیں ہے کیونکہ ہر مسلک ہی نہیں بلکہ مذہب کی ہر کتاب میں یہ بات بنیادی طور پر موجود ہے کہ مسلمان ہوتا ہی وہی ہے جس کی زبان سے مسلمان محفوظ ہوں۔

---

[1] صحیح البخاری:3673,7002,2800,3765,3764- صحیح مسلم:2510
جامع الترمذی:3842- فضائل الصحابة:1748

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف ذاتی نوعیت کی بنیاد پر یا حسد کی بنیاد پر ہرگز ہرگز نہیں تھا بلکہ وہ امت کی سالمیت اور اس کے مستقبل کی بہتری کے لئے تھا۔ باقی اس میں جو خاطر خواہ بہتر نتیجہ سامنے نہ آسکا وہ منافقوں اور شرارتی لوگوں کی خباثتوں کی وجہ سے تھا جو امت کے اتحاد و اتفاق کے دشمن تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

خلافت وملوکیت

خلافت وملوکیت کے حوالے سے ہمیں کافی کچھ پڑھنے کا موقع ملا ہے دیگر موضوعات کی طرح اس موضوع پر بھی بہت افراط وتفریط اور ناانصافی سے کام لیا گیا ہے ماضی قریب میں اہل سنت کے مفکرین میں سے سب سے زیادہ غیر محتاط قلم مولانا ابو الاعلی مودودی صاحب نے اٹھایا ہے آپ نے جہاں تاریخ کی غیر ثابت روایات کو بے دریغ تحریر کر دیا ہے وہاں تاریخ کے غیر ثابت واقعات کو نقل کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی اور سب سے بڑی ایک ناانصافی یہ بھی ہوئی ہے کہ آپ نے اپنی فکر کے مطابق جہاں سے جو کچھ ملا سب نقل کر دیا ہے اور اس کے مقابلہ میں قرآن وحدیث کی واضح نصوص اور اکابر اہل سنت کے دلائل اور ان کا موقف سرے سے بیان ہی نہیں کیا اور پھر آپ نے ہر روایت اور واقعہ پر اپنے مزاج کے مطابق ایسا رنگ چڑھا دیا کہ حضرت عثمان، حضرت مغیرہ، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم سمیت کئی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقار اور ان کے مقام ومرتبے

کا کوئی لحاظ نہ رکھا اور دوران تحریر بعض اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسا انداز اختیار کیا جو کسی بھی اسلامی مفسر اور مصنف کو نہیں اپنانا چاہیے اور حیرت والی بات تو یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب ''خلافت وملوکیت'' کے بعض مقامات پر چاہتے نا چاہتے تحریف لفظی ومعنوی سے بھی کام لیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی کتاب میں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم پر جو گرد وغبار اڑائی گئی ہے اس کو صاف کرنے کے لئے اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرنے والی ضعیف اور تاریخی روایات میں الجھے ہوئے ہیں ان کے لئے مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب رحمہ اللہ کی کتاب خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت کا مطالعہ ضرور کریں۔

جہاں تک خلافت وملوکیت کا تعلق ہے تو اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام آمریت، جمہوریت اور ملوکیت کی جگہ نظام خلافت کو پیش کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلامی نمائندگی کو برقرار رکھنے کے لئے امت یا مجلسِ شوریٰ جو جانشین مقرر کرے اسے خلافت کہا جاتا ہے جیسا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہیں یعنی خلافت چند ہاتھوں میں نہیں ہوتی نہ ہی وہ شخصی حکومت ہوتی ہے بلکہ خلیفہ کے انتخاب میں جہاں مشاورت سے کام لیا جاتا ہے وہاں خلیفہ خود کو بھی اللہ کے ہاں اور اہل اسلام کے ہاں جواب دہ سمجھتا ہے۔

لیکن یہاں پر بھی اصل چیز عدل وانصاف ہے اگر کوئی خلیفہ بن کر بھی لوگوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا، قرآن وسنت کے مطابق فیصلے نہیں کرتا تو اس کی بھی شدید مذمت کی گئی ہے اور اگر کوئی بادشاہ عدل وانصاف قائم کرتا ہے، قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور اسلام کے غلبے کے لئے کوشاں رہتا ہے تو کافی حد تک ایسی

ملوکیت کا جواز قرآن وحدیث میں موجود ہے جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں بادشاہت کا ذکر ہے ''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بادشاہی عطا کرتا ہے''[1] اور پھر بنی اسرائیل میں بھی بادشاہ مقرر کیے گئے[2] اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے کمال بادشاہت کا سوال کیا[3] اور اس طرح کی کئی آیات اس طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ اگر بادشاہت میں عدل وانصاف ہو تو شرعی طور پر اس کو دین کے دائرے سے باہر نہیں نکالا جا سکتا اور اسی طرح صحیح ابن حبان میں واضح صحیح حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا

ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء[4]

ان تینوں کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا بادشاہت عطا کرے گا۔

یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بھی بادشاہت سے تعبیر کیا ہے اگر عدل وانصاف والی بادشاہت ہر اعتبار سے ناجائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بھی کبھی اللہ تعالیٰ کی عطا نہ کہتے اور اسی طرح المعجم الکبیر میں ایک حسن درجے کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پہلے رحمت والی نبوت ہے، پھر رحمت والی خلافت ہے، پھر رحمت والی بادشاہت ہے اور پھر رحمت والی امارت ہوگی''[5]

ان مندرجہ بالا دلائل سے ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے ہر اعتبار سے بادشاہت اور ملوکیت کو گناہ قرار دیا ہے اور وہ اس کو سراپائے شر سمجھتے ہیں ان کا یہ موقف کسی صورت بھی درست نہیں ہے، اصل چیز قرآن وحدیث کا نفاذ اور عدل وانصاف ہے جس کا لحاظ رکھنا اصل مقصد ہے۔

---

[1] آل عمران:26 [2] المائدہ:20 [3] ص:35
[4] صحیح ابن حبان:6558 [5] المعجم الکبیر:11138

اسی لئے مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا:

"ما رأیت رجلاً کان اخلقَ للملک من معاویۃ"[1]

میں نے بادشاہت کے لئے معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا

ان تمہیدی گزارشات کے بعد ہم اس اعتراض کی طرف آتے ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ خلافت راشدہ سے اتر کر ملوکیت کی طرف کیوں گئے....؟

یہاں پر مبنی بر انصاف جواب یہ ہے کہ آپ کا ملوکیت کی طرف جانا صرف اور صرف حالات کے پیش نظر تھا کہ مسلمان ایک شدید ہنگامی حالت میں مبتلا تھے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ دوسری طرف کھڑے تھے جس کی وجہ سے نا چاہتے ہوئے بھی اس ذمہ داری کو قبول کرنا پڑا، پھر سب سے بڑھ کر باغی اور خارجی گروہ اس قدر خفیہ وار کر رہا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی راستہ سامنے نہیں تھا۔

یاد رہے! ہر کام میں انسان کی نیت اور اس کے اختیار کا بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے کئی کام انسان قدرت سے کرتا ہے اور بعض مواقع پر انسان کو کئی کام غیر اختیاری ہنگامی طور پر کرنا پڑتے ہیں اور یہی کام یہاں پر ہوا اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت ایسی رحمت والی ثابت ہوئی کہ ہر طرف فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور سالہا سال تک تمام اہل اسلام ایک جھنڈے تلے جمع رہے، اس لئے ایسے واقعات میں کسی کو جھوٹا سچا کہنے کی بجائے اعتدال اور انصاف سے کام لینا چاہیے اور مقدس شخصیات کی حرمت کو کسی بھی صورت پامال نہیں کرنا چاہیے۔

---

[1] کتاب السنۃ للخلال: 677

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جھوٹے الزامات

اللہ کی زمین پر بدامنی اور فساد کی ایک بہت بڑی وجہ الزامات بھی ہوتے ہیں کہ آپ منہ اٹھائے، بغیر تحقیق کے دوسرے کے کھاتے میں ایسی غلطی اور گناہ ڈال دیں جس کا اس بیچارے نے سوچا بھی نہیں تھا، خاندانوں سے لے کر ایوانوں تک جہاں جہاں بھی آپ کو انتشار نظر آئے گا وہاں پر کہیں نہ کہیں الزامات کی بوچھاڑ ضرور نظر آئے گی۔ یہی جرم ہمارے بعض اپنوں نے بھی کیا ہے کہ انہوں نے کلمہ پڑھ کر اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سہارا لے کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایسے ایسے الزامات لگائے ہیں کہ جن کا ان کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی وہ اس کا خیال تک بھی اپنے دل میں پیدا کر سکتے ہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لگائے گئے الزامات کی فہرست بڑی طویل ہے لیکن چند ایک مشہور جھوٹے الزامات کی طرف نشاندہی کر دیتے ہیں اور ساتھ یہ گزارش بھی کرتے ہیں کہ اپنی نسل اور چھوٹے بچوں کو ابتدائی عمر میں ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لگائے گئے جھوٹے الزامات سنا سنا کر اس مقدس جماعت کے بارے ان کے ذہن خراب نہ کریں ورنہ یہ گناہ دنیا و آخرت میں ناقابلِ معافی ہے اور اس کی توبہ بھی کافی حد تک مشکوک ہے۔

جھوٹ نمبر ① سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دربار سے نکال دیا؟

یہ جھوٹا الزام بڑے دھڑلے کے ساتھ مجلسوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اپنا حق لینے کے لئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچیں اور

وہ اپنا حق لینے کے لئے روتی رہیں لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی اور ان کو دربار سے دھکے دے دے کر نکال دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ سارا افسانہ سو فیصد جھوٹ ہے اور اسے تراشنے والے ابلیس لعین کے پیروکار ہیں نہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا کے مال کی اتنی حریص تھیں اور نہ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس قدر بے رحم تھے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دنیا کے مال سے بے نیازی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحم دلی پوری دنیا میں ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہے بس معمولی سی بات کو مرچ مصالحہ لگا کر اس قدر بگاڑ دیا گیا کہ امتِ مسلمہ کے درمیان نفرتوں کی آگ اس قدر زیادہ بھڑک اٹھی ہے کہ اس کے شعلے آسمان سے جا کر ٹکرانے لگے۔

جھوٹ نمبر (2) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ رضی اللہ عنہا کا دروازہ توڑا اور آگ لگانے کا حکم دیا؟

بعض لوگ مسلم معاشرے میں شر پھیلانے کے لئے اتنی صفائی اور اعتماد کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں کہ سادہ لوح مسلمان ساری زندگی کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس جماعت کے متعلق بھی شکوک وشبہات اور نفرت کا شکار ہو جاتے ہیں، ان الزامات اور جھوٹوں میں سے ایک یہ بات بھی بڑے رنگ بھر کر بیان کی جاتی ہے کہ ''کوئی مانے نہ مانے ابوبکر رضی اللہ عنہ تو مان گئے'' اور وہ آخر عمر میں کہا کرتے تھے کہ ''کاش میں سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ نہ توڑتا اور نہ ہی گھر کو آگ لگواتا، آج مجھے اپنے اس کیے پر بہت پچھتاوا ہو رہا ہے''۔

جو لوگ یہ بات بیان کرتے ہیں، وہ فریب دیتے ہوئے ساتھ دس کتابوں کا حوالہ بھی دیتے ہیں اور ان کی جہالت، بدبختی اور شر انگیزی کی انتہا یہ ہے کہ وہ اس واقعہ کی صحیح سند کہیں سے بھی پیش نہیں کرتے بلکہ تاریخ کی ہوائی باتوں کو اپنی مجلس میں سنا سنا کر اپنی نسل کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفرتوں کے ایسے ٹیکے لگاتے ہیں کہ جن کا زہر

مرتے دم تک بھی ختم نہیں ہوتا بلکہ آگے نسلوں میں بھی منتقل ہو جاتا ہے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفرت میں انصاف کا قتل یہاں تک ہے کہ جو واقعہ صاحب کتاب نے صرف رد کرنے کے لئے نقل کیا ہوتا ہے، یہ اس کو بھی بہت بڑا حوالہ بنا کر پیش کر دیتے ہیں جبکہ اسی واقعہ کے شروع اور آخر میں صراحت ہوتی ہے کہ "یہ واقعہ ٹھیک نہیں ہے"

انا للہ وانا الیہ راجعون

مجلس میں جو صاحب بہت اچھل اچھل کر دس حوالوں کا پریشر ڈال رہے تھے ان سمیت تمام ایسے لوگوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ محدثین نے حتی کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی اس کے من گھڑت ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور پھر اس میں "حلوان بن داؤد" ایک ایسا راوی ہے جس کو اہل سنت کی کتب کے علاوہ ان کی اپنی کتاب "المفید من معجم رجال الحدیث" میں بھی "مجہول" کہا گیا ہے۔ اب انصاف سے بتائیں کہ ایسی جعلی روایت بیان کر کے نفرتوں کی دیواریں کھڑی کرنا کہاں کا اسلام اور کی انسانیت ہے.....؟ یہ سو فیصد سچ ہے کہ کچھ لوگ بڑی بڑی پگڑیاں اور جبے پہن کر بغیر تحقیق کے سوشل میڈیا پر اس طرح کی شر انگیزی کرتے ہیں کہ ان کو اہل سنت کی بخاری و مسلم سے اہل بیت رضی اللہ عنہم اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی محبت بھری باتیں تو نظر نہیں آتیں البتہ تاریخ کی بے اصل باتیں وہ فوراً پکڑ لیتے ہیں اور ان کو ہر طرف اڑا دیتے ہیں، ایسے لوگ امت کا اتفاق و اتحاد پارہ پارہ کرنے کے اصل مجرم ہیں اور ان کو کڑی سے کڑی اور سخت سزا دینی چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین سے یہ فساد کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ کتب اربعہ میں سیدنا علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما سے روایات بہت تھوڑی ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں ہماری صحاح ستہ اور جوامع و مسانید میں

روایات کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جو کہ اہل حدیث کی اہل بیت سے شدید محبت کی واضح دلیل ہے۔

جھوٹ نمبر (3) سیدہ رضی اللہ عنہا کی تحریر پہ تھوک کر پھاڑ دیا

بعض لوگ مجلس میں لوگوں کو گرمانے بلکہ رولانے کے لئے ایسا ایسا جھوٹ بولتے ہیں کہ اگر اس زہریلے جھوٹ کو میٹھے سمندر میں بھی ڈال دیا جائے تو وہ بھی کڑوا ہو جائے کہا جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بابا علیہ السلام کی تحریر لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئیں، ان کے آگے تحریر پیش کی جس میں یہ لکھا تھا کہ ''میں نے باغ فدک فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا ہے'' جب ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس تحریر کو دیکھا تو اسے پھاڑ کر اس میں تھوک دیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جھٹلا دیا اور وہ روتی روتی گھر واپس آئیں اور گھر آ کر بھی آہ و بکا کرتی رہیں''

یہ کہانی بھی سو فیصد گھڑی گئی ہے اس کو سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے جن کا تعلق نہ اہل سنت کی جماعت سے ہے اور نہ ہی انہوں نے اس کا کوئی صحیح حوالہ پیش کیا ہے اور یاد رہے! سبط ابن جوزی کے نانا عبدالرحمن ابن الجوزی وہ اہل السنہ میں سے تھے اور انہوں نے کئی کتابیں بھی تحریر کی تھیں۔

جھوٹ نمبر (4) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل گرایا تھا؟

عام سادہ لوح مسلمانوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بدظن کرنے کے لئے یہ جھوٹا الزام بھی بہت زیادہ مشہور کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تشدد کرتے ہوئے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل گرا دیا تھا۔ یہ بات بھی سو فیصد جھوٹ ہے بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''الزام لگانے والے ظالموں کو ذرہ بھر اللہ کا ڈر نہیں لگتا کہ وہ

اس قدر پاک باز ہستیوں پر کس قدر زیادہ سنگین الزامات لگاتے ہیں۔"

آپ تمام حضرات غور کریں! جب لوگوں کو اس طرح کی اشتعال انگیز جھوٹی کہانیاں سنائی جائیں گی تو ان کے دل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کیسے پیدا ہوگی.....؟ اور یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ درجنوں سمجھدار لوگوں نے جب ان الزامات کی تحقیق کی اور یہ سب الزمات جھوٹے نکلے تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے اپنے دلوں کو سرشار کرتے ہوئے پہلی زندگی سے توبہ کر لی۔

جھوٹ نمبر (5) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر جلادیا؟

یہ واقعہ بھی بڑے زور شور کے ساتھ مجلسوں میں بیان کیا جاتا ہے لیکن دنیا کا کوئی الزام تراشی کرنے والا شخص اس بات کو صحیح سند سے ثابت نہیں کر سکا یہ واقعہ سند کے لحاظ سے سخت ضعیف ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی اس کی جو سند موجود ہے وہ منقطع ہے، یعنی ضعیف ہے۔

کتنے ظالم ہیں وہ لوگ کہ جو کتب احادیث میں موجود وہ واقعات تو کبھی بیان نہیں کرتے جن سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر زیادہ پیار کیا کرتے تھے اور ایسے قصے بیان کرتے ہیں کہ جن کا جھوٹا ہونا اظہر من الشمس ہے۔

جھوٹ نمبر (6) سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا یا دلوایا تھا؟

جہاں تک حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زہر کی وجہ سے شہادت ہونے والی بات ہے، وہ کچھ حد تک درست ہے لیکن اس کے بعد زہر کا الزام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لگا دینا،

یہ سو فیصد جھوٹ ہے۔ اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو زہر کسی باغی نے دیا تھا یا آپ رضی اللہ عنہ کی کسی بیوی نے دیا تھا یا کون سے کھانے میں کس نے زہر ملایا تھا، یہ ساری باتیں کسی صحیح حوالے سے ہمارے تک نہیں پہنچیں۔

لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھنے والوں کو یا تو صحیح سند کے ساتھ حوالہ پیش کرنا چاہیے یا ان کو قیامت والے دن کی سختی سے ڈر جانا چاہیے، جب اللہ کی بارگاہ میں ایک ایک بول کا حساب دینا پڑے گا۔

جھوٹ نمبر (7) محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کا الزام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر

جب دل میں نفرت بیٹھ جائے تو پھر انسان دیگر وارداتوں کے ساتھ ساتھ اتہامات کی بھی بوچھاڑ کر دیتا ہے ان اتہامات میں سے خطرناک تہمت یہ بھی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کی میت کو گدھے کی کھال میں ڈال کر آگ لگوادی تھی اور پھر اس پر اجماع کا جھوٹا دعویٰ بھی کیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ایسے لوگوں کو ہم ان کا من پسند جملہ ہی کہیں گے کہ

لاؤ اس کی صحیح سند.....؟ اور وقت قیامت تک ہے.....

یاد رہے! تاریخ کی من گھڑت اور من پسند باتوں کو لے کر دوسری باتوں کو ہضم کر جانا علم و تحقیق کا خطرناک قتل ہے اور صحابہ سے دشمنی رکھنے والے اس خطرناک قتل سے بھی باز نہیں آتے ہیں۔

جھوٹ نمبر (8) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے جنازے پر تیر چلائے گئے؟

ہم نے اس حقیقت کو اپنی اس کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے کہ ہمارا سب سے زیادہ نقصان جعلی کہانیوں نے کیا ہے اور بھڑکتی ہوئی آگ پر تیل ان لوگوں

نے چھڑکا ہے جو پرلے درجے کے جاہل تھے اور وہ اسٹیجوں اور مجلسوں پر قابض ہو گئے بعض مجلسوں میں بڑے زور شور سے کہا جاتا ہے کہ ''بنوامیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے جنازے پر تیر چلائے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ جا رہا تھا اور یہ لوگ تیر برسا رہے تھے'' جبکہ یہ واقعہ تمام کتب احادیث اور پوری تاریخ میں کہیں سے بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ مدینے کے گورنر سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور ان کا تعلق بنوامیہ سے تھا۔

جھوٹ نمبر (9) حجر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کی حقیقت

دیگر باتوں کی طرح حجر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی بہت زیادہ مبالغہ آمیزی بلکہ جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے جب کہ پوری تحقیق کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ حضرت حجر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا صحابی ہونا بھی مشکوک ہے اہل سنت کے علاوہ بھی جواہری جیسے لوگوں نے ان کو اپنی کتاب'' المفید من معجم رجال الحدیث ''میں کبار تابعین میں شمار کیا ہے اور اسی طرح امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگوں نے بھی انہیں تابعین میں شمار کیا ہے اور یہی رائے بعض محققین کی بھی ہے اور پھر اسی طرح باغیوں اور خارجیوں کے پھیلائے ہوئے فتنے کے پیش نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی شہادت کے درجہ پر فائز ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ جب دونوں طرف اسلام دشمن باغیوں نے غلط فہمیوں کی آگ پھیلا رکھی تھی، اور انتشار کا دور تھا تو پھر باہم ایک دوسرے کی طرف سے شہادتوں کا ہو جانا کوئی ناممکن امر نہیں تھا، اسی لئے ہم پاک باز ہستیوں کی عدالت لگا کر ان کے خلاف فیصلے نہیں سناتے بلکہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کی اور دیگر سچے مسلمانوں کی شہادتوں کو قبول کرے۔ آمین

جھوٹ نمبر⑩ جھوٹ اور شرارت بازی کی انتہا

ایک شخص کو ان کے فرقے والے اپنا بہت بڑا ترجمان سمجھتے ہیں اور وہ شخص ہزاروں کے مجمع میں بڑے جوش کے ساتھ جھوٹ بول رہا تھا اور بظاہر بڑی محبت اور غیرت جتلاتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ

''آج ہم سے کہتے ہو عزت کرو صحابہ کی، گردن کاٹ میری، نہیں عزت کروں گا بتول کے قاتل کی بھرے دربار میں مارا انہوں نے محمد ﷺ کی بیٹی کو''

یہ جھوٹے افسانے سن کر ساری مجلس رو رہی تھی اور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کا سلسلہ جاری تھا ہم آخر میں ان الزامات پر تبصرہ کرتے ہوئے یہی کہیں گے کہ رب محمد ﷺ کی قسم اگر یہ سب کچھ سچ ہوتا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوتے مگر یہ سب کچھ جھوٹ ہے جو بڑی چالاکی اور گہری سازش کے ذریعے تمہارے اندر پھیلا دیا گیا ہے اور اگر تم لوگوں نے یہ سلسلے بند نہ کیے تو آنے والے خطرناک نقصان کی تلافی کبھی نہیں ہو سکے گی۔

اور اسی طرح میں نے اسی گروہ کے ایک ذمہ دار صاحب کو مجلس میں چیخ چیخ کر یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ ''ہمارے چھٹے امام معصوم نے کہا ہے کہ جو علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کو نہیں مانتا وہ نماز پڑھے یا زنا کرے برابر ہے'' انا للہ وانا الیہ راجعون

آج کل پاکستان کی مجلسوں میں یہ دین کی خدمت ہو رہی ہے اور اس انداز سے رسول اللہ ﷺ کی اولاد کا تعارف کروایا جا رہا ہے اور کوئی کسی کو پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔

واقعہ کربلا کی آڑ میں

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت مظلومانہ ہے جو شخص آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو مظلومانہ نہیں سمجھتا یا وہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوتا ہے یا وہ آپ رضی اللہ عنہ کے قاتلین کی تعریف کرتا ہے، ایسا شخص پرلے درجے کا گمراہ ہے۔ ہم نے اپنی کتاب شانِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما میں یہ بات بڑی تفصیل کے ساتھ تحریر کر دی ہے کہ ہم سب اہل حدیث، اہل سنت حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی محبت کو فرض سمجھتے ہیں اور آپ کو شہید کرنے والوں پر لعنت کرتے ہوئے ان سے براءت کا اعلان کرتے ہیں، ہمارے تمام متقدمین، متاخرین اور معاصرین علمائے کرام نے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی بلاوجہ تنقیص کرنے والے ناصبی لوگوں سے بھی مکمل براءت کا اعلان کیا ہے۔

مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی شخص واقعہ کربلا کی آڑ میں یا اہل بیت اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چھتری تلے بیٹھ کر جس پر مرضی جو مرضی تہمت لگاتا رہے اور جس مرضی صحابی رضی اللہ عنہ اور تابعی رحمہ اللہ کو کھینچ کر عدالت میں کھڑا کر دے اور خود ہی مدعی اور خود ہی جج بن کر اس کو قاتل قرار دے دے۔ آج کل تو یہ ہر ایرے غیرے کا محبوب مشغلہ بن گیا ہے کہ مقدس شخصیات میں سے کسی ایک کو اپنی عدالت میں لا کر کھڑا کرتا

ہے اور پھر سارا زور اس پر ہوتا ہے کہ میں اس کی عزت کو داغدار کیے بغیر اسے بچ کر نہیں جانے دوں گا، یہ انداز ہر اعتبار سے ہلاک کر دینے والا ہے۔

جہاں اس دلخراش واقعہ کی حقیقت پر ہم سب تکلیف میں ہیں وہاں ہمیں کسی صورت بھی جذبات میں آ کر تاریخ کی ہوائی، اڑائی اور من گھڑت بنائی ہوئی باتوں کو بنیاد بنا کر تبرا بازی بہتان بازی اور اشتعال انگیزی کی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

یہ بھی یاد رہے! کہ جو لوگ اہل سنت کی کتب میں سے تاریخ کی ہوائی باتوں کو فروغ دیتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی کتابوں کو بھی سامنے رکھیں ان کی کتابوں میں ایسا ایسا خطرناک مواد موجود ہے کہ جس میں جہاں آئمہ معصومین کو انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل قرار دیا گیا ہے وہاں قرآن کی حقانیت کو بھی بری طرح مشکوک بنایا گیا ہے اور ایسی ایسی باتیں لکھ دی گئی ہیں کہ جنہیں مان لینے کے بعد کسی انسان کے پاس اسلام کی ایک "رتی" باقی نہیں رہتی ہے۔

اس لئے اعتدال میں رہیں اور تحقیق سے بات کریں اور اپنے جذباتی موقف کو سرعام لا کر امت مسلمہ کے لئے مشکلات کھڑی نہ کریں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

الحجرات : 6

امت میں انتشار کے اصل مجرم

کسی بھی سچے عالم دین کی اصل خدمت یہ ہے کہ وہ امت کو اختلاف، انتشار اور جھگڑوں سے بچا کر اتفاق واتحاد کی لڑی میں پرو دے۔

امت کے اتفاق کو پارہ پارہ کرنے میں سب سے زیادہ مکروہ کردار ان لوگوں نے ادا کیا ہے جنہوں نے خصوصاً اس صدی میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف کتابیں لکھی ہیں، اپنی زبانیں دراز کی ہیں، ان کی طرف جھوٹ منسوب کیا اور خوب پھیلایا ہے پھر سب سے بڑے مجرم وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے سوشل میڈیا کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزتوں کے خلاف استعمال کیا ہے۔ ایسے نام نہاد دین کے دعوے دار جہاں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے مجرم ہیں وہاں وہ پوری امت مسلمہ کے بھی مجرم ہیں کہ انہوں نے اس مقدس اور حساس موضوع کے پرخچے اڑاتے ہوئے لوگوں میں انتشار کی کیفیت پیدا کر دی اور اب حالت یہ ہے کہ مسلمان ہو کر بھی بعض لوگ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان وعمل اور کردار پر شبہ کرتے نظر آ رہے ہیں

اللہ ہدایت دے آمین

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

اور جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول کی طرف اور اپنے حکم دینے والوں کی طرف لوٹاتے تو وہ لوگ اسے ضرور جان لیتے جو ان میں سے اس کا اصل مطلب نکالتے ہیں، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو بہت تھوڑے لوگوں کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔ (النساء: 83)

پاکستان میں بدامنی کے اصل ذمہ دار کون؟

دنیا کے کسی خطے پر اس وقت تک امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک امن والی کتاب قرآن مجید کے بیان کردہ معاشرتی اصولوں پر عمل پیرا نہ ہوا جائے، دنیا کے غیر مسلم ممالک میں آپ کو جہاں بھی امن ملے گا وہاں علی الاعلان یا پسِ پردہ قرآن کے بیان کردہ معاشرتی اصولوں پر ہی عمل نظر آئے گا۔ اسی طرح اگر ہم پاکستان میں امن چاہتے ہیں تو پھر ہمیں فی الفور اسلام کی مقدس شخصیات کے بارے تبرا بازی اور زبان درازی کو روکنا ہوگا، قرآن مجید تو یہاں تک کہتا ہے کہ ''مشرکوں کے بتوں کو بھی گالیاں نہ دو''[1] حالانکہ رب کی زمین پر سب سے زیادہ بدترین لوگ مشرک اور ان کے بنائے ہوئے بت ہیں، ان کو بھی گالیاں دینا صرف اس لئے حلال نہیں ہے کہ وہ جواب میں حقیقی اللہ تعالیٰ کو بھی گالیاں دیں گے، جس کے نتیجے میں زمین پر بدامنی، فساد اور لڑائی جھگڑے ہونگے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ جب کائنات کے بدترین لوگوں کو اور ان کے بتوں کو

[1] الانعام:108

گالیاں دینا جائز نہیں ہے تو پھر اس کائنات کی سب سے بہترین شخصیت ابوبکر و عمر و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا ان پر تبرا بازی کرنا اور ان پر لعن طعن کرنا کس طرح حلال ہو سکتا ہے.....؟ اور پھر اس گستاخانہ انداز سے پاکستان میں امن کیسے قائم رہ سکتا ہے.....؟

اس وقت تک پاکستان میں خصوصاً مذہبی حلقے میں جس قدر زیادہ قتل و غارت ہوئی ہے اس کے ذمہ دار صرف اور صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کی مقدس شخصیات کے ایمان اور کردار کو چیلنج کیا ہے، بھری مجلسوں میں ان کا مذاق اڑایا ہے اور اسٹیجوں پر آ کر اس مقدس جماعت پر ایسے ایسے جھوٹ باندھے ہیں کہ جس نے اس ملک کے امن کو بری طرح تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

ہم دردِ دل سے حکومتی ذمہ داران کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ ایسے لوگوں کے خلاف سخت قانون سازی کریں، ان کو گستاخی پر سخت سزا دیں تب جا کر پاکستان امن کا گہوارہ بنے گا۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

یہ آخری گھر، ہم اسے ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو نہ زمین میں کسی طرح اونچا ہونے کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ کسی فساد کا اور اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔ (القصص: 83)

یہ کوئی خدمت ہے نہ نیا کام

آج کل جتنے لوگ یا ماضی قریب میں جن لوگوں نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس پگڑی کو اچھالنے کی کوشش کی ہے انہوں نے نہ دین کی خدمت کی ہے اور نہ ہی کوئی نیا میدان مارا ہے۔ بلکہ سلف صالحین رحمہم اللہ کو ان ساری باتوں کا علم تھا، جن کو یہ لوگ آج کل اچھال رہے ہیں اور سلف صالحین رحمہم اللہ کی مقدس جماعت نے ہمارے تک یہی پیغام پہنچایا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات کا دائرہ اس قدر زیادہ وسیع ہے کہ کوئی شخص کسی صورت بھی ان کا احاطہ نہیں کر سکتا اور اگر انسان ہونے کے ناتے ان سے نہ چاہتے ہوئے دشمنوں کی گہری سازشوں کی وجہ سے کوئی کمی یا کوتاہی سرزد ہوئی بھی ہے تو اس پر ہمیں مجلسیں پڑھنے کی بجائے اور اسلامی ماحول میں بدگمانیاں پھیلانے کی بجائے مکمل خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

یعنی سلف صالحین رحمہم اللہ اور آج بھی اہل حدیث کا یہی موقف ہے کہ اگر کہیں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی کوتاہی مل بھی جائے تو اگر عام مسلمان کے عیب پر پردہ پوشی کرنے کا حکم ہے تو یہاں پر ہزار درجہ بڑھ کر اس حکم کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

لیکن افسوس! کہ بعض ''روشن خیال'' اسکالر حضرات کو یہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اصل حل تو یہاں ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے خلاف قلم چلانے والے اور زبان کھولنے والے صرف ایک بات کا عہد کرلیں کہ ہم نے اہل سنت کی کتابوں سے حوالہ دیتے ہوئے کم از کم چار چیزوں کا لحاظ ضرور رکھنا ہے۔

❶ بغیر تحقیق اور صحتِ سند کے کوئی حوالہ نشر نہیں کرنا، ایسا کرنا صرف خیانت نہیں بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔

❷ جو حوالہ صحیح سند سے ثابت ہو جائے تو اختلاف کی تطبیق میں اس کا وہی مفہوم بیان کرنا ہے جو کبار اہل سنت اماموں نے بیان کیا ہے۔

❸ اپنی طرف سے مرچ مصالحہ لگا کر گردان بازی کرنی ہے نہ تحریفِ معنوی کا ارتکاب کر کے یہود کی طرح اللہ کی طرف سے لعنت کا مستحق بننا ہے۔

❹ ہر ثابت بات جس میں امت کے بگاڑ اور انتشار کا اندیشہ ہو، اس کو بیان نہیں کرنا، کیونکہ دین تو ہمیں ستر پوشی اور اخلاقیات کا حکم دیتا ہے، تبرا بازی اور زبان درازی سے سختی سے منع کرتا ہے۔

اگر اس وقت ان چار چیزوں کا لحاظ رکھ لیا جائے تو کافی حد تک اتفاق و اتحاد کی فضا قائم رہ سکتی ہے۔

﴿اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [الزمر: 18]

اور وہ لوگ کان لگا کر بات سنتے ہیں، پھر اس میں سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقلوں والے ہیں۔

عافیت صرف اسی میں ہے

''مشاجراتِ صحابہ'' یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں جو اختلافات تھے اور اس میں سنگینی جس حد تک بھی زیادہ تھی اس سب کچھ کے باوجود ہمیں زبان بندی کا حکم ہے اور سب کے لئے رحم اور بخشش کی دعا کرنے کا کہا گیا ہے، دوسرا رستہ سراسر نقصان کا رستہ ہے۔

عافیت اسی میں ہے ان بعض دل خراش واقعات کو عام لوگوں میں بیان نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کو جہاد سمجھ کر اس میدان کا غازی بننے کی کوشش کی جائے بلکہ اپنی ساری توجہ الحاد، شرک و بدعت اور فحاشی و عریانی کی روک تھام میں صرف کریں نہ کہ صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک ان پاک باز ہستیوں کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہیں۔

اللہ کی قسم! ہمارے بعض مسلمان اسکالر حضرات نے منبر و محراب اور سوشل میڈیا پر اس موضوع کو زیر بحث لا کر ماحول ایسا خراب کر دیا ہے کہ بے دین قسم کے نوجوان بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق بڑی بڑی خطرناک بدزبانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ان موضوعات کو بند کردیں

اسلام کے سنہرے دوروں میں کچھ تلخ موڑ بھی آئے ہیں ان تلخ اور ناخوش گوار واقعات کو مرچ مصالحہ لگا کر منبر ومحراب پر بیان کرنا یا سوشل میڈیا پر نشر کرنا دین کی کوئی خدمت نہیں ہے بلکہ امت میں افتراق، انتشار اور بگاڑ لانے کی نامراد کوشش ہے۔ اس طرح کے تلخ حقائق عربی کتابوں کے صفحات میں پس پردہ رہیں تو اسی میں عافیت اور خیر ہے ورنہ جن لوگوں نے ان موضوعات کو منبر ومحراب پر یا اپنی تصانیف میں یا سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلایا ہے جہاں انہوں نے ہزاروں دلوں کو چھلنی کیا ہے، وہاں پر ان کی اپنی شخصیت بھی داغدار اور ناکام ہونے سے محفوظ نہیں رہی۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ان موضوعات کو فوری طور پر بند کردیا جائے اور اگر کسی خاص موقع پر رائے دینے کی ضرورت ہو تو خواص کے حلقے میں ان موضوعات پر تبادلہ خیال کرنے کی کچھ حد تک اجازت موجود ہے لیکن منہ اٹھائے ہر جگہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزتوں کو داغدار کرتے رہنا بہت بڑی گھٹیا حرکت ہے جس سے انسان کے ایمان اور اس کی آخرت کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

جن کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل سے نوازا ہے وہ اسلام کی حقانیت پر بات کریں اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی برکات پر زور دیں اور اس وقت فحاشی وعریانی اور الحاد کا جو زور ہے اس کو توڑنے کی کوشش کریں ورنہ ہم اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی نسل کا ایسا خطرناک نقصان کردیں گے کہ صدیوں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

فرقہ واریت کے خاتمے کا آسان فارمولا

ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی زمین پر صرف اللہ کا قانون ہو اور کتاب وسنت کا راج ہو اور اگلے دن کا سورج طلوع ہونے سے پہلے فرقہ واریت کا بت ٹوٹ جائے تو اس کا آسان ترین فارمولہ یہ ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کا معیار قرار دیا ہے، اپنے عقیدے اور عمل کو ان کے مطابق بنالیں اور جن شرکیات، بدعات اور رسومات کو ہم نے عقیدت کے نام پر معاشرے میں پھیلا رکھا ہے، فی الفور ان کو چھوڑ کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چل نکلیں، امت کی بہتری اور اتفاق واتحاد کی طرف جانے والا اس سے آسان رستہ کوئی نہیں ہے۔

① اہل بیت رضی اللہ عنہم اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخصیت بھی قبر پرست نہیں تھی، اس لئے ہم سب کو قبر پرستی کو ختم کرنا ہوگا اور جس مشن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا کہ ''ہر اونچی قبر کو زمین کے برابر کردو''[1] اس مشن کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

② اہل بیت رضی اللہ عنہم اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم ہم سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہنے والے تھے اور ان کو ہم سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی بھی تھی لیکن وہ جشن کا نام لے کر یہ سب کچھ نہیں کرتے تھے جو ولادت کے نام پر ہمارے وطن عزیز میں ہو رہا ہے لہٰذا ہمیں دوسروں پر گستاخی کے فتوے لگانے کی بجائے اپنا ربیع الاول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی طرح گزارنا چاہیے۔

---

[1] صحیح مسلم: 969

③ اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہم میں سے کوئی بھی ماتمی نہیں تھا لہٰذا ہمیں ہر حال میں صبر کا دامن تھامنا ہوگا۔ ویسے بھی جرأت مند قومیں ساری زندگی رو رو کر اور ماتم کر کے نہیں گزارتیں بلکہ وہ شہادتوں کی عظمت کو سمجھ کر اتفاق و اتحاد اور اپنے مشن کی آبیاری کے لئے کوشاں رہتی ہیں۔

④ اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہم میں سے ہر ایک قرآنی اور نبوی وظائف پڑھنے والا تھا اور دوسروں کو اس کی تلقین کرنے والا تھا لہٰذا ہمیں چھلّے، کڑے، دھاگے اور تعویذات سے بچ کر امت کو بھی بچانا ہوگا کیونکہ اس وقت امت کی اکثریت کا وجود توہمات اور شرکیات کی آلائشوں سے آلودہ نظر آ رہا ہے۔

⑤ اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہم میں کوئی مشکل کشا، گنج بخش، غریب نواز، غوث، قطب اور ابدال نہیں تھا لہٰذا ہمیں بھی اپنی طرف سے بنائے ہوئے ان القابات، سلسلوں اور نسبتوں کو چھوڑنا ہوگا اور خود ساختہ طریقت کی راہ سے چھوڑ کر شریعت کی صاف راہ پر خود کو لانا ہوگا۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [1]

پس اگر یہ لوگ ایسے ہی ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پالیں گے اور اگر وہ اس سے منہ پھیریں تو وہ ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں، لہٰذا اللہ ان کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے اور وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

[1] البقرۃ:137

ہمیں تو صرف بخشش کا حکم ہے

ہر مسلمان قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہے اور قرآن ہمیں اپنے ہر صفحے پر شانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتا ہی نظر آتا ہے اور ساتھ یہ بھی تلقین کرتا ہے کہ اگر کہیں سے کسی صحابی کے متعلق کوئی کوتاہی مل بھی جائے تو آپ نے اس کے لئے دعائے مغفرت ہی کرنی ہے یہی اللہ تعالیٰ کے نیک مومن بندوں کی نشانی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [1]

اور جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں معاف کردو اور ہمارے ان بھائیوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لانے میں سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کا کینہ نہ رکھنا اے ہمارے پروردگار بلاشبہ آپ بہت زیادہ پیار کرنے والے، ہمیشہ رحم کرنے والے ہیں۔

جو شخص کلمہ پڑھ کر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی پر ناپاک قلم چلاتا ہے یا زبان درازی کرتا ہے، کیا وہ قرآن مجید کی اس آیت کا منکر ہے یا وہ اس کو قابل عمل نہیں سمجھتا.....؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو صرف قرآن مجید کی ایک آیت سمجھ آجائے وہ کبھی بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف محاذ آرائی کرتے ہوئے اپنی دنیا وآخرت برباد نہ کرے۔

---

[1] الحشر :10



اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور ہمارا موقف

اہل حدیث اور اہل اسلام میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں ہے، مسلکِ اہل حدیث کا مکمل انحصار صرف اور صرف 14 سو سال پرانی اسلامی تعلیمات پر ہے، لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ کئی لوگ ہمارے خلاف سازشیں کرنے سے نہ جانے کیوں باز نہیں آتے.....؟ ہم کسی کو تکلیف دیتے ہیں نہ ہی کسی کے مقام کو کم کرتے ہیں، کبھی عوام الناس کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ ہم اولیاء کے منکر ہیں اور کبھی عامۃ الناس کو کہا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ہیں اور محرم الحرام کے مہینے میں تو بڑی ڈھٹائی کے ساتھ جہاں اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم پر الزامات کی بوچھاڑ کی جاتی ہے، وہاں اہل حدیث کو بھی معاف نہیں کیا جاتا، کوئی کہتا ہے کہ:

اہل حدیث آلِ رسول کے منکر ہیں، اہل بیت کی تعظیم نہیں کرتے، بلکہ ان سے بغض رکھتے ہیں، حالانکہ یہ سب باتیں کھلم کھلا جھوٹ ہیں، ہم آلِ رسول اور اہل بیت کے قدردان ہی نہیں بلکہ دین کے دائرے میں رہتے ہوئے حد درجہ عقیدت مند بھی ہیں۔ ہمارے نزدیک امام الانبیاء ﷺ سے محبت کرنا عین ایمان ہے اور اسی طرح آپ ﷺ کی آل اور آپ ﷺ کے اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کا احترام کرنا تکمیل ایمان کے لیے حد درجہ ضروری ہے۔

آپ ﷺ کی آل اور آپ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی عظیم القدر شخصیات تو درکنار ان ذرّات سے بھی محبت کرنا ضروری ہے جن پہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قدم مبارک رکھے اور ان سے محبت فرمائی، اسی طرح جس کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس قدر زیادہ گہرا ہوگا، ہمارے دلوں میں اُس کی محبت اسی قدر زیادہ گہری

ہوگی۔ جیسا کہ جبلِ احد دوسرے پہاڑوں سے ہمیں صرف اور صرف اس لیے زیادہ پیارا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو بہت پیارا تھا۔

آلِ رسول اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کون ہیں.....؟

آل رسول اور اہلِ بیت میں کون کون شامل ہیں.....؟ اس کے متعلق ہمارا موقف قرآن وحدیث کی رہنمائی کے مطابق ہے اور قرآن وحدیث سے ہمیں جو رہنمائی ملتی ہے، اس سے دو باتیں سامنے آتی ہیں:

❶.....آلِ رسول میں بنو ہاشم میں سے ہر مسلمان مرد اور عورت شامل ہے اور بنو ہاشم میں آلِ عباس، آل بنی حارث بن عبد المطلب، آل عقیل، آل جعفر اور آل علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

❷.....اہل بیت سے مراد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں جو گھر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہتی تھیں اور یاد رہے.....! رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ وعلی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے لیے بھی اہلِ بیت کے لفظ کو استعمال کیا ہے، جس سے ان کی شان اور مقام مزید زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہلِ بیت سے خارج کر دیا جائے۔ ہمارے نزدیک جو اہل بیت میں آپ ﷺ کی زوجات رضی اللہ عنہن کو شامل نہیں کرتا، وہ قرآن کا منکر اور رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہے۔

[توجہ فرمایئے: لفظ ''آل'' رسول اللہ ﷺ کی زوجات مکرمات کے لیے بھی استعمال ہوا ہے اور اہل بیت آپ ﷺ کی آل کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور آپ ﷺ کے خانوادے میں ہر وہ شخص آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم میں شامل ہے جس پر صدقہ حرام ہے]

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص تلقین

کوئی اہلِ حدیث کسی اہل بیت کی توہین یا تنقیص کا تصور بھی نہیں کرسکتا، ہم اصحابِ رسول اور آلِ رسول رضی اللہ عنہم، ہر ایک کا دل وجان سے احترام کرتے ہیں اور بالخصوص اہل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق ہماری محبت زیادہ سے زیادہ کیوں نہ ہو، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ''غدیر خم'' کے مقام پر خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ ! ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ، أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي[1]

''حمد وثناء کے بعد.....! اے لوگو! یقیناً میں بشر ہوں، وہ وقت بہت قریب ہے کہ میرے رب کی طرف سے بلانے والا آئے اور میں اس کو قبول کرلوں، اور میں تم میں دو اہم چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ان میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے، پس تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تھام کے رکھو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کے متعلق بہت زیادہ ترغیب دلائی، پھر فرمایا: دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ

[1] صحیح مسلم:6225

تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔''

اس حدیث سمیت دیگر نصوص کی موجودگی میں ہمارا آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں محبت کا کیا عالم ہے.....آیئے.....! دلائل کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔

آلِ رسول اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ

ہمارے نزدیک آل رسول اور اہل بیت کا مقام و مرتبہ بہت زیادہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آل رسول اور اہل بیت کی تمام شخصیات جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار اور تعلق دار بھی ہیں۔

ہم اہل بیت اور آل رسول کے منکر کیسے ہو سکتے ہیں.....؟ ہم تو اہل بیت کے گھر کی مٹی کو بھی اللہ کی جنت سمجھتے ہیں۔ اس کی دلیل ہماری سب سے معتبر کتاب صحیح البخاری میں موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ [1]

''میرے منبر اور گھر کے درمیان کی جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

تو غور کیجئے! کہ اس سے بڑھ کر اور عقیدت کیا ہو سکتی ہے.....؟

[1] صحیح البخاری:1195، صحیح مسلم:1390

نماز کی ہر رکعت میں اہل بیت اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

اہل حدیث یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے مطابق جس نماز کی جس رکعت میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ وہ رکعت قبول نہیں فرماتے ہیں اور سورۂ فاتحہ میں اہل بیت، آل رسول اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب کا ذکر موجود ہے۔ ہر نمازی کہتا ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

''ہدایت دے ہم کو سیدھے راستے کی، راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا''

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کن پر انعام کیا ہے.....؟ آیئے! اس بارے میں قرآن سے رہنمائی لیتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا [1]

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین اور صالحین کے ساتھ اور یہی ساتھ بہت اچھا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، وہ چار طرح کے لوگ ہیں۔

۱.....انبیاء ورسل ۲.....صدیقین ۳.....شہداء ۴.....صالحین

---

[1] النساء:69

ہمارے نزدیک شہداء میں اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ عنہم کے تمام شہداء شامل ہیں اور ہمارے نزدیک صالحین میں سب اہل بیت اور آلِ رسول رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہماری عقیدت کا عالم تو یہ ہے کہ ہم اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں اس پاکیزہ راہ کا سوال کرتے ہیں جس پہ اہل بیت رضی اللہ عنہم گامزن تھے۔ سبحان اللہ!

تشہد میں اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا تذکرہ:

اسی طرح ہمارے ہر تشہد میں اہل بیت پر سلام ہے ہم دورانِ تشہد کہتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

''سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر''

ہمارے نزدیک آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سب سے پہلے نیکوکار بندوں میں شامل ہیں بلکہ کون ہیں جو آل رسول اور اہل بیت جیسا نیک ہو.....؟ اسی لئے ہم ان کے لیے تشہد میں سلامتی وعافیت کی دعا کرتے ہیں۔

سلام سے قبل درود میں آل رسول رضی اللہ عنہم کا ذکر

تشہد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا فرض ہے اور ہر اہل حدیث مندرجہ ذیل الفاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

درودِ ابراہیمی میں ہم سب یہی کہتے ہیں کہ اے اللہ! آل محمد ﷺ پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما اور ہمارے ہاں آل محمد ﷺ میں خدیجہ و عائشہ سمیت تمام ازواج مطہرات اور آل علی سمیت سیدنا حسنین رضی اللہ عنہما، زین العابدین، حضرت باقر، حضرت موسیٰ کاظم، حضرت نقی، تقی علیہم السلام اور بنو ہاشم میں سے ہر وہ مسلمان شامل ہے جس پر صدقہ حرام ہے۔

قارئین کرام.....! کیا اب بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اہل حدیث اہل بیت اور آل رسول ﷺ کے منکر ہیں.....؟ اور آپ غور کرلیں ہمارے درود میں آل کا ذکر بھی موجود ہے، جبکہ کئی لوگ جو درود پڑھتے ہیں وہ آل کے ذکر سے خالی ہے۔

بلکہ کسی اہل علم نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ [1]

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمْ
فَرْضٌ مِنَ اللهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ أَنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهُ

''اے رسول اللہ کے گھر والو.....! تمہاری محبت اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے، قرآن مجید میں اس نے اس کو نازل کیا ہے، تمہاری بلند شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہیں بھیجتا' اس کی نماز ہی

[1] دیوان الامام الشافعي: 1/92، الضوء اللامع للسخاوي: 7/51، دواوين الشعر: 9/251، الاستقصاء لاخبار دول المغرب للناصري: 6/36

نہیں ہوتی۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ آل رسول اور اہل بیت سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَحَبَّتُهُمْ عِنْدَنَا فَرْضٌ وَاجِبٌ يُؤْجَرُ عَلَيْهِ [1]

اہل بیت کی محبت ہمارے ہاں لازمی طور پر ایسا فرض ہے جس پر اجر دیا جاتا ہے

یعنی اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس پر دوسری نیکیوں کی طرح اللہ تعالیٰ اجر وثواب سے نوازتے ہیں۔

آیتِ تطہیر اور اہل حدیث



حضرت عمرو بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: مندرجہ ذیل آیت

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [2]

"اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کر کے تمہیں اچھی طرح پاک صاف بنا دے۔"

جب نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر ایک چادر ڈالی اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا

[1] مجموعہ فتاوی شیخ الاسلام: 391/4 [2] الاحزاب: 33

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور ان کو خوب پاک صاف کر دے۔''

یہ بول سن کر ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ایمان تازہ ہو گیا' آپ فرمانے لگیں: میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں اے اللہ کے رسول.....؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنْتِ عَلٰی مَکَانِكِ وَاَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ [1]

''تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بھلائی پر ہے''

یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے میری بیوی بنا کر میرے اہل بیت میں شامل کیا ہے اور بہت زیادہ بھلائی عطا فرمائی ہے۔

جیسا کہ میں ابتداء میں لکھ چکا ہوں کہ الحمدللہ! اہل حدیث ہی اہل حق ہیں، ہم بعض شخصیات کی محبت میں غلو کرتے ہوئے دوسروں کی تنقیص نہیں کرتے، بلکہ ہر ایک کو وہی مقام دیتے ہیں جو قرآن وحدیث کے مطابق مقام بنتا ہے۔ اس حدیث میں اور بائیسویں پارے میں آیت تطہیر جس تناظر میں نازل ہوئی ہے، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ عنہم سے خارج کرنا قرآن وحدیث کا صریحاً انکار ہے۔

آیتِ مباہلہ اور اہل حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت مباہلہ نازل فرمائی:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَ

[1] جامع الترمذی:3205,3787، جامع الاصول:9/156(6703)

مسند الصحابۃ:48/303

نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ [1]

''فرما دیجیے، آؤ.....! ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو، اپنے آپ کو اور تمہیں بلاتے ہیں، پھر ہم مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجتے ہیں۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ و علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: یہ بھی میرے اہل بیت ہیں۔

یاد رہے! اسی وجہ سے یہ نعرہ بلند کیا جاتا ہے:

''جیدا پنجتن نال پیار نئیں اوہدے کلمے دا اعتبار نہیں''

ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے واقعۃً جو پنجتن سے پیار نہیں کرتا، اس کے کلمے کا کوئی اعتبار نہیں، لیکن آگے بھی پڑھو:

''جیدا پنجتن نال پیار نئیں
اوہدے کلمے دا اعتبار نئیں''
جیہڑا منکر ہے چوں یاراں دا
او وی جنت دا حقدار نئیں

آپ ﷺ کی زوجات مومنوں کی مائیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی آل اور آپ ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کو بہت بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اور قرآن مجید نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو

[1] آل عمران:61

مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر پنجتن پاک کا منکر بے ایمان ہے تو اُمہاتُ المومنین کا منکر کون ہے.....؟ فیصلہ خود کیجیے.....! ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ [1]

''نبی ﷺ مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں اور ان کی زوجات ان کی مائیں ہیں۔''

آپ ﷺ نے بہتری کا معیار مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد تم میں سے بہترین شخص وہ ہوگا جو میری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا حیاء کرتے ہوئے ان کا ادب واحترام کرے گا اور ماں کے درجے پر سمجھتے ہوئے ان کی خدمت کرے گا، یہی وجہ ہے کہ جب یہ حدیث سخیوں کے امام حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سنی تو کروڑوں روپے کی مالیت کا باغ فروخت کر کے ساری رقم ازواج مطہرات میں تقسیم کر دی۔ [2]

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا اجر بھی دوہرا ہے

عام مسلمان کوئی نیکی کرے تو اسے ایک گنا اجر دیا جاتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کی اہل بیت، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو یہ مقام و مرتبہ اور شان حاصل ہے کہ ان کو ہر نیکی کا دوگنا اجر دیا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا [3]

---

[1] الاحزاب:61
[2] مستدرک حاکم:312/3 باشراف للرعشلی
[3] الاحزاب:31

''اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار بن جائے اور نیک عمل کرے تو ہم اسے اجر بھی دوگنا دیں گے اور اس کے لیے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔''

کیا اس قدر عزت وعظمت کی مالک آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے متعلق ناپاک عزائم رکھنے والا شخص مومن کہلوانے کا حقدار ہے.....؟

ہرگز نہیں.....! ہمارے نزدیک آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا منکر بدعتی، منافق اور زندیق ہے۔

آلِ رسول رضی اللہ عنہم کا ایک موتی

رسول اللہ ﷺ کی آل میں بنو ہاشم سے مسلمان ہونے والے تمام خاندان شامل ہیں اور ہم آل عباس، آلِ بنی حارث، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ علی رضی اللہ عنہم سمیت تمام سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں لیکن ہم ان کی محبت کا نام لے کر شرک نہیں کرتے، شریعت کی حدود نہیں پھلانگتے، بلکہ ان کو وہی مقام ومرتبہ دیتے ہیں جو قرآن وحدیث نے ان کو دیا ہے۔ آل رسول میں سے ہر ایک کا تفصیلی ذکر کرنے کے لیے ایک مضمون تو درکنار ہزاروں مضمون بھی ناکافی ہیں، لیکن میں اختصار کے ساتھ آل رسول میں سے ایک ہیرے کو ان اوراق کی زینت بناؤں گا۔

سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عمر میں دس سال بڑے تھے، آپ کی سخاوت وشجاعت کو لکھنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو دین محمد ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ آپ نے جنگ موتہ کے موقع پر اپنے خون کے آخری قطرے تک علم توحید کو بلند رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسلمانوں کا پرچم تھا جب آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پرچم کو

بائیں ہاتھ میں تھام لیا جب بایاں ہاتھ کٹ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پرچم کو دونوں بازوؤں میں تھام لیا حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو جنت میں دو پر عطا فرمائے۔ سبحان اللہ!

آپ رضی اللہ عنہ کو ''طیار'' اور ''ذوالجناحین'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک قرآن مجید کے بعد سب سے بڑا درجہ صحیح البخاری کا ہے، اس معتبر کتاب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان موجود ہے کہ جب وہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو دیکھتے تو آپ اسے سلام کرتے ہوئے کہتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ [1]

''اے ذوالجناحین ''دو پروں والے'' کے بیٹے! تجھ پر سلام ہو''

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فرمان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اصحاب رسول، آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احترام کیا کرتے تھے۔

آیئے.....! اس بات کو بھی ذرا تفصیل سے سمجھ لیں تا کہ ایک بہت بڑی غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے۔

آلِ رسول اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بعض قصہ خواں لوگ اپنی فیس بڑھانے کے لیے اور جاہل سامعین کو رُلانے کے لیے ایسے ایسے مظالم بیان کرتے ہیں کہ جن کا سچائی کی ''سین'' کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا، تمام اصحاب رسول، تمام اہل بیت صلی اللہ علیہم کے عقیدت مند اور قدر دان تھے۔ خلیفہ اول بلا فصل حضرت امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور

[1] صحیح البخاری:3709

آپ ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے، یہاں تک ارشاد فرماتے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَیَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ [1]

''قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے اچھا سلوک میرے نزدیک اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے زیادہ محبوب ہے۔''

بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے عمومی طور پر تمام اہل اسلام کو خصوصی طور پر اس بات کا حکم ارشاد فرمایا:

أَرْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِیْ أَهْلِ بَیْتِهٖ [2]

''محمد ﷺ کے اہل بیت کے بارے میں آپ ﷺ کا لحاظ رکھو۔''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ جذبات اور آپ کے فرمان سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کس قدر موجزن تھی۔

خلیفہ ثانی امام المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا ﷺ فَتَسْقِیْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَیْكَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ: فَیُسْقَوْنَ [3]

''اے اللہ! ہم اپنے نبی کے ذریعے بارش طلب کرتے تھے، تو آپ ہم

---

[1] صحیح البخاری: 3712 [2] ایضاً: 3713
[3] ایضاً: 1010

پر بارش برسا دیتے تھے، اب ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کے ذریعے آپ سے بارش طلب کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما۔"

راوی نے کہا: پھر واقعۃً بارش ہو جایا کرتی تھی اور بعض معتبر تاریخی روایات میں یہ بات بھی موجود ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ عنہم کے لیے وظائف مقرر فرماتے تھے اور ان کو اعلیٰ لباس پہنانے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

شیخین کریمین کے علاوہ بھی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آل رسول کے قدردان تھے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ محبت دیا کرتے تھے۔ جن پاکباز ہستیوں نے سرورِ کائنات ﷺ کے اشاروں پر سب کچھ قربان کر دیا، وہ آپ کے خانوادے کے ساتھ کیسے ناانصافی کر سکتے ہیں.....؟

آل رسول اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم میں جو پیار و محبت تھا وہ ہم نے لکھ دیا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی بناوٹی قصہ اور بات ماننے کو ہم تیار نہیں ہیں۔

آلِ رسول رضی اللہ عنہم سے محبت ہدایت کی نشانی ہے

آلِ رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے کسی فرد کا عقیدہ قرآن و حدیث کے منافی نہیں تھا، وہ مزاروں اور گھوڑوں کے سامنے نہیں جھکا کرتے تھے اور نہ ہی "یا علی اور یا حسین" کے نعرے لگایا کرتے تھے، وہ توحید کے علمبردار اور سنتِ رسول کے پاسبان تھے، اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر خاص کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ ... مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي [1]

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة: 4/355 (1761) اس حدیث کے تحت امام البانی کی تشریح اور ثقاہت قابل رشک ہے۔ غفر اللہ لہ ولمن احبہ

''اے لوگو! میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے گھر والے۔''

آج الحمدللہ اہل حدیث کی بنیاد قرآنی تعلیمات پر ہے اور اہل حدیث کی عقیدت کے محور اہل بیت، آل رسول اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم ہیں اور اس وقت بظاہر آل رسول کا نام لینے والے ایسے ایسے غلیظ عقائد کا شکار ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام امتی بھی ان کو اپنانا خلاف فطرت اور خلاف شریعت سمجھتا ہے۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایک صحیح روایت کو نقل فرمایا ہے:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابَ اللهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي [1]

''میں تم میں دو اہم بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ہر ایک دوسری سے بڑھ کر ہے اللہ کی کتاب آسمان سے زمین کی طرف پھیلائی گئی رسی ہے اور میری عترت میرے گھر والے۔''

ان تمام احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنا ہدایت یافتہ ہونے کی دلیل ہے۔

یاد رہے.....!

آل رسول رضی اللہ عنہم کی راہ شرک و بدعت اور بے صبری و ماتم والی راہ نہیں، بلکہ وہ تو توحید و سنت کے عظیم علمبردار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری لمحات میں تمام

[1] مسند احمد بن حنبل: 170/17 (11104) والحدیث صحیح

اہل بیت کو اکٹھا کیا اور مشکلات سے نجات کے لیے خاص وظیفہ عطا فرمایا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی مشکل آئے تو یہ وظیفہ کثرت کے ساتھ پڑھتے رہنا، اللہ تعالیٰ تمہارے تمام دکھ دور فرما دے گا۔

اللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا [1]

اللہ اللہ ہی میرا پروردگار ہے، میں اس کے ساتھ ذرہ بھر شرک کرتا ہوں نہ ہی کروں گا۔''

آپ دیانتداری سے سوچیں کہ جو لوگ اس مقدس وظیفے کو چھوڑ کر اپنی مشکلات کے حل کے لیے درباروں اور گھوڑوں کی پوجا کرتے ہیں کیا وہ اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ عنہم کے عقیدے پر ہیں.....؟

یاد رکھو.....! آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کا سچا دعویٰ کرنے والا شرک و بدعت کا پرچار نہیں کرتا.....! برصغیر پاک و ہند میں آل رسول سے پیار کا دعویٰ کرنے والے عملی طور پر ان سے پیار نہیں کرتے بلکہ ان کی تعلیمات کو ٹھکرا کر ان کو رسوا کر رہے ہیں، اس وقت اللہ کی زمین پر آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی اصل وارث جماعت صرف اور صرف جماعت اہل حدیث ہے۔ والحمد للہ علی ذلک

آلِ رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا گستاخ لعنتی ہے

ہمارے نزدیک کسی عام اللہ کے ولی کی گستاخی کرنے والا زندیق ہے تو اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرنے والا سچا مومن کیسے ہو سکتا ہے.....؟

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ عنہم کے آداب اور حقوق کو ملحوظ نہ رکھنے والا شخص لعنتی ہے اور ہم بھی اسے لعنتی ہی گردانتے ہیں۔

---

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ: 2755، اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ

آپ علیہ السلام نے فرمایا: چھ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی اور میرے سمیت ہر نبی کی لعنت ہے، ان میں سے ایک

وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَا حَرَّمَ اللهُ [1]

''اور میرے اہل بیت کی اللہ تعالیٰ نے جو عزت وحرمت رکھی ہے اس کو حلال سمجھنے والا''

اہل بیت کی عزت وحرمت یہی ہے کہ انکا اس نسبت کی وجہ بہت زیادہ احترام کیا جائے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق دار اور رشتے دار ہیں، ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے ان کی شان اور ان کے مقام ومرتبہ کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔

یاد رکھیں.....!

جو لوگ آل رسول کا نام لے کر ماتم اور شرک کرتے ہیں انہوں نے ان کی عزت وحرمت کا خیال نہیں رکھا اور جو آل رسول کا نام لے کر صبر اور توحید کے علمبردار ہیں وہی ان کے سچے وارث ہیں۔

آلِ رسول رضی اللہ عنہم کا گستاخ جہنمی ہے

آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والا شخص گمراہ، لعنتی اور جہنمی ہے، جس سینے میں آل رسول اور اہل بیت کی نفرت اور بغض ہوگا ایسا شخص اپنے ناپاک دل سمیت جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] جامع ترمذی: 2154، مستدرک حاکم: 525/2، المعجم الاوسط: 1667، صحیح ابن حبان: 5749 والروایۃ صحیحۃ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَیْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ [1]

''قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی بھی اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اس کو ضرور جہنم میں داخل کرے گا۔''

بارگاہِ الٰہی میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آلِ رسول اور اصحابِ رسول ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائے اور ہمیں انہی پاکباز شخصیات کے ساتھ بغیر حساب کے اپنی جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین!



[1] مستدرک حاکم: 150/3، صحیح ابن حبان: 435/15(6978)
موارد الظمان: 205/1(2246) - کنز العمال: 39955
سلسلة الاحادیث الصحیحة: 643/5(2488)



رحمت کے فرشتے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے



رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد قیامت تک آنے والے کسی بھی مسلمان کے لئے سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہو، رسول اللہ ﷺ کی امت میں اس سے بڑا مقام اور اعزاز اور کوئی نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک چہرے کا دیدار کیا ہے۔ میری اور آپ کی بلکہ تمام تر امت مسلمہ کی ساری زندگی کی عبادات ایک طرف اور صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ کا جس لمحے اس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا دیدار کیا ہے، ہماری زندگی بھر کی نیکیاں مل کر بھی اس ایک لمحے کی عزت عظمت اور مقام کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دین کی بنیاد ہیں، اگر صحابہ ہیں تو دین ہے اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو مجروح قرار دیتے ہوئے ان کی عدالت اور ان کے ایمان میں شک کیا جائے تو دین کی ساری کی ساری عمارت خود بخود زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے شان، مقام اور اعزاز کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام حسنات قبول فرما کر اور ان کی بعض بشری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ان کے لیے مغفرت کا اعلان کیا ہے اور ہمیشہ ہمیش کے لیے ان کو اپنی جنت کا مہمان بنا لیا ہے۔

آپ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اسے عام کرنے کا عزم بھی کر لیں کہ

اللہ تعالیٰ کی جنت تیار ہو چکی ہے اور اس جنت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بنگلے اور محلات بھی بن چکے ہیں اور پھر لطف و یقین کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نبوت والی نگاہ سے دیکھ چکے ہیں اور پھر امت کے سامنے رسالت والی زبان سے بیان کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں کئی ایک صحیح روایات موجود ہیں جن میں سے ایک معروف روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا:

يَابِلَالُ ! حَدِّثْنِيْ بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ عِنْدَكَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً فَإِنِّيْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ [1]

''اے بلال! بیان کر مجھ سے وہ عمل جو تو نے کیا ہے اسلام میں، جس کے فائدے کی تجھے زیادہ امید ہے کیونکہ میں نے آج کی رات تیرے جوتوں کی آواز سنی اپنے سامنے جنت میں۔''

صحیح بخاری اور فتح الباری کے مطابق یہ واقعہ معراج کا نہیں بلکہ خواب کا ہے۔ تو بہر صورت جن کے قدموں کی آہٹ پیغمبر علیہ السلام جنت میں سن چکے ہیں، ان کی شان اور ان کے مقام و مرتبے میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اسی طرح آپ نے فرمایا:

رَأَيْتُنِيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ: هٰذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا ؟

[1] صحیح مسلم: 6324

فَقَالَ: لِعُمَرَ [1]

''میں نے اپنے آپ کو (بحالتِ خواب) جنت میں داخل ہوتے دیکھا اور وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو بھی دیکھا، میں نے ایک شخص کے چلنے کی آواز سن کر دریافت کیا، یہ کون ہے.....؟ تو کسی نے جواب دیا یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں، پھر میں نے وہاں ایک محل دیکھا اس کے صحن میں ایک جوان عورت بیٹھی ہوئی تھی، میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے.....؟ کسی نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔''

اور صحیح البخاری میں ہی مندرجہ ذیل الفاظ بھی ہیں:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ : لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ ؟ فَقَالُوْا: لِعُمَرَ [2]

''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خود کو جنت میں دیکھا، اچانک وہاں ایک عورت کو محل کے پاس وضو کرتے دیکھا، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے.....؟ فرشتوں نے جواب دیا: یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔''

یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جن صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کے محلات جنت میں تعمیر ہو چکے ہیں اب ان پر تبرّا کرتے ہوئے یا ان کی توہین و تنقیص کرتے ہوئے ہمیں سوائے ایمان کی بربادی کے کیا حاصل ہو سکتا ہے.....؟

ذرا اس بات کو سوچیں کہ جنت بن چکی ہے، جنت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محلات تعمیر ہو چکے ہیں، پیغمبر علیہ السلام نگاہِ رسالت سے دیکھ کر زبانِ نبوت سے بیان کر چکے ہیں اور جانتے ہیں ناں.....! کس زبان نے بتایا ہے.....؟ جس کی

[1] صحیح البخاری: 3679 [2] ایضاً: 3680

معصومیت کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى. مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى [1]

''قسم ہے ستارے کی جب وہ ڈوبنے لگے.....! کہ تمہارے ساتھ رہنے والے نہ بھٹکے اور نہ غلط راستے پر ہوئے اور نہ وہ اپنی خواہشات سے بولتے ہیں ان کا کلام تو تمام تر وحی ہی ہوتا ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔''

جس کی نگاہ کی پاکیزگی اور معصومیت بیان کرتے ہوئے قرآن نے کہا ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى. لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى [2]

''ان کی نگاہ نہ تو بہکی نہ ہی بڑھی، انہوں نے اپنے پروردگار کی قدرت کے بڑے بڑے عجائب دیکھے۔''

زندگی بھر جنتی مہمانوں جیسا سلوک

آپ پوری دیانتداری سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا مطالعہ فرمالیں، آپ پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسے ہی نوازا جیسا کہ جنتی مہمان کو نوازا جاسکتا ہے، پل پل ان پر جہاں رب کی رحمتیں اترتی رہیں، ان کے دفاع اور ان کی شان میں قرآن اترتا رہا وہاں قدم قدم پہ آسمان کے پاکباز ملائکہ بھی ان کو سلام کرتے رہے، جس طرح رحمت کے ملائکہ جنت میں اہل جنت کے لیے ان کے ہر سو پھیلے ہوئے ہوں گے اسی طرح دنیا میں بھی معصوم فرشتے ہر پل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت

[1] النجم:1-4 [2] ایضاً:17-18

کرتے رہے،

ان کی نصرت کرتے رہے،

زمین پر ان کی تلاوت سنتے رہے،

ان کے حمد و ثنا بھرے کلمات اٹھانے کے لیے فوج در فوج آتے رہے،

صحابہ رضی اللہ عنہم کا جہاد دیکھیں تو وہاں بھی آسمان کے نورانی نظر آتے ہیں،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیمار دیکھیں تو وہاں بھی تیمارداری کے لیے آسمان کے پاکباز نظر آتے ہیں۔

نہ چاہتے ہوئے کسی وقت صحابہ رضی اللہ عنہم سے کمی ہوئی تو ان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہوئے بھی سب سے پہلے حاملین عرش اللہ کے مقرب ترین فرشتے ہی نظر آتے ہیں۔

الغرض زندگی سے لے کر موت تک..... موت سے لے کر قبر تک..... زندگی کے ہر موڑ پہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اردگرد رحمت کے فرشتوں کا جھرمٹ نظر آتا ہے جن کا حیا آسمان کے نورانی فرشتے کرتے رہے، جن کی قدر آسمانوں کے پاکباز مکیں کرتے رہے تو ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ہم بھی ایسی جماعت کا ذکرِ خیر کریں، ان کے لیے مغفرت و رحمت کی دعائیں کریں اور ان کی شان اور مقام کے چرچے گلی گلی اور نگر نگر کریں اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ وہ نفوس قدسیہ ہماری دعاؤں کے محتاج نہیں۔

قرآن کیا خوب کہتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ○ نَحْنُ أَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ○ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ○ [1]

''بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر ڈٹ گئے، ان پر فرشتے اتر رہے ہیں اور اترتے رہیں گے (یہ بشارتیں لے کر) کہ تم ڈرو، نہ ہی خوف کرو اور جس جنت کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے اس پر خوش ہو جاؤ، دنیا و آخرت میں ہم ہی تمہارے دوست ہیں اور تمہارے لیے جنت میں وہی کچھ ہوگا جو تمہارے دل چاہیں گے اور وہ کچھ بھی جو تم مانگو گے یہ ہمیشہ رحم کرنے والے بہت زیادہ معاف کرنے والے کی طرف سے مہمان نوازی ہے۔''

اس تحریر کو پڑھنے والے یقیناً مدارس کے طلبا بھی ہوں گے، وہ جانتے ہیں کہ '' تَتَنَزَّلُ '' فعل مضارع کا صیغہ ہے اور جب فعل مضارع کا صیغہ قرائن سے خالی ہو تو حال کا معنی لینا ہی زیادہ بہتر ہے تو مطلب یہ ہوا کہ صحابہ نے اللہ کو اپنا رب مان کر جب اس پر استقامت اختیار کی تو پھر ان پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں، جب تک زندہ رہے اترتے رہے..... ان سے پیار کرتے رہے..... ان کا حیا کرتے رہے..... ان کو سلام کرتے رہے..... '' الا تخافوا ولا تحزنوا '' کے کلمات سے تھپکیاں دیتے رہے..... اور ہر پل ہر دم اور ہر قدم بشارتیں ہی بشارتیں لے کر اترتے رہے۔ سبحان اللہ .....! کیا شان اللہ.....!

اسی بات کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ

[1] حم سجدہ: 31-32

اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا [1]

''وہی اللہ کی ذات تم پر رحمتیں نازل کر رہی ہے اور کرتی رہے گی اور اس کے فرشتے بھی دعائے رحمت کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے) تاکہ وہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور وہ تو مومنوں سے ہمیشہ پیار کرنے والا ہے۔''

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا تو آسمان کے فرشتے بھی کرتے ہیں

عفیفۂ کائنات مومنوں کی ماں بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں میری چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی پنڈلیوں سے چادر ہٹی ہوئی تھی، خلیفہ بلافصل حضرت امام ابوبکر صدیق علیہ السلام تشریف لائے، اجازت طلب کی، پھر اندر آنے پر اپنی ضرورت بیان کی اور چل دیے۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تھے ویسے ہی لیٹے رہے، تھوڑی دیر کے بعد اہل اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت امام عمر فاروق علیہ السلام تشریف لائے، اجازت طلب کی، پھر اندر تشریف لانے کے بعد اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس چل دیے، پیغمبر علیہ السلام جوں کے توں لیٹے رہے، پنڈلیوں سے چادر ہٹی ہوئی تھی، پھر تھوڑی دیر بعد اہل اسلام کے تیسرے خلیفہ برحق ذوالنورین حضرت امام عثمان بن عفان علیہ السلام تشریف لائے، اجازت مانگی تو آپ علیہ السلام لیٹے تھے بیٹھ گئے وَسَوَّى ثِيَابَهُ اور اپنے کپڑے درست کیے، اپنے بیٹے عثمان کی بات کو سنا، اپنے دوہرے داماد کو دوہری عزت دی جب وہ بھی واپس چل دیے تو مومنوں کی ماں، اماں عائشہ سلام اللہ علیہا نے جھٹ سے پوچھا:

[1] الاحزاب:43

اللہ کے رسول.....! میرے بابا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے آپ نے کچھ خیال نہ کیا..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے آپ اسی حالت میں رہے..... لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ بیٹھ گئے، اپنی چادر اور کپڑوں کو سمیٹ لیا اور مجھے بھی کہا: عائشہ! پورے اہتمام سے بیٹھو! اے میرے سر کے تاج اس کی کیا وجہ ہے.....؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے میری عائش.....!

أَلَا أَسْتَحْيِيْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ؟ [1]

''کیا میں اس شخص کی حیا نہ کروں جس کی حیا آسمان کے پاکباز بھی کرتے ہیں.....؟''

ہم تو یہی کہتے اور لکھتے ہیں کہ جس جنتی شہزادے اور پیغمبر علیہ السلام کے دوہرے داماد کی حیا آسمان کے معصوم ملائکہ بھی کرتے ہیں تم بھی اس ہستی سے پیار کیا کرو..... ان کے لیے رحمت کی دعا کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے جنت میں ان کے ساتھ کا سوال کیا کرو.....!

جن سے پیار آسمان کے نورانی فرشتے کرتے رہے، تم ان سے اعراض کیوں کرتے ہو.....؟ دل سے ایمان نکل چکا ہے..... یا جہنم کی کال کوٹھڑی میں جانے کا ارادہ ہے.....؟

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پاکبازوں کے امام کا سلام

امّ المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اہل اسلام ہی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ''مُحْسِنَہ'' ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کائنات کی بہترین خاتون قرار دیا

[1] صحیح مسلم: 6209

ہے۔آپ صبر وشکر، صدق ووفا اور عالی کردار میں اپنی مثال آپ تھیں اور آپ کی شان اس سے بڑھ کیا ہو سکتی ہے کہ آپ کو عرش وفرش کے داتا رب العالمین نے بھی سلام پیش کیا اور آسمانی معصوموں کے امام حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی سلام پیش کیا اور ان کے لیے جنت میں محل بنا دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ هَذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ [1]

"جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یارسول اللہ! خدیجہ آپ کے پاس ایک برتن لیے آرہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا (یا فرمایا) پینے کی چیز ہے، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچانا اور میری طرف سے بھی اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجیے گا جہاں نہ شور ہوگا اور نہ تکلیف۔"

قربان جائیں امّ المومنین رضی اللہ عنہا کی شان پر.....! مکے کی ایک طرف سے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے لیے کھانا لے کر گھر سے نکل رہی ہیں اور اوپر سے جبریل علیہ السلام اللہ کا اور اپنا سلام لے کر سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتر رہے ہیں۔

اللہ کے بندو.....! جو اس قدر عالی شان ہیں، جنہیں آسمانی معصوموں کے امام کا اور خود رب العالمین کا سلام ملا اور جن کے محلات جنت میں تیار ہو چکے ہیں ہم

[1] صحیح البخاری: 3820

پر بھی فرض ہے کہ ہم ان سے پیار کریں اور ان کے لیے رضا و رحمت کی دعا کریں۔

عفیفۂ کائنات رضی اللہ عنہا کو آسمان کے پاکبازوں کا سلام

ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا احترام، اگر آج کوئی دنیا کا بدکردار نہ کرے تو یہ اس کی بدنصیبی ہے ورنہ صدیق کی بیٹی کی عظمت کا عالم تو یہ ہے کہ آسمانی معصوموں کے امام بھی ان کو سلام کرنے کے لیے مدینے کی سرزمین پر تشریف لائے تھے۔ سبحان اللہ!

امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صدیقۂ کائنات رضی اللہ عنہا کو حد درجہ محبت بھرے انداز سے پکارتے ہوئے کہا:

يَاعَائِشُ! هَذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِءُكِ السَّلَام فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه [1]

''اے عائش.....! یہ جبریل علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں، میں نے اس پر جواب دیا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''

اور اسی طرح ایک دوسری صحیح روایت میں ہے کہ

أَنَّ جِبْرَائِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : إِنَّ هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ [2]

''جبریل علیہ السلام ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں ان کی تصویر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے یعنی قبل نکاح کے اور فرمایا: یہ آپ کی بیوی ہیں دنیا اور آخرت میں۔''

وہ ماں کہ جسے قرآن مومنوں کی ماں کہے اور جس پر سلام کرنے کے لیے آسمانی معصوموں کا امام آئے۔ آج اگر کوئی بدبخت اٹھ کر اس ماں کے بارے میں بدزبانی

[1] صحیح البخاری: 3728 [2] جامع ترمذی: 3880

کرے، ان پر اتہام لگائے، ان کی وفا اور ان کے ایمان پر شک کرے تو ہمارے نزدیک ایسا بدبخت آپ علیہ السلام کے دور میں بھی منافق، لعنتی تھا، آج بھی وہ لعنتی ہے اور قیامت تک اس پر لعنتیں برستی رہیں گی کیونکہ یہ فیصلہ قرآن کا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ [1]

''جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان (بیویوں) کو جو پاکدامن بے خبر ہیں، ایمان والیاں ہیں، ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے سخت عذاب (رکھا ہوا) ہے۔''

اور یاد رکھو.....! اللہ کی رحمت سے ہم ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور بالخصوص اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اس قدر ایمانی غیرت رکھتے ہیں کہ ہم اپنی قوم قبیلے اور حقیقی ماں باپ کی توہین تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن رب کبریا کی کبریائی کی قسم ہے.....! ہم اماں عائشہ سلام اللہ علیہا کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔

ایسے بدبختوں کو حکومتی سطحوں پر بھی سزائیں دینی چاہئیں جن کی زبانیں اصل اہل بیت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں زہر اگلتی ہیں۔

[1] النور:23

حضرت اُسید رضی اللہ عنہ کی تلاوت پر فرشتوں کا اترنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اللہ کی جنت کے ایسے مہمان ہیں کہ جن سے پیار آسمان کے معصوم فرشتے بھی کرتے رہے ہیں، تم بھی ان سے پیار کیا کرو.....! مدینے والے کے جانثار تو اس قدر باعظمت تھے کہ اگر وہ قرآن کی تلاوت کرتے تو آسمان کے پاکباز ان کا قرآن سننے کے لیے ان کے گھروں پر اترآیا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ رات کو سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا، اچانک اس نے بدکنا شروع کر دیا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئے اور انہوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت روک دی، جب قرآن کی تلاوت روکی تو گھوڑا بھی پُرسکون ہوگیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی فَجَالَتِ الْفَرَسُ تو گھوڑا پھر بدک اٹھا، پھر آپ تلاوت سے رُک گئے، پھر گھوڑا پُرسکون ہوگیا۔ بہرصورت گھوڑے کے قریب ہی آپ کا بیٹا یحییٰ لیٹا ہوا تھا تو آپ کو یہ خدشہ ظاہر ہوا کہ کہیں گھوڑا میرے بیٹے یحییٰ کو نقصان نہ پہنچا دے، چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے کو اٹھایا اور اچانک آسمان کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتے ہیں ایک چیز سائبان کی طرح دکھائی دے رہی ہے جس میں قمقمے اور روشنیاں ہیں، بڑے حیران ہوئے اور صبح نمازِ فجر کے بعد سارا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے حضیر کے بیٹے.....! تو اپنی قراءت کو جاری رکھتا.....! اے حضیر کے بیٹے.....! تو تلاوت کرتا رہتا، یہ تو اللہ کی حمد وثنا کرنے والے آسمانی معصوم تھے جو تیری تلاوت کو سننے کے لیے تیرے پاس آرہے تھے۔

تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ [1]

''یہ تو فرشتے تھے جو تیری آواز سننے کے لیے تیرے قریب آئے تھے اور اگر تو قراءت کرتا رہتا تو صبح کے وقت لوگ اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ لیتے اور وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہ ہوتے۔''

جن کا قرآن سننے کے لیے آسمان سے پاکباز اتریں اور اس کی تصدیق حقیقی امام معصوم ﷺ اپنی زبان نبوت و رسالت سے فرمائیں تو اس سے بڑھ کر اور شان وشوکت کیا ہو سکتی ہے.....؟ ہمیں تو حیرت ہوتی ہے کہ آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف باتیں وہ کرتے ہیں کہ جن کی راتیں بھی کالی ہیں، جن کے دن بھی کالے ہیں اور جن کے دل بھی کالے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلماتِ ذکر کو اٹھانے کیلئے فرشتوں کا نزول

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہی بات سمجھ آتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن شہزادوں کے محل جنت میں تعمیر کئے ہیں، ان کو دنیا میں بھی ایسے ہی رکھا جیسے جنتی شہزادوں کو رکھا جاتا ہے اور ان کو پل پل آسمان کے فرشتوں کا وہی پروٹوکول دیا جو اہل جنت کو جنت میں دیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر فرشتے کبھی سلام لے کر اتر رہے ہیں، کبھی نصرت کے لیے، کبھی عیادت کے لیے اور کبھی ان کے جنازوں میں شرکت کے لیے۔ اور اسی طرح کبھی ان کے منہ سے نکلنے والے پاکیزہ کلمات کو اٹھانے کے لیے زمین پر آتے۔

[1] صحیح البخاری: 5018

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی تعریف بھرا بول بولتے ہوئے کہا:

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ

''اے ہمارے رب! ہر قسم کی بہت زیادہ مبارک، پاکیزہ تعریف تیری ہے''

رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا ابھی ابھی بات کرنے والا کون ہے.....؟ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، آپ نے پھر پوچھا: تو ایک صحابی نے کہا: اللہ کے رسول.....! یہ کلمات میں نے کہے ہیں، تو آپ علیہ السلام نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا [1]

البتہ تحقیق میں نے انتالیس کے قریب فرشتوں کو دیکھا، وہ ان کلمات کی طرف لپک رہے تھے۔

کہ ان میں سے کون پہلے ان کو لکھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے۔

وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ جن کے منہ سے نکلنے والے پاکیزہ کلمات کو بھی اٹھانے کے لیے آسمانی معصوم قطار در قطار آ رہے ہیں، اس سے بڑھ کر عزت، عظمت اور مقام و مرتبہ اور کیا ہو سکتا ہے.....؟

صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنازوں میں فرشتوں کی شرکت

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے لاکھوں کی تعداد میں آسمان کے پاکباز آتے رہے ہیں لیکن ہم یہاں صرف ایک موقع لکھتے ہیں:

---

[1] صحیح البخاری: 799، سنن ابی داود: 770

صحیح حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں شرکت کے لیے جا رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو بطورِ ادب سواری پیش کی، لیکن آپ علیہ السلام نے بیٹھنے سے انکار کر دیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ جنازہ اور تدفین سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو دوبارہ سواری پیش کی تو آپ علیہ السلام اس پر سوار ہو گئے..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب آپ کا یہ طرزِ عمل دیکھا تو سوال کیا: اے اللہ کے حبیب! آخر کیا وجہ ہے کہ جنازے میں شرکت کے لیے جاتے ہوئے جب آپ کو سواری پیش کی گئی تو آپ نے سرے سے سوار ہونے سے انکار کر دیا اور جب واپسی پر سواری پیش کی گئی تو آپ اس پر فوراً سوار ہو گئے.....؟

آپ علیہ السلام نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِيْ فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُوْنَ فَلَمَّا ذَهَبُوْا رَكِبْتُ [1]

"بلاشبہ فرشتے چل رہے تھے اور میں ایسا تو نہیں ہوں کہ میں سوار ہو جاؤں اور وہ چل رہے ہوں اور جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔"

قارئین کرام ذرا سوچیں تو سہی.....! جن کے جنازوں میں بھی آسمان سے پاکباز اترتے رہے ہیں..... اور جن کے جنازوں میں نورانی معصوم چلتے رہے ہیں، آج ان کے خلاف ہرزہ سرائی کی جاتی ہے، ان کی پگڑی اچھالی جاتی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ذلت ہو سکتی ہے.....؟

---

[1] سنن ابی داود: 3177، احکام الجنائز: امام البانی: 97 وسندہ صحیح۔

یاد رکھو.....! یہ راستہ سراسر تباہی کا راستہ ہے، جو سیدھا اللہ کی جہنم کی طرف جاتا ہے۔ اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب کرے۔ آمین!

خدا کی قسم.....! ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جن ظالموں نے رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں کو دکھ دیا، ان کی عزت کو اچھالا، ان کے جنازوں پر آسمان کے پاکباز نہیں آئے بلکہ جنازہ پڑھنے والے زیادہ تر زمین کے بدکار ہی تھے۔

فرشتوں کا پروں سے صحابی کی میت پر سایہ کرنا

رسول اللہ ﷺ کے ایک مخلص جانثار جن کا نام عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ اپنے دل میں شہادت کا بہت زیادہ جذبہ رکھتے تھے، غزوۂ احد میں شرکت کرتے ہوئے انہوں نے اپنے بیٹے اور معروف صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے میرے بیٹے! میں جنگِ احد کے لیے جا رہا ہوں اور اگر مجھے اپنی بیٹیوں کی فکر نہ ہوتی تو اللہ کی قسم! میں اسی بات کو پسند کرتا کہ تو بھی میرے ساتھ میدانِ احد میں جائے اور اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے۔ اے میرے بیٹے جابر! تو میرا اکیلا بیٹا ہے، میرے بعد میری بیٹیوں اور اپنی بہنوں کا خصوصی خیال رکھنا۔

اس ارشاد کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جنگِ احد میں شریک ہوئے اور بالآخر کئی ایک کفار کو جہنم واصل کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد کی میت کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا گیا، اس وقت ان کے چہرے کا مثلہ کر دیا گیا تھا تو میں کفن میں اپنے باپ کے چہرے کو دیکھتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھے منع کرتے، اسی دوران رسول اللہ ﷺ نے میری پھوپھو کے رونے کی آواز سنی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

تو کیوں رو رہی ہے.....؟ نہ رو.....!

مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا [1]

''آسمان کے پاکباز معصوم فرشتے برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے ہیں۔''

آپ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عظمت پر حیران ہوں گے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو کہا:

يَاجَابِرُ أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِأَبِيكَ ؟

''اے جابر! کیا میں تجھے نہ بتاؤں جو عزت وجلالت کے مالک اللہ نے تیرے باپ کو کہا ہے.....؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر کسی سے پس پردہ رہ کر کلام فرماتا ہے، وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا ''اور تیرے باپ سے آمنے سامنے کلام فرمایا ہے'' اور کہا ہے:

يَاعَبْدِيْ ! تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ

''اے میرے بندے.....! کوئی خواہش کر میں تجھے دوں گا۔''

تیرے باپ نے جواب میں کہا:

يَارَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَأُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً.

''اے میرے رب! مجھے زندہ کرتا کہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں''

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرا یہ فیصلہ پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ فوت ہونے والے دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جائیں گے''

پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

[1] صحیح البخاری:2816

يَارَبِّ ! فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِيْ [1]

''اے میرے رب.....! میرے پسماندگان کو میرا پیغام پہنچا دے''

چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے صحابی کی خواہش پر پیغمبر ﷺ کے قلبِ اطہر پر قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت نازل فرما دی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں روزی ملتی ہے۔ وہ اس پر خوش ہیں جو اللہ نے ان پر فضل فرمایا اور جو لوگ ان کے پیچھے دنیا میں ہیں اور ابھی تک ان سے نہیں ملے، ان کے بارے میں بھی یہ خیال کر کے خوش ہوتے ہیں کہ ان کے لیے بھی نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور ان پر اللہ کے انعام اور اس کے فضل کے بارے میں خوشخبری پاتے رہتے ہیں اور اس پر بھی خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

ایمان کی رتی بھی دل میں موجود ہو تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس عالی اعزاز کو پڑھ کر انسان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں..... سبحان اللہ!

---

[1] جامع ترمذی: 3010، سنن ابن ماجہ: 2800، صحیح ابن حبان: 6983، مستدرک حاکم: 3/203-204۔

قربان جائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان پر، خدا کی قسم.....! ہمارا تو صرف یہی ایمان ہے کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد ان جیسے عظیم لوگ چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھے، بدنصیب ہیں وہ لوگ جو ان پر تبرا کرتے ہوئے اپنی جہنم کا سامان کر رہے ہیں۔

ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کا غسل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اسی محبت اور خدمت کے ساتھ رکھا جس طرح اہل جنت کو جنت میں رکھا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور مجاہد صحابی حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ جب میدانِ احد میں جامِ شہادت نوش فرما گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

إِنَّ صَاحِبَكُمْ تُغَسِّلُهُ الْمَلَائِكَةُ فَسَأَلُوا صَاحِبَتَهُ فَقَالَتْ: إِنَّهُ سَمِعَ الْهَائِعَةَ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِذَالِكَ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ [1]

''بلاشبہ تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی زوجہ سے سوال کیا تو اس نے کہا: حنظلہ تو صدائے جہاد سنتے ہی حالت جنابت میں نکل پڑے تھے۔ (کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں تاخیر نہ ہو جائے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی لیے پھر آسمان کے پاکبازوں نے انہیں طہارت کا غسل دیا ہے۔'' سبحان اللہ!

---

[1] مستدرک حاکم: 3/204، بیہقی: 4/15، ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل: 3/167

یہاں رک کر غور کرنے کا مقام ہے کہ جن کو آخری غسل دینے کے لیے بھی آسمان سے معصوم فرشتے اترتے رہے .....ان کی عزت وعظمت اور شان وشوکت کا مقابلہ کیسے کیا جاسکتا ہے.....؟

فرشتوں کے پروٹوکول کی انتہا

اگر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت میں سے ہر ہر صحابی کے ساتھ پاکباز فرشتوں کی محبت اور عقیدت کا تذکرہ لکھوں تو مضمون بہت زیادہ لمبا ہو جائے گا۔

آیئے.....! آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد محبوب ساتھی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سفرِ آخرت کے متعلق پڑھیں کہ آسمان کے پاکبازوں نے ان کے سفرِ آخرت میں کیسے جھک جھک کر ان کو سلام کیا، ان کی میت کی چارپائی اٹھائی اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ صحیح احادیث سے آپ کے لیے زبانِ نبوت ورسالت سے نکلنے والے چار کلمات کا ذکر کرتا ہوں:

① اِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ

جب صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی میت کو قبرستان کی طرف لے جا رہے تھے تو صحیح البخاری کے مطابق اچانک آپ کی چارپائی نے حرکت شروع کر دی اور بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی چارپائی حد درجہ ہلکی پھلکی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! سعد کی چارپائی کا وزن بھی نہیں اور پھر اس میں حرکت بھی شروع ہو جاتی ہے، اس کی وجہ کیا ہے.....؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پہ ارشاد فرمایا: اے میرے صحابہ.....! میرے سعد کی چارپائی کو آسمان کے پاکبازوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ اللہ اکبر!

② وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی روح کے استقبال کے لیے سب آسمانوں کے سب دروازے کھول دیئے۔ اللہ اللہ

اے زمین کے خاکیو.....! جن کی روح کے استقبال میں آسمان کے سب دروازے بھی کھول دیئے جائیں اور جن کے جنازے کو آسمان کے پاکباز کندھا دیں ان کے مقام ومرتبے کا کوئی دوسرا انسان مقابلہ نہیں کرسکتا۔

آیئے.....! اس سے ایک اور قدم آگے بڑھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

③ وَهٰذَا الَّذِيْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ

اور یہ سعد میرا ایسا جانثار ہے کہ جس کے لیے اللہ کا عرش بھی حرکت میں آگیا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے: عرش کے حرکت میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد کی خوشی میں اللہ کا عرش بھی خوشی سے جھوم اٹھا اور اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ملاقات سے اللہ تعالیٰ کو جو خوشی ہوئی اس خوشی کی وجہ سے اللہ کا عرش بھی جھوم اٹھا۔ [1]

④ وَشَهِدَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفًا

اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں آسمان کے ستر ہزار پاکبازوں نے شرکت کی۔ [2]

جب ساری زندگی آسمان کے پاکباز بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حیا کرتے

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ترجمہ سعد بن معاذ النعمان: 3/127

[2] صحیح البخاری: 3803۔ وسنن النسائی ومجمع الزوائد وکتب الاحادیث الاخری۔

رہے..... ان سے پیار کرتے رہے..... ان کو سلام کرتے رہے..... ان کی خدمت اور نصرت کے لیے اس زمین پر اترتے رہے..... حتی کہ ان کے سفرِ آخرت میں بھی بڑھ چڑھ کر شریک ہوتے رہے اور ان کے لیے جنت کی بشارتیں لے کر آتے رہے:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ . ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً. فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ. وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ.

''اے اطمینان پانے والی جان! چل اپنے رب کی طرف، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی''

(پھر اللہ اسے فرمائے گا)

''شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔''

تو آج ہم پر بھی فرض ہے کہ ہم ایسی پاکباز ہستیوں کو دل و جان سے عزیز جانتے ہوئے ان کی عزت و عظمت کے چرچے کریں اور ان کے لیے رضا و رحمت کی دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جنت میں ان کے ساتھ کا سوال کریں کیونکہ وہ سب جنتی تھے جنت میں ان کے محلات بن چکے ہیں، پیغمبر علیہ السلام نگاہِ نبوت سے دیکھ چکے ہیں اور زبانِ رسالت سے بیان کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی آسمان کے پاکبازوں کے ذریعے ان کے ساتھ اہل جنت والا ہی مثالی پیار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق، سچ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغفور اور جنتی ہیں
ان کو تکلیف دینا اور ان پر تنقید کرنا جائز نہیں ہے



قرآن کریم کی روشنی میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہدایت یافتہ ہی نہیں بلکہ معیارِ ہدایت بھی ہیں، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طلبگار ہی نہیں بلکہ دن رات اسی کو یاد کرنے والے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ عزت والے ہیں اور صحابہ کا گروہ اللہ کا گروہ ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہ چاہتے ہوئے بتقاضہ بشریت کوئی کمی ہوئی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کمی کے بعد تین کام کیے ہیں۔

☆.....ان کی کمی کوتاہی معاف کردی ہے۔

☆.....انہیں مغفرت اور اجرِ عظیم کی بشارت سنادی ہے۔

☆.....اور کامیاب جماعت کہہ کر جنت کا حقدار بنادیا ہے۔

جنت تیار ہوچکی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت دیکھ لی ہے اور جنت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بنائے گئے محلات بھی دیکھ لیے ہیں جس سے یہ حقیقت سو فیصد قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ ہمیش کے جنتی ہیں۔

اس لیے ہم سب پر فرض ہے کہ ہم ایسی پاکباز ہستیوں سے دلی محبت وعقیدت رکھیں اور ان کے لیے رضا ورحمت کی دعا کرتے رہیں۔

اس کے برعکس اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا کرے یا ان کے مقام ومرتبے کو گرانے کی کوشش کرے تو ہم بھرپور طریقے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع

کرتے ہوئے ایسے گمراہ اور اہل بدعت کا علمی محاسبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حقدار بن جائیں۔

دفاعِ صحابہ کا عنوان میرا نہایت پسندیدہ عنوان ہے اور یہ مجھے اس لیے بھی بہت پسند ہے کہ ایک وقت تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ و مدینہ میں اپنے اصحاب کے درمیان رہتے تھے تو جب بھی کوئی ناعاقبت اندیش گمراہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق زہر اگلتا یا ان کی توہین و تنقیص کرتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع اللہ تبارک و تعالیٰ عرش بریں سے کرتے ہوئے جبریل علیہ السلام کے ذریعے قرآن پاک کو رسولِ پاک ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل فرما دیتے۔

مجھے آج یہ بات لکھتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمین پر دفاع کرنا اہل حدیث کا طریقہ ہے تو عرشِ بریں سے دفاعِ صحابہ میں قرآن نازل کرنا میرے اللہ کا طریقہ ہے۔

دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حوالے سے چند بنیادی اور اصولی باتیں لکھ رہا ہوں، ان کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے اپنے دل میں بٹھا لیں..... زندگی بھر آپ کی موجودگی میں کسی لعنتی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں ہوگی۔ [ان شاء اللہ]

☆.....سب تن پاک ہیں رضی اللہ عنہم:

صرف پنجتن ہی پاک نہیں، سب تن پاک ہیں، یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ [جو کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک صدی بعد 110 ہجری میں فوت ہوئے] تک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہمارا موقف یہ ہے کہ وہ تمام کے تمام مغفور ہیں، محفوظ ہیں، مامون ہیں اور تمام کے تمام پاک ہی

نہیں بلکہ پاکبازوں کے بھی امام ہیں۔

انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد اگر درجہ ہے تو صرف اور صرف اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے۔ ہم نے اور ہمارے اکابرین نے کبھی بھی اپنے موقف کی تائید کے لیے کسی صحابی کی ادنیٰ گستاخی بھی نہیں کی، جبکہ ہمارے مقابلے میں جتنے بھی فرقے موجود ہیں ہر ایک اپنی فقہ یا اپنی تقلید بچانے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم پر تنقید اور طعن وتشنیع ضرور کرتا ہے، مثال کے طور پر امام المحدثین، سرتاج الفقہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جن کا مقام ومرتبہ اور علم وفضل حد درجہ مسلّمہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ دورِ صحابہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

آپ کے متعلق بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اگرچہ صحابیٔ رسول ہیں وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ فَقِيْهًا وَلَا مُجْتَهِدًا اور لیکن وہ فقیہ تھے نہ ہی مجتہد۔'' [1]

اور اسی طرح بعض لوگوں نے اپنی فقہ بچانے کے لیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس حد تک لب کشائی کی ہے کہ ان کے خلاف ایک اصول وضع کر دیا ہے کہ

إِنَّمَا يُقْبَلُ مَا لَا يُخَالِفُ الْقِيَاسَ فَأَمَّا خَالِفَهُ فَالْقِيَاسُ مُقَدَّمٌ عَلَيْهِ [2]

''صرف ان کی وہ روایات قبول کی جائیں گی جو قیاس کے خلاف نہ ہوں۔ اگر قیاس کے خلاف ہوں تو قیاس (فقہ حنفی) کو مقدم کیا جائے گا۔''

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کے متعلق لب کشائی کی گئی ہے اور حضرت سلمان

---

[1] الفصول فی الاصول: 3/136، اصول الشاشی: 275، کشف الاسرار: 2/26، فتح الغفار: 2/180، نور الانوار: 179 وغیرھا۔

[2] کشف الاسرار: 2/371، جامع الاسرار: 3/668

فارسی رحمہ اللہ کے متعلق یہاں تک تحریر کیا گیا ہے کہ

فَهُوَ إِنْ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ مِنْ حَيْثُ الصُّحْبَةِ فَلَمْ يَكُنْ فِي الْعِلْمِ وَالْإِجْتِهَادِ وَنَشْرِ الدِّيْنِ وتَدْوِيْنَ احْكَامِهِ كَأَبِي حَنِيْفَةَ [1]

"وہ اگرچہ صحابی ہونے کے اعتبار سے ابوحنیفہ سے افضل ہیں لیکن وہ علم، اجتہاد، دین کی اشاعت وتدوین میں ابوحنیفہ کی طرح نہیں ہیں۔"

اور اسی طرح حبیب الرحمٰن کاندھلوی حنفی نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے متعلق بہت زیادہ زہر اُگلا ہے حتی کہ ان کے صحابی ہونے کا بھی انکار کر دیا اور مزید ڈاکٹر عبدالواحد دیوبندی نے ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مومنہ صحابیہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کرتے ہوئے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کم علم اور کم عقل تھیں جو یہ کہتی تھیں کہ اللہ آسمان پر ہے۔

اسی طرح علامہ عطاء اللہ بندیالوی دیوبندی سرگودھوی صاحب نے چاہتے نہ چاہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم صحابی حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کو "شریر" لکھا ہے۔ [2]

آج ہم دشمنانِ صحابہ کا تو بڑی دلیری سے تعاقب کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے لیکن سوال یہ ہے کہ دشمنانِ صحابہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنقیص اور اہانت کے چور دروازے کن لوگوں نے مہیا کیے ہیں.....؟ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کے الفاظ یاد آ گئے: "ہم دروازہ کھلا رکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ڈاکہ پڑ گیا،

---

[1] حاشیہ ابن عابدین: 1/52

[2] صفات متشابہات اور سلفی عقائد: 258، سانحہ واقعہ کربلا: از بندیالوی

چورآ گیا۔''

کیا ضرورت پڑی تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو غیر فقیہ، کم عقل، کم علم اور شریر لکھا جائے .....؟ اور پھر ظلم پر ظلم یہ ہے کہ پچھلوں کی لکھی ہوئی اس توہین اور تنقیص کو صحیح ثابت کرنے کے لیے آج بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا ہے اور علی الاعلان لکھا اور کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ واقعۃً غیر فقیہ، کم عقل اور کم علم تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

الحمدللہ! ہم یہ بات پورے وثوق سے لکھتے ہیں کہ ہمارے اکابرین میں سے ہر ایک نے ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے ان کا دفاع کیا ہے اور ان کے خلاف اٹھنے والے قدم اور قلم کو توڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم بھی اپنے اسلوب کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے یہ فریضہ فریضہ مرتے دم تک ادا کرتے رہیں گے۔ اور یاد رہے.....! اگر کسی شخص نے ہمارا پلیٹ فارم استعمال کرتے ہوئے کسی بھی صحابی کے متعلق ادنیٰ گستاخی کی بھی ہے تو ہمارے اسلاف نے ان کا جنازہ پڑھنے سے بھی انکار کر دیا جیسا کہ فیض عالم صدیقی جہلمی نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں توہین آمیز لب ولہجہ اختیار کیا تھا اور بقول محقق العصر علامہ ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ شہید ملت امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ سمیت دیگر اکابر علمانے اس کا جنازہ تک پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔

❶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی اصل وجہ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم وفضل اور زہد وورع کے پہاڑ تھے، ان کے بعد آنے والا کوئی مسلمان بھی ان کے اخلاص کو پا سکا نہ ہی ان جیسا

اخلاق پیش کر سکا۔ وہ پاکیزہ لوگ کردار کی دنیا میں اپنی مثال آپ تھے۔ لیکن میں جس نکتے کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت صرف ان کی حسنات، صالح اعمال اور نیکیوں کی وجہ سے نہیں کرتے، ہماری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت صرف اس لیے نہیں ہے کہ

☆..... وہ بہت اچھے نمازی اور تہجد گزار تھے۔

☆..... وہ اعلیٰ درجے کے بہادر اور مجاہد تھے۔

☆..... وہ حد درجہ ذکر و فکر والے تھے۔

☆..... سخاوت میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

ہماری عقیدت اور چاہت صرف اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ ہماری عقیدت و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے دیدار کی وجہ سے ہے۔ میرا اور میری جماعت کا موقف یہ ہے کہ ہماری ہی نہیں ساری امت کی زندگی کی ساری تہجدیں ایک طرف، سارے جہاد ایک طرف، سب سخاوتیں ایک طرف، سب تسبیحات ایک طرف، سب تلاوتیں ایک طرف..... اور صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ کا وہ پاکیزہ لمحہ ایک طرف، جس لمحے میں اس نے آپ علیہ السلام کے رُخِ انور کا دیدار کیا.....

ہماری زندگی بھر کی سب عبادتیں، محنتیں اور قربانیاں مل کر بھی اس ایک لمحے کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نے آپ علیہ السلام کے رخِ انور کا دیدار کیا۔

ہمارے نزدیک اس لمحے کی عظمت، اس لمحے کا تقدس اور اس لمحے کی شان سب سے زیادہ اعلیٰ، اولیٰ اور بلند ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو کبار صحابہ بلکہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، آپ اسی

لیے فرمایا کرتے تھے کہ

لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَغْبَرُّ فِيْهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوْحٍ [1]

''صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی کا آپ علیہ السلام کے ساتھ جہاد میں حاضر ہونا جس میں اس کا چہرہ خاک آلود ہوا ہو، تم میں سے ہر ایک کی پوری زندگی سے زیادہ بہتر ہے اگرچہ اسے حضرت نوح علیہ السلام کے برابر بھی عمر دے دی جائے۔''

ہمارے بعض محدثین شارحین کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے تقابل کرتے ہوئے یہ خیال آیا کہ شاید حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے قدرے بہتر ہوں تو دیگر محدثین کی طرح حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا اور یاد رہے.....!

حضرت امام عبداللہ بن مبارک بہت بڑے اللہ تعالیٰ کے ولی تھے، آپ بیک وقت مجاہد بھی تھے، زاہد بھی تھے اور محدث بھی تھے۔ آپ نے فرمایا:

وَاللهِ إِنَّ الْغُبَارَ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْ أَنْفِ فَرَسِ مُعَاوِيَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ بِأَلْفِ مَرَّةٍ صَلَّى مُعَاوِيَةُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ فَهِرْتَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، فَمَا بَعْدَ هٰذَا الشَّرَفِ الْأَعْظَمِ [2]

[1] سنن ابی داود: 4652 [2] البدایۃ: 139/1، منہاج السنۃ: 183/3

''اللہ کی قسم.....! بلاشبہ وہ غبار جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے ہزار درجے بہتر ہے، اس شرف سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جب اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سمع اللہ لمن حمدہ، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعد میں کہا: ربنا ولک الحمد

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تو ایسے شخص سے میل جول اور ملاقات تک سے منع فرما دیا ہے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتا ہو۔ [1]

بہر صورت جب بھی عظمتِ صحابہ اور دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بات ہو تو اس نکتے کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہماری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے دیدار کی وجہ سے ہے۔

❷ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی بنیاد ہیں

دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی اساس اور بنیاد ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں تو دین ہے، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجروح ہیں تو سارے کا سارا دین بھی مشکوک ہے، چونکہ یہود و نصاریٰ اور منافقین بہت گہرے سازشی رہے ہیں، انہوں نے قرآن پر حملہ کرنے کی بجائے یا حدیثِ رسول ﷺ کا واضح انکار کرنے کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے ہی قرآن و حدیث کے محل کو گرانے کی کوشش کی ہے۔

---

[1] الذیل علی طبقات الحنابلہ: امام ابن رجب: جلد 1 صفحہ 133

وہ یہ جانتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کو (نعوذ باللہ) مرتد، غیر عادل، ظالم اور مجروح ثابت کر دیا تو پھر سارے دین کی بنیاد انہی لوگوں پر کھڑی ہے، یہی لوگ دین کے راوی اور اس کے بیان کرنے والے ہیں، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ رہے تو قرآن وحدیث کی عمارت خود بخود زمین بوس ہو جائے گی۔

آج تک عبداللہ بن سبا یہودی لعنتی سے لے کر اس کی ذریت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں زہر اگل رہی ہے جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام کل بھی اونچا تھا، آج بھی اونچا ہے اور اللہ کی رحمت اور اس کے فضل وکرم سے قیامت تک اونچا رہے گا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی بنیاد اور اساس ہیں، ہمیں کس نے بتایا کہ

☆ یہ قرآن اللہ کی پاک کلام ہے.....؟

☆ ہمیں کس نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے.....؟

☆ ہمیں کس نے بتایا کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں.....؟

☆ ہمیں کن کے ذریعے معلوم ہوا کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں.....؟

آپ سب جانتے ہیں کہ ہر حدیث کے شروع میں ایک صحابی کا نام آتا ہے جو سارے دین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتا ہے جب صحابی ہی عادل نہ رہا تو پھر دین محفوظ کیسے رہا.....؟

مثال کے طور پر اسلام کے پانچ ارکان ہیں، یہ ہمیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا ہے، ایمان کے چھ ارکان ہیں یہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے۔ جب

حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی غیر عادل نکلے تو پھر ہم مسلمان رہ سکتے ہیں نہ ہی مومن بن سکتے ہیں۔

اس لیے دفاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے اس دوسرے اہم اصول کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے وہ دین کا دشمن ہے، جو ابوبکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے وہ اسلام اور قرآن کا دشمن ہے ایسے لعنتی کا اسلام کی الف کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں..... چہ جائیکہ وہ خود کو مومن اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا ہی کہتا رہے..... قرآن تو ان پاکباز ہستیوں کو دین اور ایمان کا معیار قرار دیتے ہوئے واضح طور پر کہتا ہے:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [1]

''اگر وہ تمہارے جیسا ایمان لے آئیں تو وہ ہدایت یافتہ ہیں اور اگر وہ اس سے منہ موڑ لیں تو وہ گمراہی میں ہیں، عنقریب اللہ آپ کو ان سے کفایت کرے گا، وہ خوب سننے والا، ہمیشہ جاننے والا ہے۔''

❸ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید اور تنقیص اللہ کو پسند نہیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت اللہ کی جماعت ہے، اگر آج کسی دنیاوی سیاسی گروہ کے بارے میں کوئی بات کرے تو اس گروہ کا لیڈر اپنے گروہ کا دفاع کرتا ہے، ان پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیتا ہے، لیکن قربان جائیں.....! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر، جو حزب اللہ ہیں اور جن کے قائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن کا

[1] البقرہ: 137

نصاب کتاب اللہ اور جن کا پہلا مدرسہ بیت اللہ ہے، جب ان کے بارے میں کسی منافق یا کافر نے زبان درازی کی تو ان کا دفاع خود ''اللہ'' نے کیا۔

آپ قرآن کے پہلے پارے کا تیسرا صفحہ ہی دیکھ لیں! کہ جب کسی منافق اور کافر نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہا، تو عرش وفرش کے داتا نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرتے ہوئے آخری حد تک الزامی جواب دیا اور کہا: میرے پیغمبر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیوقوف نہیں ہیں بلکہ ان کو بیوقوف کہنے والے خود بیوقوف اور بدنصیب ہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ [1]

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی اسی طرح ایمان لاؤ جس طرح اور لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح بیوقوف لوگ ایمان لائے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ بیوقوف یہی لوگ ہیں مگر وہ نہیں جانتے۔''

اس آیت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کرنا، ان کی تنقیص کرنا، ان کا بنظرِ حقارت ذکر کرنا اور ان پر تنقید کرنا یہ کفار اور منافقین کا طریقہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرتے ہوئے ان کی عزت وعظمت کو بیان کرنا رب العالمین کا طریقہ ہے۔

آیئے.....! مندرجہ ذیل واقعے پر غور کریں، جس سے آپ بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کس قدر محبت ہے۔

---

[1] البقرہ: 13

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے ، حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ، آپ ﷺ کے نابینا صحابی لاٹھی ٹیکتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ ﷺ نے دعوتی مصلحت کے پیشِ نظر ان سے اعراض کیا.....

قارئین کرام یہاں رکیں.....! اور اس نکتے کو سمجھنے کی کوشش کریں.....! کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف اور صرف دعوتی مصلحت کی وجہ سے صحابی سے اعراض کیا ہے، اس کی توہین، تنقیص اور اس پر تنقید نہیں کی صرف توجہ نہ فرمائی..... دل ہی دل میں اعراض کیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کا یہ اعراض بھی پسند نہ آیا..... تو اللہ تعالیٰ نے فوراً پاکبازوں کے امام سیّدنا جبریل علیہ السلام کو وحی دے کر نازل فرمادیا:

عَبَسَ وَتَوَلّٰى . اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى. وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهُ يَزَّكّٰى. اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى. اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى. فَاَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى. وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى. وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى. وَهُوَ يَخْشٰى. فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى. [1]

''ترش رو ہوا اور بے رخی برتی اس بات پر کہ اندھا اس کے پاس آیا اور تم کو کیا خبر کہ وہ سدھر جائے یا نصیحت کو سنے تو نصیحت اس کے کام آئے، جو شخص بے پروائی برتتا ہے، تم اس کی فکر میں پڑتے ہو، حالانکہ تم پر کوئی ذمہ داری نہیں اگر وہ نہ سدھرے اور جو شخص تمہارے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا ہے تو تم اس سے بے پروائی برتتے ہو۔''

جب صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کائنات کی سب سے زیادہ معصوم پیشانی پر شکن آجائے اور اس شکن کو بھی اللہ پسند نہ کرے، تو جو بدنصیب آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرّا کرتے ہیں اور ان کے بارے میں دلوں میں بغض رکھتے ہوئے ان کی توہین اور

[1] عبس 1-10

تنقیص کرتے ہیں یہ کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کیسے پسند کرسکتا ہے.....؟ اور حقیقت بھی یہی ہے آج ان پاکباز ہستیوں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنے والوں کے پاس غیرت ہے نہ ایمان اور نہ ہی ان کے وجود اپنے ہاتھوں کی سزاؤں سے محفوظ ہیں۔

فاعتبروا یااولی الابصار۔ (عبرت حاصل کرو اے دیکھنے والو!)

یاد رکھو.....! جو کائنات کی سب سے زیادہ پاکیزہ شخصیات کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بدنام کر کے معاشرے میں لوگوں کے سامنے عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع خود کرتا ہے اور ان پر کسی قسم کی تنقید برداشت نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ۔ [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی طرف سے دفاع کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر دغاباز ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔''

اس آیت کا واضح مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدافعت یعنی نصرت کرتا ہے اور ان پر تنقید کے نشتر چلانے والوں کو زیروذلیل کر دیتا ہے اور اس کی زندہ مثال آپ اخبارات اور ٹیلی ویژن پر دیکھتے رہتے ہیں کہ آگ پر ماتم ہو رہا ہوتا ہے اور نیچے لکھا ہوتا ہے:

''مومنین کرام آگ پر ماتم فرما رہے ہیں.....''

غور فرمائیں.....! یہ کیا ہے.....؟ کیا آگ پر ماتم عبادت ہے.....؟ کیا اظہار غم کا صرف یہی طریقہ ہے.....؟

---

[1] الحج: 38

کیا آل علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم اسی طرح ماتم کیا کرتے تھے.....؟

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کبھی کسی غیر مسلم نے بھی ایسا ماتم کیا ہے.....؟

بہر حال ہم فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں کہ آپ ایسے ماتم کو سزا کہتے ہیں یا عقیدت و محبت.....؟ کیونکہ ہر ایک کا ذوق اپنا اپنا ہے۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ بے شمار احادیث میں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دی جائے یا ان کے خلاف زہر اگلا جائے ہمارے نزدیک جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان و مقام اور رتبے کے خلاف زبان کھولتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کا بھی نافرمان ہے، آپ علیہ السلام نے تین باتوں کا حکم ارشاد فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِيْ فَأَمْسِكُوْا وَإِذَا ذُكِرَ النُّجُوْمُ فَأَمْسِكُوْا وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَأَمْسِكُوْا [1]

''جب میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا (ان کی شان کے خلاف) تذکرہ ہو تو اپنی زبان بند کر لو اور جب ستاروں کا ذکر شروع تو گفتگو کو ختم کرو اور جب تقدیر کے مسئلے میں بحث مباحثہ شروع ہو تو چپ ہو جاؤ۔''

مندرجہ بالا تمام دلائل سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جرح اور تنقید کرنا حرام ہے۔



[1] صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ: 1/105 حدیث: 545

سلسلہ احادیث صحیحہ: 1/42 ح: 34

❹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مؤاخذہ رب نے نہیں کیا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیکیاں شمار سے باہر ہیں، ان کے اِخلاص اور اعلیٰ اخلاق کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن انسان ہونے کے ناتے اگر کبھی کہیں کمی ہوئی بھی ہے تو تیسری اہم اور اصولی بات دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حوالے سے یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ناچاہتے کسی وقت کوئی کمی کوتاہی واقع ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کرتے ہوئے انہیں جنت کی خوشخبری سنادی ہے۔

آپ کو معاشرے میں کئی ایسے بدنصیب ملیں گے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی پاکباز ہستیوں پر کیچڑ اچھالنے سے باز نہیں آتے، جب وہ آپ کے سامنے کسی صحابی کی کمی کوتاہی کا ذکر کریں تو اگر آپ فی الفور اس اعتراض کے متعلق جزوی جواب نہیں دے سکتے تو ایک موٹی اور اصولی بات ذہن میں رکھیں کہ اے اللہ کے بندے! چلو، ہم آپ کی بات مان ہی لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی سے کمی ہوئی، غلطی سرزد ہوئی، نہ چاہتے ان سے کسی حکم کی نافرمانی ہوئی تو پھر کیا ہوا.....؟

اصل سوال تو یہ ہے کہ کمی کے بعد کیا ہوا.....؟

کیا تجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیچڑ اچھالنے کا موقع مل گیا.....؟

کیا تجھے اس پاکباز، محفوظ و مامون اور مغفور جماعت کو داغدار کرنے کا موقع مل گیا.....؟

نہیں.....! ہرگز نہیں.....! اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غلطی ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی کے بعد تین کام کیے:

☆.....ان کو معاف کر دیا۔

☆.....ان کے لیے مغفرت کا اعلان کر دیا۔

☆.....اور ان کو ہمیشہ ہمیش کے لیے جنّت کا مہمان بنا دیا۔

آپ کی موجودگی میں اگر کوئی بد بخت رسول اللہ ﷺ کے صحابی کے خلاف زبان درازی کرے تو آپ جواب میں یہ تین جواب دینے کبھی نہ بھولیں.....! کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جن غلطیوں کو بھی اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں ان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف معافی ہی نہیں بلکہ مغفرت بھی ملی ہے اور صرف مغفرت ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جنّت بھی ملی ہے۔ سبحان اللہ!

ایک اہم ترین واقعہ جس کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث نے اس کو کھول کر وضاحت سے بیان کیا ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

أَجْلَسَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَاللهِ وَقَالَ لَا تَبْرَحُوْا إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَإِنْ رَأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا فَلَمَّا لَقِيْنَا هَرَبُوْا حَتّٰى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَأَخَذُوْا يَقُوْلُوْنَ الْغَنِيْمَةَ الْغَنِيْمَةَ فَقَالَ: عَبْدُاللهِ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لَّا تَبْرَحُوْا

فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوهُهُمْ فَأُصِيبَ سَبْعُونَ قَتِيلًا [1]

''نبی کریم ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک لشکر پہاڑ کی چوٹی پر بٹھا دیا اور ان پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کرتے ہوئے فرمایا: تم ہمیں غالب ہوتے دیکھو یا مغلوب ہوتے اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹنا اور نہ ہی ہماری مدد کو آنا، چنانچہ جب ہم نے کافروں کا سامنا کیا تو وہ بھاگ گئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ مشرک عورتیں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے پہاڑ پر چڑھ رہی ہیں، ان کی پازیبیں ظاہر ہو چکی تھیں، پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھنے والے صحابہ کرام نے کہا: اٹھو! مالِ غنیمت، مالِ غنیمت، مالِ غنیمت، امیر لشکر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس جگہ سے نہ ہلنے کا عہد لیا تھا، لہٰذا یہاں سے حرکت نہ کرو، تو وہ صحابہ کرام نہ مانے، تو جب انہوں نے پہاڑ کی چوٹی کو چھوڑ دیا تو مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔''

اس واقعہ کو اچھی طرح سمجھیں! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احد کے میدان میں کمی ہوئی، نافرمانی ہوئی، ہم مانتے ہیں کہ غلطی ہوئی اور غلطی بھی ایسی ہوئی کہ جس کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپ علیہ السلام کے پیارے چچا سیّد الشہداء بھی شہید ہو گئے حتی کہ ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جامِ شہادت نوش فرما گئے..... اب اس غلطی کے بعد کیا ہوا.....؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن سے غلطی ہوئی تھی ندامت کی وجہ سے وہ پریشان ہیں، ان کے سر جھکے ہوئے ہیں، نہ جانے کہ اب ہمارے متعلق اللہ اور اس کے رسول کا کیا فیصلہ آئے گا.....؟ اس غلطی کی وجہ سے ہمیں کس وعید اور عذاب کا سامنا ہوگا.....؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابھی اسی پریشانی میں تھے کہ اللہ تبارک

[1] صحیح البخاری: 4042

وتعالیٰ نے ان کی اس کمی سے درگزر کرتے ہوئے ان کو معاف کر دیا اور ان کو مغفرت کی بشارت سنا دی، اسی لیے تو قرآن نے کہا ہے:

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ

''اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزری کر دی ہے بلاشبہ وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہمیشہ حلم والا ہے۔''

اور اسی طرح اگلی آیات میں رسول اللہ ﷺ کو بھی یہی حکم دیا

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ. [1]

''چنانچہ آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے بخشش مانگیں اور ان سے (اہم) معاملات میں مشورہ کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بھروسا کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہونے والی غلطی پر اللہ ان کا مواخذہ نہ کرے..... جب پروردگار ان کو وعید اور عذاب نہ سنائے.....

تو آج ہم کسی بے نماز اور بدکار کو کیسے اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہونے والی بعض کمیوں کو اچھالے اور ان کی تحقیر کے لیے ان کی کوتاہیوں کا تذکرہ کرے.....؟ جب پروردگار نے ان کو معاف کر دیا ہے تو ہمیں بھی ان کا ذکرِ خیر ہی کرنا چاہیے لیکن ظلم کی بات یہ ہے کہ قرآن کی نص سے جن کمیوں کی معافی مل چکی ہے، آج خبثِ باطن رکھنے والے کئی بدنصیب لوگ ابھی بھی ان کوتاہیوں

[1] آل عمران: 159

کو اچھالنے سے باز نہیں آتے۔

جب کہ قرآن نے کہا ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [1]

''اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ اس میں رہنے والے ہوں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''

اور اسی ضمن میں ایک دوسرا اہم واقعہ پیش خدمت کرنا چاہتا ہوں جس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کی ہر بشری لغزش معاف فرما کر کے ان کے لیے رضاو رحمت کا اعلان کر دیا ہے۔

عفیفۂ کائنات اور ہر مومن کی ماں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب تہمت لگی تو اس وقت منافقین کا پروپیگنڈہ اس قدر گہرا اور خطرناک تھا کہ کئی مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس میں شریک ہو گئے، ان میں سے ایک صحابی حضرت مسطح رضی اللہ عنہ بھی ہیں، یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد تھے اور نہایت فقیر اور غریب تھے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان پر خرچ کیا کرتے تھے، لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ یہ بھی میری بیٹی پر تہمت لگانے والوں کی سازش میں شامل ہو گئے ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی قسم اٹھائی کہ اب میں اس پر کبھی خرچ نہیں کروں گا۔

---

[1] سورۃ التوبہ: 100

لیکن اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسطح رضی اللہ عنہ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ وغیرہ کی توبہ کو قبول کیا تو ساتھ قرآن کے ذریعے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا حکم بھی فرما دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی مسطح رضی اللہ عنہ کو اے ابوبکر تو معاف کر دے! قیامت کے روز میں تجھے معاف کر دوں گا.....!

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ [1]

''اور تم میں سے جو لوگ فضل والے اور وسعت والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو حسب معمول خرچہ دینا شروع کر دیا اور بعد میں قسم اٹھاتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم.....! میں مسطح کے خرچ کو آج کے بعد کبھی بند نہیں کروں گا.....!

آیئے.....! اپنے اندر یہ فکر اور سوچ پیدا کریں کہ انسان ہونے کے ناتے اگر کسی وقت کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے کوئی کمی واقع ہو بھی گئی تو اس میں اس صحابی رضی اللہ عنہ کی بدنیتی شامل نہیں تھی، بلکہ غلط فہمی تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے ہونے والی تمام کوتاہیوں کو معاف کر بھی دیا ہے اور معاف کروا بھی دیا ہے۔

---

[1] النور:22

آج ہمیں بھی چاہیے کہ ایسی پاکباز ہستیوں کو اپنی زبان درازی سے معاف رکھیں اور ان کے لیے رضا و رحمت کی دعا کریں۔

⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مؤاخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری زندگی اور ساری سیرت اس بات پر شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمی کوتاہی سے درگزر کرتے ہوئے ان سے پیار ہی کیا ہے اور ان کو رحمت اور جنت کی بشارت ہی سنائی ہے اور اگر نہ چاہتے ہوئے کسی صحابی سے کسی موقع پر کوئی بڑی سے بڑی غلطی بھی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بھی معاف فرما دیا۔

اس سلسلے میں صحیح البخاری کا مشہور واقعہ پیش خدمت ہے، پوری توجہ سے سمجھنے کی کوشش کریں کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معافی مل چکی ہے لیکن آج کا لعنتی، ناصبی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معاف نہیں کرتا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو جاسوسی کا خط لکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اس کے متعلق مطلع کر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ خط واپس منگوانے کے لیے روانہ کیا تھا، اس واقعہ کی تفصیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور کہا جب تم روضہ خاخ نامی جگہ پر پہنچو گے تو تمہیں وہاں اونٹ پر سوار ایک بڑھیا عورت ملے گی وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا اور اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ اس سے پکڑ لینا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے روضہ خاخ نامی جگہ پر

پہنچ گئے اور واقعی وہاں ایک بوڑھی عورت اونٹ پر سوار تھی، ہم نے اس سے کہا: تیرے پاس جو خط ہے وہ نکال کر ہمیں دے دے!

اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: مَا مَعِیَ مِنْ کِتَابٍ ''میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے'' وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ جن کو پیغمبر علیہ السلام کے بول پر سو فیصد سے بڑھ کر یقین تھا انہوں نے تاکیدی لہجے میں کہا:

لَتُخْرِجِنَّ الْکِتَابَ اَوْ لَنُلْقِیَنَّ الثِّیَابَ

''تو ضرور ضرور خط نکالے گی یا پھر ہم لازمی طور پر تیرے کپڑوں کی تلاشی لیں گے۔''

چنانچہ اس عورت نے اپنے گوندھے ہوئے بالوں کی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دے دیا، تینوں صحابہ کرام وہ خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، جب اس کو پڑھا گیا تو اس کے لکھنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی حضرت حاطب رضی اللہ عنہ تھے اور انہوں نے اس خط میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خفیہ جنگی منصوبوں سے انہیں آگاہ کیا تھا اور آگاہ کرنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ وہ اس کی وجہ سے مکے میں رہنے والے میرے بال بچوں کا حیا کریں گے، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا مطلب اسلام یا اہلِ اسلام کو نقصان پہنچانا ہرگز ہرگز نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ بہت بڑی کوتاہی اور غلطی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: یاحاطب! مابذا.....؟ حاطب! یہ کیا ہے.....؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول! میرے معاملے میں جلدی نہ فرمانا، میرے دل کا سچ سن لیں.....!

اِنِّیْ کُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِیْ قُرَیْشٍ وَلَمْ أَکُنْ مِنْ

أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِيْ ذَالِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ

''میں قریش مکہ میں ملا ہوا تھا اور میں قریشی نہیں تھا اور آپ کے ساتھ جتنے مہاجرین نے ہجرت کی ہے، ان کی مکے میں رشتہ داریاں موجود ہیں اور اسی وجہ سے اہل مکہ ان کے مال اور اولاد کی حفاظت کرتے ہیں تو میں نے سوچا کہ میں بھی ان پر کوئی احسان کردوں جس کی وجہ سے وہ میرے عزیز رشتہ داروں کا بھی مکے میں خیال رکھیں۔ میں نے یہ خط کفر یا ارتداد یا اسلام کے بعد کفر کو پسند کرتے ہوئے نہیں لکھا میرا تو صرف یہ معمولی سا مقصد تھا جس کی وجہ سے میں نے عورت کے ذریعے ان کے ہاں خط بھیج دیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صحابہ کرام! حاطب نے تمہارے ساتھ سچ بولا ہے لیکن چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام اور اہل اسلام کے بارے میں بڑے غیرت مند اور جوشیلے تھے تو روایت میں آتا ہے

قَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ [1]

[1] صحيح البخاري: 3007

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اجازت دیجیے میں اس منافق کا سر اڑادوں! آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال (موت تک) پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود ہی فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔''

صحیح البخاری کی اس روایت نے اس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا کہ صحابی سے جاسوسی جیسی خطرناک غلطی بھی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی معاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے سرزنش تک بھی نہیں کی۔

تو جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہونے والی کوتاہیوں کو رسول اللہ ﷺ نے معاف کر دیا، جن کا مؤاخذہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، آج کے کسی دنیادار بدکار کو کیا تکلیف ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنی زبان دراز کرے اور ان پر کیچڑ اچھالے۔

⑥ صحابی، صحابی پر تنقید کرے تو رسول اللہ ﷺ کو پسند نہیں

ہمارے ملک میں عظمتِ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے عنوان پر بڑے بڑے عظیم الشان پروگرام منعقد ہوتے ہیں اور ان میں نہایت ہی خوبصورت انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت، عظمت اور شان کو بیان کیا جاتا ہے۔

لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان کو بیان کیا جائے، وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دفاع کے حوالے سے اہم بنیادی اصول بھی بیان کیے جانے چاہئیں تاکہ کسی بے دین کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرنے کی جرأت ہی پیدا نہ ہو۔

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید حرام ہے، صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مواخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں کیا اور ان بنیادی اصولوں میں سے چھٹا اور آخری اصول یہ ہے کہ اگر کوئی صحابی پر تنقید کرے تو یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہیں چہ جائیکہ کوئی پندرھویں صدی کا بے دین اور بے نماز اٹھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف زبان کھولے۔

ایک دفعہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا پر رجم کی حد لگا رہے تھے، صحابیہ رضی اللہ عنہا سے گناہ ہو گیا لیکن اس نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش کر دیا.....

اللہ کی قسم.....! اس پیش ہونے والی صحابیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کا کیا کہنا.....؟ شاید کوئی بھی مسلمان اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا، بہر صورت جب اس کو رجم کیا جا رہا تھا تو

فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَهْلًا يَا خَالِدُ ! فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ أَمَرَبِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ [1]

''خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا جس سے خون کا چھینٹا اس کے چہرے پر پڑا تو انہوں نے اسے برا بھلا کہا، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خالد! ٹھہرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے.....! اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر محصول لینے والا ایسی توبہ کرے تو اس کی بھی

[1] صحیح مسلم: 1695

مغفرت ہوجائے، پھر آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا اور اس کی نمازِ جنازہ خود پڑھائی اور اسے دفن کر دیا۔''

اس واقعہ سے یہ بات تو اچھی طرح سمجھ آ گئی کہ صحابی بھی صحابی پر تنقید کرے تو رسول اللہ ﷺ کو پسند نہیں اور یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی صحابی نے صحابی پر تنقید کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا دفاع کیا۔

اور اسی طرح بیعتِ رضوان میں شامل ہونے والے صحابی حضرت ابوبصیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوسفیان (جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) سلمان و صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس گئے تو سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم نے ان کے متعلق ترش باتیں کیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم قریش کے بزرگ اور سردار کے بارے میں ایسی باتیں کیوں کہتے ہو.....؟ اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لہجہ قدرے ترش بھی ہوگیا..... بالآخر اس واقعے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يَا اَبَابَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ

''اے ابوبکر شاید کہ تو نے ان کو ناراض کر دیا ہے اگر تو نے ان کو ناراض کر دیا ہے تو قسم بخدا! تو نے اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے۔''

چنانچہ امام صدیق فوراً سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور کہا: اے میرے بھائیو.....! کیا میں نے تمہارا دل دُکھایا ہے.....؟

وہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگے: بالکل نہیں! يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِيْ اے ہمارے بھائی! اللہ تجھے معاف کردے.....! [1]

---

[1] صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل سلمان و صہیب و بلال: 2504

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لب و لہجے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دُکھ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں اور عرش پر اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہیں۔ اور اگر اس کے مقابلے میں کوئی بے دین اٹھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرے تو یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے گوارا ہو سکتا ہے.....؟

زمانہ گواہ ہے.....لوگ ہر سال دیکھتے ہیں کہ دشمنانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سزا ملتی آ رہی ہے اور جب تک وہ توبہ و تائب نہیں ہوتے سزا ملتی رہے گی۔ ایمان داری سے آپ خود بتلائیں کہ اس سے بڑی خود پر زیادتی اور خود کو سزا کیا ہو سکتی ہے؟ کہ کوئی شخص اپنے ہی ہاتھ اور ہتھیار سے سرِ عام اپنے آپ کو زخمی اور چھلنی کرے۔

آخری اور اہم بات

آخر میں صرف یہی گزارش ہے کہ خدارا.....! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حیا کرو، ان سے پیار کرو اور ان کے لیے رضا و رحمت کی دعا کرو یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ.

"اور جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کینہ نہ ڈالنا! اے ہمارے رب.....! تو بڑا شفیق اور مہربان ہے۔"

اسی طرح ہمیں اپنی اولادوں کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت کا سبق پڑھاتے رہنا چاہیے۔ سلف صالحین رحمہم اللہ کے بارے میں ملتا ہے کہ وہ باقاعدہ طور پر اپنی اولادوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت وعقیدت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

وَكَانَ صَالِحُ السَّلَفِ يُعَلِّمُوْنَ أَوْلَادَهُمْ حُبَّ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ كَمَا يُعَلِّمُوْنَ السُّوْرَةَ أَوِ السُّنَّةَ [1]

''پہلے نیک لوگ اپنے بچوں کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی محبت اس طرح سکھلایا کرتے تھے کہ جس طرح وہ قرآن کی سورۃ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھلایا کرتے تھے۔''

کس قدر بدنصیبی ہے کہ..... آج خیر الناس اور خیر القرون والوں کو برا بھلا کہا جاتا ہے جب کہ اس کے مقابلے میں اگر آج یہودیوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے سب سے زیادہ چوٹی کے لوگ کون ہیں.....؟ تو وہ یہی جواب دیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ اور اگر عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ تمہاری اعلیٰ ترین کھیپ کون سی ہے.....؟ تو وہ کہیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور صحابی۔

لیکن آج مسلمانوں کے لیے کس قدر شرمندگی کی بات ہے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے ہی بعض افراد سب سے پہلے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کو ہی کائنات کے بدترین لوگ قرار دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آٹھویں صدی کے ایک حنفی عالم ابن ابی العز نے شرح عقیدہ طحاویہ کے آخر میں یہی بات لکھی ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوسکتا ہے کہ جس کے دل میں

[1] کتاب الرقائق: امام خیثمہ بن سلیمان: 171

مومنوں میں سے چنیدہ اور پسندیدہ لوگوں کے بارے میں بغض ہو۔ اور ایسے لوگوں کے بارے میں بغض ہو جو انبیاء علیہم السلام کے بعد اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔

فَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَكُوْنُ فِيْ قَلْبِهٖ غِلٌّ عَلٰى خِيَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَادَاتِ اَوْلِيَاءِ اللهِ تَعَالٰى بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ [1]

اس شخص سے زیادہ گمراہ کون شخص ہوگا جس کے دل نبیوں کے بعد بہترین مومنوں اور اولیاء اللہ کے سرداروں کے متعلق دل میں کینہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو آل رسول، اہل بیت اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھر دے اور قیامت والے دن انہی کے ساتھ اٹھا کر ان ہی کے پڑوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

علمائے اسلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی برائیاں کرنے والے کو زندیق کہا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ

إذا رايت رجلا يذكر أحدا من أصحاب رسول الله ﷺ بسوء فاتهمه بالاسلام

جب تم کسی شخص کو کسی صحابی کی برائی کرتے دیکھو تو کہہ دو کہ اس کا اسلام ٹھیک نہیں ہے

[مناقب امام احمد، علامہ ابن جوزی: 209]

[1] شرح عقیدہ طحاویہ: 476۔ یاد رہے! یہ کتاب ایک حنفی عالم امام طحاوی کے رسالے کی عربی شرح ہے اور اس شرح میں بہت حد تک خیر غالب ہے۔ عقیدے کے باب میں اس کتاب کو کافی حد تک اہمیت حاصل ہے اور ہمارے مدارس کے نصاب میں بھی شامل ہے۔



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ و عمل

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اِس اُمت کے اعلیٰ ترین اور بہترین لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو ''خَيْرَ أُمَّةٍ'' بہترین اُمت قرار دیا ہے اور جگہ جگہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان وتقوی کی شہادت دی ہے بلکہ سورہ فتح کی آیت نمبر 26 میں یہاں تک اِرشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقوی و پرہیز گاری کے کلمے کو اُن پر پختہ اور پکا کر دیا تھا اور وہ اِس کے حق دار بھی تھے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن کے دِلوں پر ایمان وتوحید اور تقوی کو پکا کر دیا۔ یہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردستی نہیں تھی بلکہ ﴿وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ وہ اِس کے بہت زیادہ اہل تھے اور بہت زیادہ حق دار تھے، جہاں اللہ تعالیٰ نے اُن میں کردار کی بلندی دیکھی، اُن کی وفا، سچائی اور قربانی کو دیکھا تو اُن پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پرہیز گاری کے رنگ کو چسپاں کر دیا۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ سورہ حجرات آیت نمبر 3 اور 7 میں اِرشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے صحابہ کے دِلوں کا امتحان لیا اور اُن کے تقوی کو پرکھا، اُن کے کردار اور عمل کے ساتھ ساتھ اُن کے دِل کی کیفیت کو دیکھا تو اُن کے لیے مغفرت اور بہت بڑے اجر کا اعلان فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دِلوں کو ایمان کے ساتھ خوبصورت اور مزین کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ایسے ہدایت یافتہ تھے کہ ہر قسم کی نافرمانی، برائی اور کفر اُن سے ہزاروں میل دور تھے۔

اللہ تعالیٰ کے اِن واضح اِرشادات کے بعد اب کوئی بدبخت صحابہ کے ایمان میں شک کرے یا اُن کے کردار کو داغ دار کرنے کی کوشش کرے تو ایسا شخص بلاشبہ کائنات کا نہایت بدبخت اِنسان ہے کہ اُس نے کائنات کے بہترین لوگوں کی

کردار کشی کر کے اپنے لیے جہنم کا سامان کیا ہے۔

پھر ایسے پاک باز اور با کردار اصحاب رسول ﷺ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور ہدایت میں معیار مقرر کر دیا ہے اور قرآن پاک میں اس بات کو کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اگر تمہارا ایمان، تمہاری توحید اور تمہارا کردار رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جیسا ہوگا تو تمہارے ایمان اور عمل کو قبول کیا جائے گا اور اگر تمہارا ایمان اور عمل صحابہ جیسا نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو تمہاری نیکیوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سورہ بقرہ میں ہی دو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو ایمان کا معیار مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ [1]

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایمان لاؤ جس طرح صحابہ ایمان لائے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح وہ بے وقوف ایمان لے آئے، خبردار! بے وقوف وہ خود ہیں لیکن اُنہیں علم نہیں۔

اس آیت میں دو باتیں اچھی طرح واضح ہوگئیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی بدبخت رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو بے وقوف کہے اور پھر یہ بھی واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کو وہی ایمان مطلوب ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا تھا۔

[1] سورۃ البقرۃ:13

اور پھر اس بات کو واضح الفاظ میں کچھ اس طرح بیان کیا جاتا ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [1]

پس اگر یہ لوگ ایسے ہی ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پا لیں گے اور اگر وہ اس سے منہ پھیریں تو وہ ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں، لہٰذا اللہ ان کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے اور وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

آج ہم اپنے ایمان، اپنی توحید اور اپنے کردار کا اچھی طرح جائزہ لیں کہ کیا ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہیں، ہمارے اعمال اور ہمارے اخلاص میں وہ جھلک نظر آتی ہے جو سو فیصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں پائی جاتی تھی.....؟ اگر تو اُنہی جیسا ایمان و عمل اور توحید ہے، تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کرتے ہوئے اُس پر استقامت اختیار کرنی چاہیے اور اگر ہمارے ایمان و عمل اور توحید میں کچھ خلل اور خرابی واقع ہو گئی ہے تو پھر ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا عقیدہ، ہمارا ایمان اور ہمارا عمل پسند آجائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک معروف حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واضح ارشاد موجود ہے کہ میری اُمت کے بھی کئی ایک فرقے بن جائیں گے اور اُن میں سے حق والا جنتی گروہ وہ ہوگا جو وہ عقیدہ، ایمان اور عمل اختیار کرے گا جس پر میرے

[1] البقرۃ: 137

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اِس حدیث کے بعد ہم سب کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ ہم اپنی توحید، ایمان اور عمل کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پیش کریں اور اُن کے ساتھ پوری پوری موافقت کرنے کی کوشش کریں ورنہ سوائے گمراہی اور جہنم کے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

مضمون کی طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توحید اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق بالحدیث اور خلقِ خدا کے ساتھ اُن کی محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے مثالیں بھی تحریر کریں گے کیونکہ توحید، حدیث اور مخلوقِ خدا سے تعلق یہ تینوں چیزیں ہمارے دین کی بنیاد ہیں، اگر ہم اپنی بنیادیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق کر لیں تو پھر اِس کے اوپر عمل کی جو عمارت کھڑی ہوگی، وہ بہت ہی پائیدار اور مضبوط ہو گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توحید

اسلام کا پہلا درس ''درسِ توحید'' ہے سب سے پہلے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم توحید کے معاملے میں کہاں کھڑے ہیں، کیا ہماری توحید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جیسی ہے.....؟ کیا ہم اُسی طرح توحید کے تقاضے پورے کر رہے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کی توحید کے تمام تقاضوں کو پورا کیا تھا.....؟

توحید کے حوالے سے سات فکر انگیز باتیں مندرجہ ذیل ہیں:

❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہیں اُٹھاتے تھے لیکن آج ہمارے ہاں سرِ عام لوگ اپنے پیروں فقیروں اور بزرگوں کی قسم اُٹھاتے ہیں اور کئی تو اپنی ماں کی قسم اُٹھاتے ہیں جبکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی توحید کے منافی

ہے۔اگر آپ محبت میں آ کر اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی قسم اُٹھاتے ہیں تو یہ حرام ہے اور اگر آپ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو حاجت روا، مشکل کشا اور نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر قسم اُٹھاتے ہیں تو یہ بدترین شرک ہے۔

اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا ہم قسم کے معاملے میں صحابہ کے منہج پر ہیں.....؟

اگر ہیں تو ہم حق پر ہیں اگر نہیں تو پھر ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ قبروں کو پختہ کرتے ہوئے اُن پر دربار اور مزار کھڑے نہیں کرتے تھے جیسا کہ آج کل ہمارے ہر شہر میں بزرگوں کی قبروں پر دربار اور مزار بنائے جاتے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی تک کسی صحابی نے کوئی دربار اور مزار نہیں بنایا، تو پھر آج ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کرتے ہوئے قبروں کو پختہ بنا کر اُن پر عمارتیں کھڑی کیوں کرتے ہیں.....؟

آلِ رسول، اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے اُونچے نام ہیں، رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہیں، آپ کے حسب و نسب میں حضرتِ عباس، حضرتِ حمزہ، حضرتِ علی رضی اللہ عنہم جیسی بلند قامت شخصیات ہیں لیکن کسی صحابی نے کبھی کسی کی قبر کو دربار اور مزار نہیں بنایا۔

پھر اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے علما صحابہ ہیں، بڑے بڑے شیر بہادر صحابہ ہیں لیکن آپ کو کہیں نہیں ملے گا کہ کسی صحابی نے کسی صحابی کی قبر پر دربار بنایا ہو اور وہ وہاں پر مجاور بن کر بیٹھا ہو، جب صحابہ نے یہ کام نہیں کیے تو پھر ہمیں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے لیے معیارِ توحید سمجھنا چاہیے ورنہ ہم بُری طرح گمراہ ہو جائیں گے۔

بلکہ آپ حیران ہوں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک جلیل القدر نبی کی پاک میت ملی تھی لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُس پر بھی نہ دربار بنایا، نہ مزار بنایا اور نہ ہی کوئی جبہ اور قبہ کھڑا کیا بلکہ بڑی رازداری کے ساتھ اللہ کے نبی کی پاک میت کو ایک نامعلوم جگہ پر دفن کر دیا تاکہ لوگ اُن کی قبر پر سجدے اور نذر و نیاز کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے شرک میں مبتلا نہ ہو جائیں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

أَنَّهُمْ لَمَّا فَتَحُوا تُسْتَرَ قَالَ: فَوَجَدَ رَجُلًا أَنْفُهُ ذِرَاعٌ فِي التَّابُوتِ، كَانُوا يَسْتَظْهِرُونَ وَيَسْتَمْطِرُونَ بِهِ، فَكَتَبَ أَبُومُوسَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِذَالِكَ، وَكَتَبَ عُمَرُ: إِنَّ هٰذَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالنَّارُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ، وَالْأَرْضُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ فَكَتَبَ أَنِ انْظُرْ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ يَعْنِي أَصْحَابَ أَبِي مُوسَى فَادْفِنُوهُ فِي مَكَانٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ غَيْرُكُمَا قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو مُوسَى فَدَفَنَّاهُ [1]

''جب اُنہوں نے ''تُستر'' کا علاقہ فتح کیا تو وہاں اُنہوں نے تابوت میں ایک ایسے شخص کی میت کو پایا جس کا ناک ایک ذراع یعنی ہاف بازو کے برابر تھا اور وہاں کے لوگ اُن کی میت کی برکت سے غلبہ طلب کیا کرتے تھے اور بارش طلب کیا کرتے تھے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ ساری صورتحال کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاملے پر (مشاورت اور غور کرتے ہوئے) جوابی خط لکھا کہ یہ انبیاء میں سے ایک

[1] المصنف ابن أبي شيبة: 33819، 4/7، إسناده صحيح

نبی کی (پاک میت ہے) کیونکہ نہ آگ انبیا کے جسم کو جلاتی ہے اور نہ ہی زمین انبیا کے جسم کو کھاتی ہے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس معاملے پر غور کریں اور ان کی میت کو ایک ایسی جگہ پر جا کر دفن کر دیں جس کا آپ دونوں کے علاوہ کسی کو علم نہ ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم دونوں گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق اُن کو نامعلوم جگہ پر دفن کر دیا۔"

اس واقعہ سے بے شمار نکات سامنے آتے ہیں لیکن موضوع کی مناسبت کے پیشِ نظر ہم صرف اس پہلو کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک محترم نبی کی پاک میت کو پا لینے کے باوجود اُن کی قبر کو پختہ بنایا، نہ اُس پر دربار مزار کھڑا کیا اور نہ ہی اُس کو لوگوں کی زیارت کے لیے سرِ عام کھولا گیا بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت کے بعد اُن کو ایک نامعلوم جگہ پر دفن کر دیا گیا جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نکھر کر سامنے آ گیا کہ وہ قبروں کی پوجا کرتے تھے نہ قبروں سے تبرک حاصل کرتے تھے اور نہ ہی قبروں کو پختہ بنا کر اُن پر چڑھاوے چڑھاتے تھے، لیکن افسوس آج اُمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے سے بُری طرح منحرف ہو چکی ہے اور جگہ جگہ بزرگوں کی قبروں پر دربار قائم کر کے تبرک اور شرک کے لیے لوگوں کے لیے سرِ عام کھول دیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جو کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انبیاء کی قبروں پر نہیں کیا، وہ کام ہم نے اپنے بزرگوں کی قبروں پر شروع کر دیا ہے اور اگر کوئی شخص درد دل سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہے تو اُس پر فوری طور پر گستاخِ اولیا کا ٹھپہ لگا دیا جاتا ہے۔

❸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی جلیل القدر صحابی کو مشکل کشا اور

حاجت روا سمجھ کر، اُن کی قبر پر جا کر اُن سے سوال نہیں کیا، بلکہ جب بھی مانگا اللہ ہی سے مانگا تھا لیکن افسوس کہ آج اہلِ اسلام کی ایک بڑی اکثریت قبروں میں مدفون نیک لوگوں سے ہر قسم کا سوال کرتے ہیں، نذر و نیاز لے کر جاتے ہیں حتی کہ اُن کو اپنا لجپال سمجھ کر اُن کے سامنے رکوع اور سجدے کرتے ہیں جبکہ ساری زندگی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ کام نہیں کیا بلکہ آپ حیران ہوں گے امام ابن جوزی علیہ السلام نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اُحد پہاڑ کے پاس ایک چشمہ کھدوانے کا پروگرام بنا تو درمیان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں بھی آتی تھیں تو حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے باہم مشاورت کے بعد یہی حکم دیا کہ ان شہدا کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے اور چشمے کو مکمل تیار کیا جائے، چنانچہ کھدائی کرتے ہوئے ایک شخص کا بیلچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کے مبارک پاؤں کو لگا اور وہاں سے خون بھی نکل آیا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سب کو دوسری جگہ پر دفن کر دیا۔ [1]

اس واقعہ سے بھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور دیگر بہادر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ میتوں کو تر و تازہ دیکھ کر دوسری جگہ منتقل کر دیا اور منتقل کرنے کے بعد بھی وہاں پر نہ کوئی دربار بنایا اور نہ اُن کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ کر کسی نے وہاں نذر و نیاز پیش کیں۔

اور انتہائی تکلیف دہ حالت یہ ہے کہ لوگ قبروں پر لاکھوں روپے خرچ کر کے دُلہن کے کمرے کی طرح مزار سجاتے ہیں اور پھر اُس مزار کی مٹی تک کو چومتے ہیں اور وہاں پر ماتھا رگڑنا اپنے لیے باعث برکت سمجھتے ہیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود جیسے عظیم جنتی پتھر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ

---

[1] المنتظم: 183/3، إسنادہ حسن

''اے حجر! سود تو فائدہ دے سکتا ہے نہ نقصان دے سکتا ہے البتہ میں تجھے صرف اور صرف اس لیے چومتا ہوں کہ کونین کے تاجدار حضرت محمد ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا، اگر وہ تجھے بوسہ نہ دیتے میں تجھے کبھی نہ چومتا۔''[1] اللہ اکبر

ہمارے بعض مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ ہم درباروں کی جالیاں بھی چومتے رہتے ہیں اور اپنے پورے وجود کو قبر کے سامنے اور اُن کے دروازوں کے سامنے پوری طرح جھکا دیتے ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے.....؟ ہرگز ہرگز وہ ایسے نہیں تھے۔

میں نے کہیں پڑھا ہے کہ ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دورانِ حج کسی شخص سے مانگتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے: تجھے شرم نہیں آتی، رب کے گھر، بیت اللہ کے پڑوس میں بھی تو غیروں سے مانگ رہا ہے

یہ تھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توحید اور اُن کا عقیدہ لیکن آج کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا دعویٰ کرنے والے بلکہ اُن کے عشق کے ٹھیکیدار گلی گلی دربار مزار بنائے بیٹھے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ و منہج سے لاکھوں میل دور ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

❹ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی شرکیہ نعت، قوالی اور اشعار نہیں پڑھا کرتے تھے لیکن آج کل ہر دوسری نعت شرک سے بھری پڑی ہے ہمارے مسلمان قوال اپنی قوالیوں میں ایسے ایسے کفریہ بول بولتے ہیں کہ انسان کے

---

[1] مسند احمد: 125/1

پلے توحید اور ایمان نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی..... لیکن افسوس وہ بھی اپنے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عاشق سمجھتے ہیں اور ہماری حکومت بھی ان کی کفریات کا کوئی نوٹس نہیں لیتی۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں پڑھ کر دیکھ لیں جب بھی اُن کے سامنے کسی نے محبت میں آ کر ایسا بول بولا جو عقیدہ توحید کے منافی تھا تو انہوں نے بلا جھجک فوراً منع کر دیا، توحید کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ایک حد تک شعر گوئی کی اجازت دی گئی لیکن افسوس ہمارے ہاں کوئی پوچھنے والا نہیں اُلٹا اصلاح کرنے والے، حق بات کہنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

❺ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی چھلہ، کڑا، دھاگہ اور تعویز نہیں پہنا کرتے تھے لیکن آج کل ہر دوسرے شخص کی کلائی پر عقیدے کی بربادی کی علامت ضرور نظر آئے گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سب چیزوں کو شرک سمجھتے تھے اور سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جن کاموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید نفرت تھی ہمیں اُن شرکیہ کاموں سے شدید محبت ہے اور ہم اُن کو اپنے لیے خیر و برکت کا سامان سمجھتے ہیں۔

❻ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو نہ مشکل کشا کہتے، نہ داتا کہتے، نہ لجپال غریب نواز کہتے تھے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں غوث، قطب اور ابدال جیسے القابات متعارف تھے لیکن آج کل ہمارے ہاں یہ سارا کچھ چلتا ہے..... کیا ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ اور عمل پر قائم ہیں.....؟ اگر قائم ہیں تو پھر یہ چیزیں ہم میں کہاں سے آئیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تو یہ چیزیں بالکل نہیں تھیں۔

❼ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جشن تھا نہ محرم کا ماتم حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور اس کے بعد تبع تابعین کا زمانہ بھی ایسے کاموں سے پاک تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین کے زمانے میں درجنوں ایسے واقعات ہوں گے جو حد درجہ خوشی کا باعث تھے اور درجنوں واقعات ایسے تھے جو کمر توڑ کر رکھ دینے والے تھے، لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اُن میں جشن کے دن تھے نہ ماتم کے دن۔

جبکہ یہ وہ زمانے ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین زمانے قرار دیا ہے اور ان کے لیے رحمت، بخشش اور جنت کی دعا کی ہے۔

جب یہ سارے سلسلے اُن میں نہیں تھے تو ہم نے اُن کی راہ کو چھوڑ کر یہ کام کیوں شروع کیے، ہماری گمراہی کے لیے یہی کافی ہے کہ ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایمان و عمل اور توحید میں معیار نہیں سمجھا اور اُن کے پیچھے چلنے کی کوشش نہیں کی جبکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہدایت یافتہ ہونے کے لیے اِس امر کو لازمی قرار دے رہے ہیں کہ اگر تمہارا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ہو گا تو تمہیں ہدایت ملے گی ورنہ تمہارے لیے ہدایت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے

پیارے مسلمان بھائیو! اللہ کی قسم! آپ کے فرقے کا مولوی آپ کے کام نہیں آئے گا۔ اللہ کے لیے آنکھیں کھولو اور کچھ سمجھو سیکھو روزِ محشر اللہ تعالیٰ کے ہاں اگر توحید ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی نہیں تو سمجھ لو، بنیاد ہی نہیں ہے اور جب بنیاد ہی نہیں تو پھر اِنسان کے دعوے کسی کام کے نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی توحید عطا فرمائے۔ آمین

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق بالحدیث

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی توحید اپنانے کے بعد میرے اور آپ کے کرنے کا دوسرا اہم ترین کام یہ ہے کہ ہم اُسی انداز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ساتھ محبت کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور حیا کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی حدیث کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا کرتے تھے، دنیا کا مال دیکھتے نہ اولاد دیکھتے اور نہ ہی کسی عہدے اور مفاد کی پروا کرتے، اُن کی نظر میں اور اُن کے دِل میں صرف ایک ہی بات ٹھہری ہوئی تھی کہ جان جاتی ہے تو جائے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ جائے اور ہمارے ہاں بڑے بڑے دین دار اِس قدر ضدی اور ہٹ دھرم ہیں کہ مسئلہ سمجھ آجانے کے باوجود بھی ساری زندگی حدیث پر عمل صرف اِس لیے نہیں کرتے کہ میرا پیر، میرے محلے کا مولوی اور میرا فرقہ مجھے اِس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی بہت زیادہ حیا تھی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے اپنا مکان فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کو اپنے مکان کے پانچ سو درہم مل رہے تھے اِسی دوران حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے ہمسائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابورافع رضی اللہ عنہ مکان فروخت کر رہے ہیں، تو اُنہوں نے کہا یہ مکان مجھے دے دو اور میں آپ کو اِس کا چار سو درہم دوں گا اور وہ بھی اکٹھے نہیں دے سکتا بلکہ چار سو درہم کی ادائیگی وقفے وقفے سے کروں گا۔ اِس پر ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا:

أُعطِيتُ خمسمائة نقدًا فمنعتُه

مجھے اس کے نقد پانچ سو درہم مل رہے ہیں لیکن میں نے نہیں لیے اور یہ آپ کو چار سو درہم میں دے رہا ہوں اور آپ نے ان کی ادائیگی ایک لمبے عرصے میں کرنی ہے تو میں یہ سارا کچھ اس لیے قربان کر رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب کوئی اپنا مکان فروخت کرے تو اُس کو خریدنے کا زیادہ حق اُس کے ہمسائے کا ہے اور فرمایا:

وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا بِعْتُكَهُ [1]

''اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے قریب کی چیز کا زیادہ حق دار ہے تو میں آپ کو کبھی فروخت نہ کرتا۔'' اللہ اکبر

یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حدیث رسول سے محبت کا رشتہ، کہ سو درہم بھی چھوڑ دیے اور ایک لمبے وقت کی مہلت بھی دے دی اور یہ سارا کچھ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی خاطر کیا اور ہمارے مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ اپنی جیب سے پیسے دے کر ہفتے بعد حدیث رسول کا جنازہ نکالتے ہوئے اپنی داڑھی کا قتل کرتے ہیں اور مقدس بال کوڑا کرکٹ میں پھینک دیتے ہیں۔ استغفر اللہ

یعنی اپنی حلال کمائی سے رسول اللہ ﷺ کے امر اور آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور لین دین کے معاملے میں مسلمانوں کی اکثریت حدیث کی خاطر ایک روپیہ بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے اس قدر زیادہ محبت اور آپ ﷺ کی حدیث سے اس قدر پیار تھا کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ اپنا آنکھوں دیکھا

[1] صحیح البخاری: 6977

واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کسی سفر پر تھے اور ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی تھے، اسی دوران ایک عورت اپنی اونٹنی پر سوار تھی کہ اُس کی اونٹنی نے اُسے پریشان کرنا شروع کر دیا۔ اُس نے غصے میں آ کر اُس اونٹنی پر لعنت کر دی، تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کی آواز کو سُن لیا اور فرمایا اس پر جو سامان ہے وہ رکھ لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ اب یہ اونٹنی برکت سے محروم کر دی گئی ہے اور اس پر لعنت کر دی گئی ہے۔ عورت نے جب رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سُنی تو فوراً سامان اُتار لیا اور اونٹنی کو چھوڑ دیا، حضرتِ عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَكَأَنِّي أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ، مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ [1]

گویا کہ میں اب اُس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگوں میں گھوم پھر رہی ہے اور کوئی اُس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

یہ تھی ایک عورت کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کہ اُس نے اپنی قیمتی اُونٹنی کو چھوڑنا گوارہ کر لیا لیکن رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو چھوڑنا پسند نہیں کیا..... آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیا ہم بھی اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا حیا کرتے ہیں.....؟

سونے کی انگوٹھی پھینکنے والا واقعہ تو آپ نے کئی بار پڑھا اور علما کرام سے سنا ہو گا لیکن ہم کہاں کھڑے ہیں.....؟

اللہ تعالیٰ کو ہم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا عقیدہ چاہیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان اور عمل چاہیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا حدیث رسول ﷺ سے پیار اور لگاؤ چاہیے۔

---

[1] صحیح البخاری:2595

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خلق خدا سے تعلق

کسی شخص کے بھی کامل ایمان والا ہونے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے، ایک تو وہ اللہ کی توحید کے معاملے میں بہت زیادہ حساس ہو اور پھر اُس کے دِل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور سنت کی شدید محبت ہو اور پھر وہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی مخلوق کے ساتھ حد درجہ حسن سلوک کرنے والا بھی ہو، وہ اپنی طاقت اور دولت کا غلط استعمال نہ کرے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ خوبی حد درجہ موجود تھی، وہ دولت کو اللہ کی مخلوق پر لٹا دینے والے تھے، تنگ دست کی تنگ دستی کا خیال رکھنے والے تھے اور اگر اُن سے کسی کے ساتھ نہ چاہتے ہوئے کوئی زیادتی ہو جاتی تھی تو وہ فوراً اُس سے معافی مانگتے ہوئے اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کرتے تھے۔

اس سلسلے میں تین واقعات آپ کے پیش خدمت کرتے ہیں تاکہ آپ کو اچھی طرح واضح ہو جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان کی کس بلندی پر فائز تھے.....؟

ایک دفعہ خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جمعہ کے خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے خادم سے فرمایا: صبح صدقے کے اُونٹ لے کر آؤ تاکہ وہ تقسیم کیے جائیں اور ہماری اجازت کے بغیر کوئی شخص بھی اونٹ لینے نہ آئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعلان کے بعد ایک عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ آپ بھی جاؤ اور اپنی ضرورت کے لیے ایک اونٹ لے آؤ۔ چنانچہ وہ شخص حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بغیر اجازت اور اطلاع کے اونٹوں والی جگہ میں داخل ہو گیا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ شخص بغیر اجازت کے داخل ہوا ہے تو آپ

وقت کے حکمران تھے، بڑے تھے۔ آپ نے ادب سکھلانے کے لیے اُس سے اُس کی مہار پکڑی اور ہلکی سی اُسے دے ماری۔

آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ نہ یہ ظلم ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی زیادتی۔ وقت کے خلیفہ کو اتنا حق تو پہنچتا ہے کہ وہ کسی نامناسب حرکت پر سرزنش کرے اور سزا دے لیکن اس سب کچھ کے باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو آپ نے اُس شخص کو بلایا اور فرمایا بھائی مجھ سے بدلہ لے لو، جو مطالبہ کرنا ہے کر لو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحم دلی اور تقویٰ دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ وقت کے خلیفہ ہیں اس طرح کا طریقہ جاری نہ کریں کہ کوئی عام شخص خلیفہ کو معمولی بات پر قصاص کے لیے اپنے سامنے کھڑا کر لے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے عمر!

فَمَنْ لِيْ مِنَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [1]

''قیامت والے دن اللہ سے مجھے چھڑانے والا کون ہوگا؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ حقیقت سُنی تو فرمانے لگے: اے ابوبکر! آپ اس شخص کو خوش کر دیں تاکہ یہ قیامت والے دن کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہ کر سکے، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ اونٹ، چادر اور دینار لے کر آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ ساری چیزیں اُس شخص کو دے دیں۔ اللہ اکبر

آپ اس واقعہ سے اندازہ لگا لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طاقت اور قوت کے باوجود اللہ کی مخلوق کے ساتھ کس قدر حسنِ سلوک کرنے والے تھے

[1] السنن الکبری للامام البیهقی: 49/8، إسناده حسن

اور وہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ اِس قدر اچھائی والا معاملہ کیا کرتے تھے، جبکہ ہمارے ہاں حالت کیا ہے.....؟ معمولی سا اختیار ملے تو ہم ہر چیز اُلٹا کر رکھ دیتے ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب ''الطبقات'' میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی خالہ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو بوریوں میں کم وبیش لاکھوں کی مالیت کا سامان بھیجا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجات کے متعلق حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے بہت زیادہ فضیلت بیان کی تھی، چنانچہ جب مال کی وہ بوریاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچیں تو اُنہوں نے اُس مال کو مساکین میں تقسیم کرنا شروع کر دیا، جس دن آپ اُس مال کو تقسیم کروا رہی تھیں اُسی دن آپ نے اللہ کی رضا کے لیے روزہ بھی رکھا ہوا تھا جب شام ہوئی تو سیدہ رضی اللہ عنہا خادمہ سے فرمانے لگیں میرے پاس افطاری کے لیے کوئی چیز لے آؤ تاکہ میں روزہ افطار کر لوں۔ جواب ملا کہ افطاری کے لیے کچھ بھی نہیں ہے، ایک کھجور تک بھی نہیں ہے اور ساتھ سیدہ کو کہا کہ آپ مال تقسیم کرتے ہوئے چند درہم رکھ لیتی جس سے گوشت خرید کر آپ روزہ افطار کر لیتیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں مجھے کیا خبر تھی یہ بات مجھے آپ پہلے بتلا دیتی۔ [1]

بالخصوص میری معزز مائیں اور بہنیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اِس حسن سلوک پر غور کریں اور اپنے کردار کا جائزہ لیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں.....؟ یہ پاک باز لوگ تو اللہ کی مخلوق کے لیے سب کچھ لٹا دیتے تھے لیکن افسوس! کہ ہم سب کچھ جوڑ کر بھی خوش نہیں ہوتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

---

[1] الطبقات للامام ابن سعد: 67/8، إسنادہ حسن

آج کوئی شخص کسی اپنے پیارے کو بھی اللہ کے لیے ایک روپیہ معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے پاس فراخی نہ ہونے کے باوجود تنگ دستوں کو اللہ کے لیے معاف کر دیا کرتے تھے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے کچھ پیسے لینے تھے لیکن وہ بیچارہ ہر دفعہ پیسے لینے والے صحابی کو دیکھ کر چھپ جایا کرتا تھا اور یہ سلسلہ جاری رہا، ایک دن ایسا بھی آیا کہ پیسے لینے والے صحابی کو اس بات کی خبر ہوگئی جس سے میں نے پیسے لینے ہیں وہ مجھے دیکھ کر چھپ جاتا ہے، چنانچہ اُنہوں نے اُس کو گھر سے باہر بلایا اور کہا کہ تو مجھے پیسے کیوں نہیں دیتا؟ اُس نے آگے سے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں وَكُنْتُ، وَاللهِ! مُعْسِرًا'' اور اللہ کی قسم! میں محتاج تھا، میں تنگ دست تھا، میرے حالات ٹھیک نہیں تھے، نہ میں آپ کے ساتھ جھوٹ بولنا چاہتا تھا اور نہ ہی آپ کے ساتھ وعدہ خلافی کرنا چاہتا تھا اس لیے مارے شرمندگی کے آپ کے متعلق سُن کر میں گھر میں چھپ جایا کرتا تھا، جب پیسے لینے والے صحابی نے تنگ دست صحابی کی یہ حالت دیکھی تو اُس کو بے عزت نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ آپ لوگوں کو پیسے لینے کا شوق ہوتا ہے اور دیتے وقت آپ لوگ بہانے کرتے ہو، اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی بلکہ کیا کیا؟ غور کریں!

فَأَتَى بِصَحِيفَتِهِ فَمَحَاهَا بِيَدِهِ، قَالَ: فَإِنْ وَجَدْتَ قَضَاءً فَاقْضِنِي وَإِلَّا، أَنْتَ فِي حِلٍّ فَأَشْهَدُ بَصَرَ عَيْنَيَّ هَاتَيْنِ وَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى عَيْنَيْهِ وَسَمْعَ أُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، وَوَعَاهُ

قَلْبِي هٰذَا وَأَشَارَ إِلَى مَنَاطِ قَلْبِهِ، رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللهُ فِي ظِلِّهِ))[1]

''اُس نے قرض نامے کا معاہدہ منگوایا اور اُس معاہدے کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور کہا: اگر تجھے با آسانی پیسے میسر آ جائیں تو دے دینا ورنہ میری طرف سے تجھے معاف میں اپنی اِن آنکھوں کو اور اپنے ان کانوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور میرے دِل نے اِس بات کو اچھی طرح یاد رکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا'' جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اُس کا قرض معاف کر دیا تو اُس کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے۔''

یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا ہمارا ایمان بھی ان جیسا ہے.....؟ کیا اللہ کی مخلوق کے ساتھ ہمارا رویہ بھی ان کی طرح ہے.....؟ اگر ہے تو اللہ کا شکر ادا کریں ورنہ اپنے آپ کی فکر کریں۔

اللہ کی قسم! بعض لوگوں کی کیسی بدبختی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان رکھنے کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان میں شک کرتے ہیں اور اُن کو ایمان سے خارج سمجھتے ہیں اور اپنی مجلسوں میں اُن کی شخصیات کے ساتھ ایسا ایسا بازاری مذاق کرتے ہیں کہ انسان اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ربّ تعالیٰ نے ہمیں صحابہ کا سچا وارث بنایا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُن جیسا ایمان بھی عطا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا خالص ایمان چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان رکھنے کی، اپنانے کی اور اُسی ایمان کو آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

[1] صحیح مسلم :3006



کردارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم



اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کائنات کی سب سے زیادہ چنیدہ، برگزیدہ اور پاکیزہ شخصیات کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بننے کی سعادت نصیب فرمائی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے شمار صفات اور کمالات کے مالک ہیں اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وعظمت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات کا تذکرہ عرش وفرش کے مالک نے اپنے قرآن میں کیا ہے تو کل کائنات کے تاجدار ﷺ نے اپنے فرمان میں بھی کیا ہے۔

میں آپ کی خدمت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صرف ایک خوبی پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ ایک خوبی ایسی ہے کہ آج جو مسلمان اس خوبی کو اپنائے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں اس کے اردگرد اکٹھی کردیں گے۔ وہ خوبی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دل کے بہت پاکیزہ لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل محبتِ الٰہی سے سرشار، خوفِ خدا سے مزین، ایسے نکھرے اور صاف ستھرے پاکیزہ دل تھے۔

آج کل بعض لوگ دعویٰ تو اہل بیت کی محبت کا کرتے ہیں لیکن وہ آل رسول رضی اللہ عنہم کی چھتری تلے بیٹھ کر دن رات یہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان نہیں تھا اور انہوں نے صرف مفاد کیلئے اوپر سے کلمہ پڑھا تھا کیونکہ رب تعالیٰ کو پتہ تھا کہ ایسے بے رحم لوگ بھی پیدا ہوں گے جو اس امت کے اولین مقدس گروہ کے دلوں کو بھی ایمان سے خالی قرار دیں گے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ نورِ ایمان اور حلاوتِ ایمان سے بھرے ہوئے ہیں۔

آج ہمارے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ ان میں ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ ان کے دل ہمہ وقت فکرِ آخرت سے سرشار رہتے تھے جب کہ ہم میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ ہمارے دل دنیا کی شہوات اور دنیا کے شبہات میں اٹے رہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت اپنے دلوں کو محبتِ الٰہی کی مشق کراتے رہتے تھے جب کہ ہم بظاہر نیکیاں کرنے کے باوجود دل کے معاملے میں اتنے ناکام ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنے دلوں میں جگہ دے کر ہمیشہ اس پر کُڑھتے اور سڑتے رہتے ہیں۔

آج ہمارے دل قدم قدم پر بدلتے ہیں اور ان میں نفرت اور کدورتوں کا عالم یہ ہے کہ ہمارے دل، دل نہیں ہیں بلکہ کباڑ خانے اور شیطانی گودام ہیں۔

اللہ کے بندو، آؤ.....!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہر حال میں اپنے دلوں کا رخ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رکھیں، یہ کامیابی کا راز ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ سورۃ الفتح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اپنی محبت کے سچے جذبات دیکھ کر ان پر اپنی سکینت کو نازل کر دیا اور سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کا

امتحان لیا اور وہ تقویٰ کے پیپر میں اس قدر اعلیٰ نمبروں میں پاس ہوئے کہ میں نے ان کے لیے مغفرت کی ڈگری جاری فرما دی اور بطورِ انعام ان کو اپنی رضا اور خوشنودی عطا کر دی ہے۔

سوچو! اگر آج ہمارے دلوں کا امتحان ہو.....؟ کیا ہم مغفرت کی ڈگری پائیں گے یا اللہ کے عذابوں کے حقدار ٹھہریں گے.....؟

آیئے.....! اگر آپ واقعۃً مغفرت کی ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہر حال میں اپنے دلوں کو اللہ کے حوالے کر دیں، غریبی ہو یا امیری، زمین کی تہہ ہو یا تاج و تخت کی بلندی، ہر موقعے پر اپنے دلوں کا رخ اللہ کی طرف رکھیں۔ حالات کے بدلنے سے دلوں کا بدل جانا اور اللہ کی محبت سے خالی ہو جانا یہ بڑی ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوبی کو قرآن کریم میں اس قدر دلنشین انداز میں بیان فرمایا ہے:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۔ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ [1]

”لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دی اور اس محبت کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی سے نفرت پیدا کر دی، ایسے لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں، یہ اللہ کا فضل اور اس کا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والے ہیں۔“

[1] حجرات: 7-8

غربت کی گھڑی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل

آپ نے دیکھا ہوگا کہ غربت کے دنوں میں لوگ اپنے دلوں کو محنت مزدوری اور مال کی تلاش میں اس طرح لگاتے ہیں کہ دلوں میں اللہ کی محبت رہتی ہے نہ اللہ کا خوف رہتا ہے۔ آج اپنے معاشرے کا سروے کرلیں! اکثر غریب لوگ صرف اور صرف دنیا میں ہی دل لگائے بیٹھے ہیں ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کوئی فکر نہیں، جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی بڑی تنگیاں دیکھیں، فقر و فاقے نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا' لیکن پھر بھی ان کے دل اللہ کی طرف متوجہ رہے اور ہر وقت آخرت کی فکر میں لگے رہے۔ اگر ہم اپنے حالات کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غربت کا تقابل کریں تو ان کے مقابلے میں ہماری زندگی شہزادوں جیسی ہے۔ ان کی حالت تو یہ تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود بیان کرتے ہیں:

مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ [1]

''ہمارے پاس جوتے تھے، نہ موزے، ٹوپیاں تھیں نہ قمیصیں۔''

لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کے دلوں میں اللہ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ وہ دن رات دین سیکھتے اور حکم ملنے پر ننگے پاؤں میدانِ جہاد میں نکل جاتے۔ امام المحدثین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحابِ صُفّہ کی غربت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ ، إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا

[1] صحیح مسلم:925

يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ [1]

میں نے اہل صفہ میں سے ستر طلبہ کو دیکھا' ان میں سے کسی کے پاس جسم کے اوپر کا حصہ چھپانے کے لیے چادر نہ تھی، کسی کے پاس نچلا دھڑ چھپانے کے لیے چادر ہوتی تو وہ اسے اپنی گردنوں میں باندھ لیتے، وہ کپڑا کسی کی آدھ پنڈلی تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور وہ اس کو اپنے ہاتھ سے اکٹھا کر کے رکھتے تا کہ ان کا ستر ننگا نہ ہو۔"

اس سب کچھ کے باوجود ان میں خوبی یہ تھی کہ ان کے دلوں میں صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت تھی، غربت کی وجہ سے کبھی بھی دین سے پیچھے نہ رہے، بلکہ ایک دفعہ تو کچھ غرباء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہو کر نبی ﷺ کے پاس آ گئے اور آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! مالدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آخرت کمانے میں ہم سے آگے نکل گئے ہیں، اب اگر اللہ نے ہمیں مال نہیں دیا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے.....؟ دل تو ہمارا بھی چاہتا ہے کہ ہمارے پاس مال ہو اور ہم اسے اللہ کی راہ میں خرچ کریں..... چنانچہ آپ ﷺ نے ان کو نماز کے بعد والی تسبیحات بتلائیں' لیکن مالدار صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی وہ تسبیحات پڑھنی شروع کر دیں تو غرباء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک بار پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تسبیحات تو مالدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی پڑھنی شروع کر دی ہیں۔ اس طرح تو وہ پھر ہم سے آگے نکل گئے.....

آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے میرے پیارے صحابہ! اب اس

[1] صحیح البخاری:442

میں، میں کیا کر سکتا ہوں، مال اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔[1]

غربت کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل کبھی نیکی سے سیراب نہیں ہوتے تھے، بلکہ وہ نیکیوں میں اور آگے بڑھنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔ ہم ہیں کہ حالات کی تنگی میں سب ذکر، اذکار چھوڑ بیٹھتے ہیں اور ہمارے دل ہمہ وقت مایوسیوں کے گڑھے بنے رہتے ہیں۔

آج کئی غریب معمولی آفر ملنے پر اپنے دلوں کا رخ ناجائز اور حرام کاموں کی طرف کر دیتے ہیں اور ان کا یہ ذہن ہوتا ہے کہ کچھ نہ کچھ آنا چاہیے۔ حلال طریقے سے آئے یا حرام سے، جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایک خاص خوبی یہ تھی کہ حد درجہ تنگی کے باوجود ان کی نگاہیں اور ان کے دل حرام کی طرف دیکھا بھی نہیں کرتے تھے۔

آیئے.....! میں آپ کی ملاقات ایک ایسے غریب صحابی سے کراؤں، جن کی غربت کا عالم یہ ہے کہ وہ جنگل میں اپنے مالک کی بکریاں چراتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو آپ نے اس غریب صحابی کو دسترخوان پر کھانا کھانے کی دعوت دی، وہ غریب صحابی جواب میں کہنے لگا، میں روزے کی حالت میں ہوں، میں نے روزہ رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: اللہ کے بندے! اتنی سخت گرمی میں.....؟ اور صحرا کی تپتی ہوئی لُو.....؟ پھر بھی تو روزے سے ہے

وہ جواب میں کہنے لگا: حضرت.....! میں دنیا کے ان دنوں میں اپنے اللہ کی ملاقات کے لیے تیاری کر رہا ہوں۔

---

[1] صحیح البخاری:843، صحیح مسلم:595، سنن ابی داود:927

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس غریب صحابی کا جواب سن کر حیران ہو گئے اور بطورِ امتحان آپ کے ذہن میں ایک بات آئی کہ دیکھتے ہیں کہ یہ شخص واقعۃً اس قدر اللہ والا اور متقی ہے.....؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: ایسے کرو کہ ان بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں دے دو، ہم دو کام کریں گے۔

☆..... نُعْطِيْكَ ثَمَنَهَا ''ہم تجھے اس کی نقد قیمت بھی دیں گے، جو تیرے کام آئے گی اور جس سے تیری مالی پوزیشن بہتر ہوگی۔

☆..... وَنُعْطِيْكَ مِنْ لَحْمِهَا ''اور ہم تجھے اس بکری کا گوشت بھی دیں گے، جس سے تو مزے مزے سے روزہ بھی افطار کر لینا اور بعد میں بھی اسے کھاتے رہنا۔

صحرا میں یہ چرواہا صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی باتیں سن کر کہنے لگا:

اِنَّهَا لَيْسَتْ لِيْ بِغَنَمٍ ، اِنَّهَا غَنَمُ سَيِّدِيْ

''یہ میری بکریاں نہیں ہیں بلکہ یہ تو میرے مالک کی بکریاں ہیں۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مالک کی کیا بات ہے، اس کے سامنے چھوٹا سا جملہ بول دینا، اس سے تیری جان بخشی ہو جائے گی، اسے کہنا کہ اَكَلَهُ الذِّئْبُ ''اس کو بھیڑیا کھا گیا تھا'' غریب چرواہا صحابی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بول سن کر تھوڑا سا پیچھے ہٹا اور اپنی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہنے لگا: اَيْنَ اللّٰه.....؟ میں اپنے مالک کو تو جھوٹ بول کر مطمئن کر لوں گا، مجھے یہ بتاؤ کہ اللہ کہاں ہے.....؟

غریب صحابی کے منہ سے یہ جملہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان تازہ ہو گیا اور آپ کافی دیر تک یہی پڑھتے رہے اے چرواہے تو نے کیا خوب کہا:

اَيْنَ اللّٰهُ ... اَيْنَ اللّٰهُ ... اَيْنَ اللّٰهُ... ؟

پھر جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینے پہنچے تو اس غریب غلام صحابی سے بکریاں خریدیں اور انہیں خرید کر آزاد کر دیا اور سب بکریاں اسی متقی صحابی کو تحفے میں دے دیں۔

امیری کے دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل

مال کی کثرت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں سے اللہ کی محبت کم نہ کر سکی، بلکہ پانی کے سیلاب کی طرح اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرتے ہوئے اپنے عملی کردار سے یہ ثابت کر گئے کہ اے ہمارے مولا! یہ سب کچھ تیرا ہی دیا ہوا ہے اور ہم نے تیری ہی راہ میں لٹا دیا ہے۔

آج ہم میں سے کسی شخص کے پاس چار پیسے آجائیں تو وہ کسی دوسرے کو انسان تک نہیں سمجھتا بلکہ رب العالمین کا باغی بن جاتا ہے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاکیزہ دلوں پر قربان جائیں کہ وہ مال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے اور قریب ہو گئے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح امین ترین صحابی تھے کے بیٹے ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ابو جان نے روزہ رکھا ہوا تھا تو آپ کے پاس افطاری کے لیے پھل فروٹ اور کھانا لایا گیا۔ ابو جان اسی دوران باتیں کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ بہتر تھے، ان کے کفن کے لیے صرف اور صرف ایک چادر میسر آئی، جو اس قدر نا کافی تھی کہ اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پیر ننگے رہ جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔

آج فراوانی کا عالم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھانے پینے کی بے شمار نعمتیں

عطا کی ہیں، اے اللہ کے بندو! کہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی ہمیں ہماری نیکیوں کا بدلہ تو نہیں دے دیا.....؟ اتنی بات کی

ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ [1]

''پھر رونا شروع ہو گئے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔'' اللہ اکبر

قارئین کرام.....!

آپ اندازہ لگائیں کہ انواع واقسام کے کھانے کے دسترخوان پہ بیٹھ کر بھی ان لوگوں کے دلوں کا رخ کس طرف تھا.....؟ آپ کو بھی بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ طرح طرح کے نفیس کھانے تناول کرنے کا موقع ملا ہوگا اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ کھانے کی میز پر لوگوں کا دل اس قدر غافل ہوتا ہے کہ شروع کی دعا یاد رہتی ہے نہ ہی کھانے کے آخر میں مسنون دعا پڑھی جاتی ہے۔

امام المحدثین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد میری زوجات کا خیال رکھے اور ان کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔

مستدرک حاکم کی یہ صحیح حدیث جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے

فَاَوْصٰى لِاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَدِيْقَةٍ بِيْعَتْ بَعْدَهٗ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفَ دِيْنَارٍ [2]

[1] صحیح البخاری، الجنائز: 1274 [2] مستدرک حاکم: 312/3 باشراف الزعشلی

''امہات المومنین رضی اللہ عنہا کے لیے ایک پورے باغ کی وصیت کردی چنانچہ اس باغ کو آپ کے بعد چالیس ہزار دینار کا بیچا گیا اور وہ ساری رقم امہات المومنین رضی اللہ عنہا میں تقسیم کردی گئی۔''

موجودہ دور میں چالیس ہزار دینار کو پاکستانی کرنسی میں تبدیل کیا جائے تو یہ رقم تقریباً (آٹھ کروڑ) کے قریب پہنچتی ہے۔

یہ تھے وہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کہ جنہوں نے بے تحاشا دولت پا کر بھی اس کو اللہ کی راہ میں لٹایا اور درہم و دینار کی ریل پیل ان کے اخلاص اور اخلاق میں کوئی تبدیلی نہ پیدا کر سکی۔

اعلیٰ منصب اور تاج و تخت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل

ہمارے ہاں اگر کسی شخص کو اچھی ملازمت اور اعلیٰ عہدہ مل جائے تو اس کے چہرے کے تیور اور دل کے دھڑکنے کے انداز ہی بدل جاتے ہیں، وہ اپنے آپ کو بااختیار سمجھ کر اپنے دل کو دنیا میں لگالیتا ہے' کئی لوگ تو کسی بااختیار عہدے پر پہنچتے ہی حلال و حرام کی تمیز بھی مٹا دیتے ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قربان جائیں کہ تاج و تخت پہ بیٹھ کر بھی ان کے دلوں کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رہا۔

اس سلسلے میں آپ امام المومنین، خلیفہ بلافصل، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے رو پڑتے تھے اور آپ کے بارے میں صحیح البخاری سمیت دیگر کتب تاریخ میں واضح الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حد درجہ رقیق القلب اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بہت زیادہ رونے والے تھے۔

اہل تاریخ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہی لکھا ہے کہ آپ ہمہ وقت اپنے اللہ کی طرف ہی متوجہ رہتے تھے، ساری زندگی ناجائز کاموں کو اپنے قریب تک نہ آنے دیا، ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیت المال میں آپ کا کیا حق ہے.....؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: صرف دو جوڑے، ایک سردی کے لیے اور ایک گرمی کے لیے اور دو چادریں، حج اور عمرے کے لیے۔

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو معالجین نے آپ کے لیے شہد تجویز کیا کہ آپ کو شہد دیا جائے تو صحت مند ہو جائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر سے شہد نہ ملا، پھر بیت المال دیکھا گیا تو وہاں شہد موجود تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی کمیٹی کو بلایا اور آپ نے ان سے درخواست کی کہ میری بیماری بڑھ رہی ہے اور شہد کے چند چمچ لینے سے معاملہ بہتر ہو سکتا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں بیت المال سے چند چمچ شہد لے لوں.....؟ ورنہ مجھ پر شہد لینا حرام ہے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے چند چمچ شہد کے لے لیے۔ اللہ اکبر!

قارئین کرام.....!

آپ اس واقعہ سے اور اس جیسے سینکڑوں واقعات سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاج و تخت اور اعلیٰ منصبوں پر بیٹھ کر بھی اپنا دل دنیا سے نہیں لگایا بلکہ ان کے دل جب بھی دھڑکتے تھے تو ان سے خوفِ خدا ہی کی صدا نکلتی تھی۔

اُن لوگوں کے دلوں کی کیفیت کیسی پیاری اور پاکیزہ تھی کہ ہر پل ان کے دل

کا رخ اللہ ہی کی طرف رہتا تھا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جنگِ قادسیہ کے لیے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اہلِ فارس کی طرف بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کو چند نصیحتیں فرمائیں۔ ان نصیحتوں میں سے کچھ حصہ تحریر کر دیتا ہوں، جس سے آپ اچھی طرح جان لیں گے کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں میں سوائے اللہ کی ہیبت اور محبت کے کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا:

..... میں موجودہ سارے لشکر کو اللہ سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں اور یاد رکھو! ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کے لیے سب سے بڑا ہتھیار تقویٰ ہے، مسلمان آلاتِ حرب وضرب کی بنیاد پر فتح حاصل نہیں کرتا، بلکہ تقویٰ کی بنیاد پر ان کی مدد کی جاتی ہے' اور یاد رکھو! دورانِ سفر گناہوں کے قریب تک نہ جانا' کیونکہ ہمارا سب سے پہلا اور اصلی دشمن گناہ ہے۔ جب مسلمانوں کی صفوں میں گناہ آجائے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنا چھوڑ دیتا ہے' کافروں کی مقابلے میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد صرف اور صرف اس لیے کرتے ہیں کہ کافر گناہ کرتے ہیں اور مسلمان گناہ نہیں کرتے، اگر مسلمان بھی گناہ شروع کر دیں تو اللہ کی مدد اٹھ جاتی ہے اور دشمن اپنی ظاہری قوت کی وجہ سے غالب آجاتا ہے..... اللہ کی راہ میں نکلنے والو! فرشتوں کا حیا کرنا، جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لیے فرشتوں کے جتھے مقرر فرما دیتے ہیں۔ [1]

آپ ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے، یاد رکھو! آج ہم امریکہ کے سامنے صرف اور صرف

---

[1] تاریخ الرسل واللوک للطبری: 315/4, التاریخ الاسلامی: 374/10
الفاروق لمحمد رشید: 119,120

اس لیے ذلیل ہیں کہ ہم گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، ہر طبقے کا ہر شخص کسی نہ کسی رنگ میں ضرور بالضرور گناہوں میں ملوث ہے اور ہمارے ملک میں ہر قسم کے گناہوں کے اڈے موجود ہیں۔

☆.....شرک کے اڈے

☆.....بدعت کے اڈے

☆.....زنا کے اڈے

☆.....شراب کے اڈے

☆.....رقص وسرود اور ڈانس کے اڈے

غرض کہ جوا اور سود سمیت تقریباً تمام کبیرہ گناہوں کے مراکز ہمارے ملک میں موجود ہیں اور ان مراکز کو حکومت کی پشت پناہی حاصل ہے۔ جب تک یہی حالت رہے گی امریکہ اپنی غنڈہ گردی سے باز آئے گا نہ ہی ہم بھارت کی شر انگیزیوں سے محفوظ رہ سکیں گے.....

اگر آپ کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے دلوں کو گناہوں سے پاک کرو، اپنے گھروں کو گناہوں سے پاک کرو، اپنے بچوں کو گناہوں سے بچاؤ اور جہاں جہاں ممکن ہو، گناہوں کو مٹاتے ہوئے نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔ ان شاء اللہ الرحمن دنیا کی کوئی باطل قوت آپ کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

بیماری کے دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کا کمال ہی یہ تھا کہ وہ ہمیشہ اللہ ہی کی طرف متوجہ رہے ہیں، بیماری کے دنوں میں بڑے بڑے لوگ گلے شکوے کرنے پر اتر آتے

ہیں اور حرام چیزوں سے بھی علاج معالجہ کروانا ضرورت سمجھتے ہیں لیکن اصحاب رسول ﷺ ایسے پاکیزہ لوگ تھے کہ بیماری کے دنوں میں بھی انہوں نے اللہ کی فکر کی ہے اور اپنی جنت کی فکر کی ہے۔

عطاء بن رباح رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں.....؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ نے ایک کالی بڑھیا کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اس نے رسول اللہ ﷺ سے جنت کی بشارت پائی ہے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں بیمار ہوں میرے لیے دعا فرمائیں! آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو صبر کرے گی تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو کہتی ہے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں اللہ تجھے عافیت دے دے گا۔ جب انتہائی سخت بیمار صحابیہ رضی اللہ عنہا نے جنت کا سنا تو اس کے دل کی کیفیت جنت کی طرف مائل ہو گئی اور کہنے لگی: اللہ کے رسول! میں صبر کروں گی۔[1] اللہ اکبر!

آپ غور فرمائیں کہ اُن پاکیزہ لوگوں کے دلوں کی نگاہیں بیماری کے عالم میں بھی اللہ کی جنت کی طرف رہیں۔ سبحان اللہ!

آگ کا سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل

آج ہم عذاب قبر کی بے شمار احادیث سنتے اور اس حوالے سے کئی ایک واقعات پڑھتے ہیں لیکن ہماری ضد، ہٹ دھرمی میں کوئی فرق نہیں آتا، جہنم کی ہولناکیوں پر مشتمل آیات کا سننا سنانا ہمارا معمول ہے لیکن ہمارے دلوں کی سختی جوں کی توں رہتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے عظیم لوگ تھے کہ آگ

[1] صحیح البخاری: 5652

کے ایک انگارے کا سن کر ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے، ان کا وراثت کا کوئی جھگڑا تھا اور وہ دونوں وراثت کے مال کے دعوے دار تھے، لیکن ان دونوں کے پاس کوئی دلیل تھی نہ ہی کوئی گواہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جھگڑے والی باتیں سن کر بہت ہی جامع مگر مختصر وعظ فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّمَا تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوٍ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا إِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ [1]

''میں بشر ہی ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی بات بیان کرنے میں زیادہ تیز ہو اور میں اس کی باتوں کی وجہ سے فیصلہ اس کے حق میں کر دوں، حالانکہ وہ حقدار نہیں تھا، کوئی شخص اس طرح کسی کا حق نہ لے کیونکہ اس کو میں نے کسی کا حق نہیں دیا بلکہ جہنم کی آگ کا ٹکڑا دیا ہے۔''

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لبوں سے ابھی یہ الفاظ جدا ہی ہوئے تھے' فَبَكَى الرَّجُلَانِ ''کہ دونوں آدمی رو پڑے'' اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا: بھائی میرا کچھ مطالبہ نہیں ہے تم یہ سارا مال وراثت لے لو، دوسرا کہے: نہیں تم لے لو۔ پہلے جھگڑا حق لینے کا تھا اب جھگڑا

[1] سنن ابی داود: 3584

حق دینے پر ہو گیا۔

غور فرمائیں کہ ایک لفظ ''نار'' سے دلوں میں کیسے انقلاب پیدا ہو گیا۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کرو کہ قرعہ ڈال لو، جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ مال رکھ لے اور دوسرا اس پر خوش ہو جائے۔ اللہ اکبر!

آخری سانسوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل

انسان کا ایمان جس قدر بھی زیادہ مضبوط کیوں نہ ہو، موت وحیات کی کشمکش میں اس کے دل کا رخ اپنی آل واولاد اور مال وزر کی طرف ہو ہی جاتا ہے، بلکہ ایسا ہونا ایک فطرتی عمل ہے، لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے نفیس دلوں پر قربان جائیں کہ موت وحیات کی کشمکش میں بھی ان کے دل دھڑکتے تھے تو آخری سانسوں سے اللہ اور اس کے رسول کی محبت نظر آتی تھی..... اس بات کا اندازہ آپ اس ایمان افروز واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔ جنگِ احد والے دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور کہا: اگر تم اسے پالو:

فَاقْرَأْهُ مِنِّيَ السَّلَامَ وَقُلْ لَّهُ يَقُوْلُ لَكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَيْفَ تَجِدُكَ ؟

تو میرا سلام کہنا اور ساتھ کہنا کہ اللہ کے رسول تمہاری حالت دریافت کرتے ہیں.....؟

حضرت زید رضی اللہ عنہ شہداء سے گزرتے ہوئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے بالآخران تک پہنچ گئے تو کیا دیکھا کہ آپ کا چہرہ اور سینہ مبارک کئی زخموں سے چھلنی ہے اور موٹے موٹے زخم تقریباً ستر کے قریب ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ

نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پیش کیا اور ساتھ کہا: آپ علیہ السلام آپ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ کیسے ہو.....؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے موت وحیات کی کشمکش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے زید! پیغمبر علیہ السلام کو میرا اسلام کہنا اور ساتھ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے وعدے سچے کر دیئے ہیں' میں دنیا سے جا رہا ہوں اور اَجِدُ رِیْحَ الْجَنَّةِ ''جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔'' اور ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے نام پیغام چھوڑتے ہوئے کہا:

اے زید! میری قوم انصار سے کہہ دینا کہ سعد جاتے وقت کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر طرح خیال رکھنا، اگر تمہاری زندگی میں دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے تو قیامت کے روز تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہی آخری جملے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی روح پرواز کر گئی۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے نفیس لوگ تھے کہ اکھڑتی سانسوں اور بند ہوتی دھڑکنوں میں بھی ان کے دل محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہیں۔ زندگی کے آخری لمحات میں بھی ان کے دلوں کے رخ عرش والے خدا کی طرف ہیں یا فرش والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہیں۔

آج اس پرفتن دور میں لوگ اللہ کے دین پر حملہ کر رہے ہیں، اسلامی تعلیمات پر سخت وار کر رہے ہیں، کہیں انکارِ حدیث کا فتنہ اور کہیں انکارِ سنت کی سازشیں، ملحد

---

[1] مستدرک حاکم، الصحابہ، سعد بن ربیع، مستدرک حاکم: 3/201، اس واقعہ کو ابن ہشام اور الشیخ الاکرم العمری نے 'السیرۃ النبویۃ' میں بھی نقل فرمایا ہے اور اس کی سند حسن ہے

اور زندیق قسم کے اسکالرز، اسلام کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں، ایسے حالات میں آپ کے ذمہ لازم ہے کہ آپ اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے خالص دین کے لیے وقف کردیں، دینی مدارس آباد کردیں، اپنے بچوں کو حدیثِ رسول کا پہرے دار اور سنت رسول کا چوکیدار بنائیں..... اگر آپ لوگوں نے اس بات کی طرف توجہ نہ کی تو کل کو آپ کی آنے والی نسل بگڑے گی وہاں آپ کو قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں جواب دینا بھی مشکل ہوگا۔ آپ حیران ہوں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو درکنار صحابیات رضی اللہ عنہن کے دلوں کی کیفیت صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں سے بڑھ کر پاکیزہ تھی، وہ پاکیزہ مائیں ہی تھیں کہ جنہوں کی گودوں میں اسلام کے جوانوں نے پرورش پائی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بنو دینار قبیلے کی ایک عورت کے پاس سے گزرے اس کا باپ اس کا شوہر اور اس کا بھائی میدان جہاد میں تینوں شہید ہو چکے تھے، جب ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو اس نے سب سے پہلے یہی پوچھا:

مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ؟

"رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے.....؟"

جواب میں کہا گیا کہ آپ ﷺ باحفاظت اور ٹھیک ہیں، لیکن اس عظیم صحابیہ کے دل کو تسلی نہ ہوئی، بے چینی سے ایک بار پھر وہ کہنے لگی: مجھے دکھاؤ! جب تک میں تاجدار مدینہ کو دیکھ نہ لوں گی مجھے سکون نہیں آئے گا، چنانچہ آپ ﷺ کی طرف اشارہ کیا گیا، جب اس نے دیکھا تو ایسا تاریخ ساز جملہ کہا کہ قیامت تک کے آنے والے تمام فصحاء و بلغاء کو حیران کردیا:

كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ [1]

''ہر مصیبت آپ ﷺ کے بعد معمولی ہے۔''

یعنی اے مدینے والے مرشد! اگر آپ خیریت سے ہیں تو پھر ہمیں بڑے سے بڑے غم کی بھی کوئی پروا نہیں.....

اللہ کے حضور دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو بھی اپنے دلوں کو ایمانی، اسلامی اور نورانی دل بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



[1] تاریخ الرسل والملوك للطبری، تاریخ الاسلام للذهبی، البدایة والنهایة الکامل فی التاریخ، الشفا للقاضی عیاض، اس کی سند حسن ہے



بعض اختلافی مسائل میں
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف



ہم اللہ کی توفیق اور اس کے خاص فضل سے اہل الحدیث ہیں۔ ہمارا دستور، منشور اور منہج بالکل وہی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اہل حدیث ہیں۔ کیونکہ آپ ہدایت اور کامیابی کے لیے قرآن وحدیث ہی کو بنیاد سمجھتے تھے اور الحمدللہ اہل حدیث کا بچہ بچہ قرآن وحدیث ہی کو ہدایت اور نجات کی اساس اور بنیاد سمجھتا ہے۔ بعض لوگ محض ضد اور حسد کی بنیاد پر ہماری مخالفت کرتے ہیں جب کہ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت کے تمام اصولوں کے ساتھ نوازا ہے۔

٭..... ہم بزرگوں کی حیا کرتے ہیں لیکن ان کی عقیدت کا نام لے کر شرک نہیں کرتے۔

* ..... ہم تمام ائمہ کرام کا احترام کرتے ہیں لیکن دین کا امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی سمجھتے ہیں۔

* ..... ہم آل محمد اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت ہی نہیں بلکہ والہانہ عقیدت بھی رکھتے ہیں، لیکن ان کی شہادتوں پر من گھڑت افسانے سنا کر ان کے خون کی تجارت نہیں کرتے۔

* ..... ہم ہر ایک کو وہی مقام دیتے ہیں جو قرآن وحدیث نے انہیں دیا ہے۔

آج میں آپ کے سامنے ایک سچی حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت اہل حدیث کو دلائل کا غلبہ اس قدر زیادہ حاصل ہے کہ ان کے پاس قرآن وحدیث کی واضح نصوص کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتیں اور اقوال بھی موجود ہیں جو اس بات کو روز روشن کی طرح واضح کر دیتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث اپنے قول وعمل کے ساتھ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سچی وارث ہے۔

مسلکِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیا مراد ہے.....؟

ہمارے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم وحی کے وارث، دین کے داعی، پوری امت کے سچے محسن اور عزت وعظمت کے اس قدر بلند مقام پر فائز ہیں کہ ان نفوس قدسیہ کا ذکر سنتے ہی ایک سچے مسلمان کی آنکھیں جھک جاتی ہیں۔

مسلکِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف اور نظریہ ہے کہ کسی مسئلہ کے بارے میں ان کی رائے اور ان کا خیال کیا تھا.....؟ چونکہ ہم اپنے تمام بنیادی عقائد اور فروعی اختلافی مسائل میں کتاب وسنت سے واضح دلائل رکھتے ہیں لیکن اتمام حجت کے لئے بعض اہم مسائل پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال بطورِ

تائید مزید احاطۂ تحریر کرنا چاہتا ہوں تا کہ یہ مسئلہ واضح ہو جائے کہ جو مسلک کتاب وسنت کی حامل جماعت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا وہی مسلک آج اللہ کی زمین پر اہل الحدیث کا ہے۔ الحمدللہ علی ذلک

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ ہدایت ہیں

جو آیت آغازِ مضمون میں تحریر کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کا معیار قرار دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا تھا کہ میری امت کئی فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی سب آگ میں جائیں گے سوائے اس جماعت کے جو اس منہج پر ہوگی جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی کا تاریخ ساز جملہ بول کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صداقت اور ہدایت کا معیار قرار دیا ہے۔

الحمدللہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ آخری صحابی حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ تقریباً 107 سال کی عمر پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سو سال بعد 110ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تک کوئی صحابی قبر پرست تھا نہ ہی تقلید پرست تھا اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ماتم کا تصور پایا جاتا تھا۔

آج الحمدللہ اہل الحدیث بھی قبر پرست ہیں نہ ہی تقلید پرست اور نہ ہی جشن اور ماتم کے جلوس نکالنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اولئک ھم المفلحون، صادقون اور مھتدون، جیسے عظیم القابات سے یاد فرمایا ہے۔

آیئے.....!

فرقہ واریت کا ناسور ختم کرنے کے لیے چند اختلافی مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک ملاحظہ فرمائیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سچے وارث بنیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر دل یا ہر جگہ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات عرش پر ہے، رہا سوال کہ عرش پر کیسے ہے؟ تو اس کا سادہ سا خوبصورت جواب یہی ہے کہ وہ عرش پر ایسے ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے.....اس پر قرآن وحدیث سے بے شمار دلائل ہیں اور یہی مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے، آج یہی مسلک اہل حدیث کا ہے۔

فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَلْعَرْشُ فَوْقَ الْمَاءِ وَاللّٰهُ فَوْقَ الْعَرْشِ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ اَعْمَالِكُمْ

عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے اور اس پر تمہارے اعمال میں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ [1]

ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے:

فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: زَوَّجَكُنَّ اَهَالِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ [2]

''سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات رضی اللہ عنہن پر فخر کیا کرتی تھیں،

---

[1] العلو للعلی الغفار:173 صححہ البانی فی کتابہ مختصر العلو

[2] صحیح البخاری:7420

کہتی تھیں: تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی ہے اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کی ہے۔"

ان واضح الفاظ کی جھوٹی تاویل ضدی اور گمراہ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوا، اللہ کی ذات کے بارے جو عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے وہی اہل حدیث کا ہے۔

علمِ غیب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

عالم الغیب ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اسی بات کا علم ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ آپ کو وحی کے ذریعے بتلاتے ہیں، اس پر قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں لیکن آپ مسلکِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملاحظہ فرمائیں، صدیقہ کائنات ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ [1]

جس نے تجھ کو بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے، پس تحقیق اس نے جھوٹ بولا، وہ یہی کہتے تھے: اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق آپ فیصلہ کریں کہ سچا کون ہے.....؟ اور جھوٹا کون ہے.....؟ اور جو ماں کی بات کو نہ مانے وہ کون ہے.....؟

قبر پرستی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

دین اسلام میں پختہ قبر بنانا جائز نہیں، چہ جائیکہ قبروں پر بڑے بڑے مزار

---

[1] صحیح البخاری:7380

اور بلند و بالا خانقاہیں کھڑی کر دی جائیں اور لوگوں کو شرک کا اڈہ مہیا کر دیا جائے۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ساری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر سجدہ کیا نہ ہی اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا رخ کیا، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اونچی اور پختہ قبروں کو گرا دیا کرتے تھے۔

خلیفۃ المسلمین حضرت امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالہیاج رحمہ اللہ کو فرمایا: کیا میں تجھے ایسے کام پر نہ بھیجوں کہ جس کام پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا اور وہ کام یہ ہے:

أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ [1]

''یہ کہ تو ہر بڑی تصویر کو مٹا دے اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دے۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی بیماری کے ان ایام میں فرمایا جن میں آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی:

اُلْحِدُوْا لِيْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَيَّ اللَّبِنَ كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [2]

تم میرے لیے لحد والی قبر تیار کرو اور مجھ پر کچی اینٹیں استعمال کرنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔

آج درباروں کی کمائی کھانے والوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

[1] صحیح مسلم:966 [2] ایضاً:969

قبروں کی کمائی کھایا کرتے تھے.....؟ قبروں کے متعلق جو عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا وہی اہل حدیث کا ہے۔ ہم اپنے اکابر سے محبت تو بہت زیادہ کرتے ہیں لیکن ان کی قبروں پر گنبد کھڑے کر کے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم سے بے وفائی نہیں کرتے۔

غیر اللہ کو سجدہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

کون نہیں جانتا کہ آج کل درباروں اور مزاروں پر سرعام سجدے کیے جاتے ہیں، سوچو! سادہ لوح مسلمانوں کو دربار اور مزار مہیا کرنے والے کون ہیں، عام مسلمانوں کو شرک کے مواقع مہیا کون کرتا ہے، اہل حدیث یا کوئی اور.....؟؟

اللہ معاف فرمائے اب تو پیروں کو بھی سجدے شروع ہو چکے ہیں جب کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام اور شرک ہے اور یہ عقیدہ ہُدہُد پرندے کا بھی ہے لیکن آج کے بڑے بڑے مفتیان کرام اس سے پہلو تہی اختیار کرتے ہیں۔ پیر فقیر یا دربار تو درکنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا اور آج الحمد للہ اہل حدیث بھی اس عقیدے پر قائم ہیں۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ لوگوں کو اپنے بادشاہ کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے سجدے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے؟ اگر تو میری قبر کے پاس سے گزرتا تو کیا اس پر سجدہ کرتا.....؟''

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر ایسا نہ کرو جس طرح میری قبر پر سجدہ جائز نہیں

اسی طرح مجھ زندہ کو بھی سجدہ جائز نہیں ہے۔'' اللہ اکبر! [1]

ایمانداری سے سوچیں کہ آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسلک کا پاسبان کون ہے.....؟ اہل حدیث کا ادنیٰ سا طالب علم بھی کٹ تو سکتا ہے لیکن کسی غیر کے آگے جھک سکتا ہے اور نہ اس کو سجدہ کر سکتا ہے اور اگر اس چیز کا نام بے ادبی ہے تو پھر ہم سب سے بڑے بے ادب ہیں۔

بدعت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

اگر کوئی مولانا صاحب دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو ان کو صرف اور صرف اتنا حق حاصل ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی بات آگے لوگوں تک پہنچائیں اور خود اپنی طرف سے لوگوں کے لیے کوئی نئی راہ نہ نکالے، کیونکہ بدعت شریعت سازی کا چور دروازہ ہے۔ دین اسلام میں ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعت کو ایجاد کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مجرم اور گستاخ ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں بعض احباب نے صرف اور صرف حلوے اور کھیر کی خاطر کئی بدعات کو فروغ دے رکھا ہے اور اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے اپنی بھولی بھالی عوام کو یہ دھوکہ دے کر مطمئن کر دیتے ہیں کہ ہم نے تو قرآن ہی پڑھا ہے.....ہم نے اچھا کام ہی تو کیا ہے..... یہ کون سا کوئی گناہ ہے.....؟ جب کہ نیکی اور ہدایت کی تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت سے بیان کر دی ہیں۔ کسی مولانا صاحب کو یا کسی بھی غیر نبی کو بدعت کے چور دروازے سے شریعت سازی کرنے کی کوئی اجازت نہیں۔ ہر قسم کی بدعت ضلالت ہے اور اس پر بے شمار دلائل ہیں، ہم صرف اس

[1] سنن ابی داود:2145

حوالے سے مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرنا چاہتے ہیں۔ آیئے! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مسلک پر غور فرمائیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَإِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنَةً [1]

"ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے حسنہ (یعنی اچھائی) ہی خیال کیوں نہ کریں"

کیا اب بھی کسی مولانا صاحب کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بدعت حسنہ کا نام لے کر دین میں اضافہ کرتا رہے اور اصل دین کا حلیہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دے؟ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ جن کے نام کے عرس ہوتے ہیں اور ان کو خاص مقام دیا جاتا ہے، وہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ بدعت حد درجہ خطرناک ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ کیا کوئی شخص اس سے توبہ کرنے والا ہے.....؟

تقلید اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

تقلید کیا ہے.....؟ اور تقلید نے امت کو کیا دیا ہے.....؟ تقلید ضد کا دوسرا نام ہے اور تقلید ہی وہ چھتری ہے جس کے سائے میں ہر حدیث کو یا تو ٹھکرا دیا جاتا ہے یا اس کی باطل تاویل کرتے ہوئے اس کے اصل مفہوم کو بگاڑ دیا جاتا ہے، تقلید نے امت کو سوائے انتشار اور گمراہی کے کچھ نہیں دیا، مقلدین ایک دوسرے پر کس قدر طعن و تشنیع کرتے ہیں، اس کے ساتھ تاریخ کے اوراق آج تک غم آلودہ ہیں۔ ائمہ احناف ایک طرف تو تقلید کو واجب قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف احناف ہی کے

---

[1] کتاب السنۃ للمروزی: 83 رواہ ابن بطہ: 339/1، واللالکائی: 92/1 والبیہقی فی المدخل الی السنن: 91

ائمہ اس کو جہالت، بدعت، آفت اور گمراہی قرار دیتے ہیں۔ بہرصورت ہم تقلید کے بارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ احناف کی اکثریت کے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال حجت ہیں اور قیاس پر مقدم ہیں۔

❖.....فقیہِ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو احناف کے ہاں بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

لَا تُقَلِّدُوا دِيْنَكُمُ الرِّجَالَ فَإِنْ أَبَيْتُمْ فَبِالْأَمْوَاتِ لَا بِالْأَحْيَاءِ [1]

''تم دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو، پس اگر تم انکار کرتے ہو تو مردوں کی کرلو زندوں کی نہ کرو۔''

❖.....حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بلاشبہ سلطان العلماء ہیں، آپ علم و فضل اور تقویٰ و طہارت میں اپنی مثال آپ تھے اور وہ خوش نصیب ہیں کہ جن کو امامت اور خطابت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پسند فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

وَأَمَّا زَلَّةُ عَالِمٍ فَإِنِ اهْتَدَى فَلَا تُقَلِّدُوْهُ دِيْنَكُمْ [2]

''رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ، اگر وہ سیدھے راستے پر بھی ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔''

قارئین کرام.....!

سوال یہ ہے کہ مقلدین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صریح اور صحیح اقوال کے

---

[1] السنن الکبریٰ: 10/2، المعجم الکبیر: 22/9ح: 8764 وسندہ صحیح

[2] کتاب الزھد: 300/1ح: 717 وسندہ حسن، حلیۃ الاولیاء: 95/5، اعلام الموقعین: 239/2 وسندہ حسن

باوجود تقلیدِ شخصی سے باز کیوں نہیں آتے، جب کہ ایک طرف ان کے ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال حجت ہیں.....؟

الحمدللہ! مسئلہ تقلید میں جو مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے وہی اہل حدیث کا ہے، حق پر بھی وہی شخص ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر ہے۔

جشنِ میلاد اور ماتم کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

ہمارے ملک پاکستان میں خصوصا ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی پر جشن کا اہتمام کیا جاتا ہے اور جس طرح مارکیٹیں بند ہوتی ہیں، مرد وخواتین کا اختلاط ہوتا ہے، پہاڑیاں بنائی جاتی ہیں، گلیوں اور بازاروں میں سرعام جلوس نکالے جاتے ہیں، یہ سارے معاملات آپ کے سامنے ہیں۔

اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت والے دن دس محرم الحرام کو جس انداز سے زنجیر زنی اور ماتم کیا جاتا ہے وہ سارے حالات وواقعات بھی ہر ایک کے علم میں ہیں لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ علیہ السلام کی ولادت کی خوشی نہیں تھی.....؟ اگر تھی تو کیا وہ ربیع الاول میں اسی انداز سے آپ علیہ السلام کی ولادت کا جشن منایا کرتے تھے.....؟ اگر تو منایا کرتے تھے تو اس کا صحیح حوالہ پیش کر دیا جائے.....! اور اگر وہ نہیں منایا کرتے تھے اور یقیناوہ نہیں منایا کرتے تھے تو ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ کو نہیں چھوڑنا چاہیے اگر وہ ربیع الاول میں آپ کی ولادت کا جشن منائے بغیر جنت کے حق دار بن سکتے ہیں تو آج ان کی پیروی کرنے والے بھی جنت کے حق دار ٹھہر سکتے ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بڑی بڑی الم ناک شہادتیں ہوئیں لیکن کیا آلِ رسول، اہل بیت اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی طرف سے ان میں سے کسی کی بھی شہادت پر ماتم اور زنجیر زنی ثابت ہے.....؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت زین العابدین رحمہ اللہ، حضرت باقر رحمہ اللہ، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ اور دیگر سادات نے کیا اسی انداز سے دس محرم کو ماتم کیا تھا..؟

اگر تو یہ چیزیں صحیح سند کے ساتھ ان سے ثابت ہیں تو یہ صحیح حوالے ہمیں بھی پیش کر دیے جائیں اور اگر یہ چیزیں ان سے ثابت نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو پھر ملک پاکستان میں بے صبری آہ و بکا اور افراتفری کے یہ سارے معاملات ختم کر دینے چاہیے اور ہمیں اہل بیت رضی اللہ عنہم کی راہ جو کہ صبر والی راہ ہے، اس پر چلنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنس کے اعتبار سے بشر ہیں اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے سید البشر ہیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک تھا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک بھی تھا۔ آج کل ایک نیا فتنہ شروع ہوا ہے کہ بعض عاشقان رسول یہ تصور دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک نہیں تھا۔ حالانکہ یہ موقف عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے، اس مسئلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک نوٹ فرمائیں:

ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس دو اونٹ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کہا کہ تم اپنا ایک زائد اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دے دو، سیدہ زینب کہنے لگی: کیا میں اپنی

سواری یہودیہ کو دے دوں.....؟ یہ جملہ سننے کی دیر تھی کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے سخت ناراض ہو گئے اور تقریباً تین ماہ تک سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس نہ گئے، حتی کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے مایوس ہو کر اپنا سامان باندھ لیا اور بیان کرتی ہیں کہ

فَبَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ إِذَا أَنَا بِظِلِّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مُقْبِلٍ [1]

اسی دوران ایک دن دوپہر کے وقت میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا سایہ مبارک آ رہا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک آپ ﷺ کا سایہ مبارک تھا اور الحمدللہ یہی اہل حدیث کا بھی موقف ہے۔

حلالہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

حلالہ اور متعہ دونوں حرام ہیں، لیکن اس کے باوجود ہمارے ملک میں حلالہ سنٹر اور متعہ سنٹر موجود ہیں۔ جب کہ علی الاعلان اسلامی حدود کی پامالی نہیں ہونی چاہیے، حلالہ کی حرمت کے بارے واضح احادیث کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی موجود ہیں۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاللهِ لَا أُوْتِي بِمُحَلِّلٍ وَلَا مُحَلَّلٍ إِلَّا رَجَمْتُهُمَا

''اللہ کی قسم! میرے پاس جو بھی حلالہ کرنے والا اور حلالہ کروانے والا لایا گیا میں اس کو سنگسار ہی کر دوں گا۔''

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آ کر حلالے کا تذکرہ کیا آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

---

[1] مسند احمد: 462/41 (25002) فی اسنادہ مقال وللمتن صحیح۔ الطبقات الکبری: 126/8

كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا سَفَاحًا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ [1]

ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسے زنا ہی شمار کیا کرتے تھے۔

کیا ان واضح اقوال کے باوجود حلالہ کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے.....؟ لیکن صد افسوس کہ اہلِ تقلید سرِعام حلالے کے جواز پر فتوے جاری کرتے ہیں۔

عورتوں کا مسجد میں داخلہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

ہمارے ہاں عورتوں پر جو بہت بڑا ظلم کیا جاتا ہے کہ ان کو مساجد جانے سے روک دیا جاتا ہے حالانکہ عورتوں کا مسجد میں نماز کے لیے یا جمعے کے لیے جانا بے شمار دلائل سے ثابت ہے۔ام ہشام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے ہر خطبے میں سورۃ ق کی تلاوت کیا کرتے تھے، میں نے یہ سورۃ آپ ﷺ سے سن کر ہی یاد کر لی۔ [2]

صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھاتے تو عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی جاتی تھیں، اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ [3]

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ فجر اور عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے کے لیے جاتی تھیں اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ انہیں منع نہیں فرماتے تھے۔ [4]

---

[1] مستدرک حاکم: 2/217، 286، السنن الکبری: 7/208، التلخیص الحبیر: 3/171

تحفۃ الاحوذی؟؟؟؟؟؟

[2] صحیح مسلم: 873

[3] صحیح البخاری: 867، صحیح مسلم: 645

[4] صحیح البخاری: 900

وہ تو اس مسئلے میں اس قدر سختی کیا کرتے تھے کہ جب ان کے ایک بیٹے نے کہا کہ ہم عورتوں کو مسجد جانے سے منع کریں گے، تو انہوں نے اپنے بیٹے کو شدید الفاظ کے ساتھ ڈانٹا اور اس کی پٹائی کر دی۔ [1]

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ خاتونِ خانہ کو مسجد جانے کی اجازت ہے اور یہ اجازت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہے اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک تھا اور الحمدللہ یہی آج اہل حدیث کا مسلک ہے۔

جرابوں پر مسح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

جرابوں پر مسح بالکل درست ہے اور اس پر قرآن وحدیث سے کئی ایک دلائل ہیں۔ فقہ حنفی میں بھی جرابوں پر مسح کو جائز قرار دیا گیا ہے البتہ اپنی طرف سے کچھ سختیاں عائد کی گئیں ہیں جن کی شریعتِ محمدیہ میں کوئی حیثیت نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جرابوں پر مسح کے قائل تھے، اس سلسلے میں چند حوالوں پر غور فرمائیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قضائے حاجت کے بعد وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔ [2]

اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح سندوں کے ساتھ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما، حضرت عقبہ بن عمرو، حضرت سہل بن سعد اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ [3]

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ آج مسلمان اس قدر ضدی اور تقلیدی بن چکے

---

[1] صحیح مسلم: 442

[2] الاوسط لابن المنذر: 462/1، اس کی سند صحیح ہے

[3] المصنف للامام ابن ابی شیبہ: 1990، 1991، 1992، 2000، 1994

ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے واضح آثار آجانے کے باوجود وہ اپنی ضد میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتے۔ الحمدللہ جرابوں پر مسح کے بارے جو مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے وہی مسلک اہل حدیث کا ہے

صف بندی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

نماز باجماعت کا مقصد ہی یہی ہے کہ تمام مسلمان باہم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوں، اس کے بغیر نماز ہی نامکمل اور ناقص ہے اور اس سلسلے میں بے شمار روایات ہیں لیکن غیر اہل حدیث صرف اور صرف اہلحدیث کی مخالفت میں پاؤں سے پاؤں ملاتے ہیں نہ ہی صفوں کو ملا کر سیدھا کرتے ہیں جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پاؤں سے پاؤں ملا کر، فاصلے اور شگاف کو ختم کرتے ہوئے مل کر کھڑے ہوتے۔

خادم رسول حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ [1]

البتہ ہم نے دیکھا ہم میں سے ہر کوئی اپنے کندھے اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا پاؤں اپنے ساتھی کے پاؤں کے ساتھ چمٹا دیتا تھا۔

بلکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو فرماتے ہیں کہ میرے دو دانتوں کا ٹوٹ جانا زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ میں صف میں شگاف دیکھوں اور اس کو بند نہ کروں۔ [2]

---

[1] سلسلة صحيحة: 31, 2533 واخرجه ابن حجر في فتح الباري

[2] المصنف لعبدالرزاق: 57/2 ح 2473، المحلى: 69/4

صف بندی کے مسئلے میں جو عمل اور جو مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے وہی الحمدللہ آج اہل حدیث کا ہے اور یہ بات آج ماننا پڑے گی کہ اہل حدیث ہی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وارث ہیں۔

فاتحہ خلف الامام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا لازمی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم کرلیا ہے اور یہ تقسیم سورۃ فاتحہ کے ذریعے ہے۔ اس موضوع پر بے شمار دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں میں اپنے موضوع کے مطابق امام المحدثین حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مسلک بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص ہے''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر ہم امام کے پیچھے ہوں تو پھر کیا کریں.....؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِقْرَأْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ

''سورۃ فاتحہ کو اپنے نفس میں پڑھ لیں'' [1]

محدث حجاز امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ امام کے پیچھے خاموشی سے قراءت سنا کرو، بلکہ فرمایا: امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ لازمی پڑھو، البتہ اس بات کا

---

[1] صحیح مسلم:395

خیال رکھو کہ تمہاری آواز زیادہ اونچی نہیں ہونی چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حد درجہ واضح اقوال کے باوجود اہل تقلید بضد ہیں اور وہ لوگوں کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں جو کہ سراسر ناانصافی اور ظلم والی بات ہے۔ فاتحہ خلف الامام کے متعلق بھی جو مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے وہی مسلک اہل حدیث کا ہے۔

رفع الیدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

رفع الیدین کا مطلب ہے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا، نماز کے آغاز میں، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، ان مواقع پر رفع الیدین سے جہاں عاجزی اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے وہاں یہ نماز کی زینت بھی ہے اور اس پر اگرچہ اجر وثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار روایات اس مسئلے پر بالکل واضح ہیں لیکن آپ اس مسئلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے جلیل القدر استاذ، مکہ مکرمہ کے مفتی اعظم حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، میں نے ان سے سوال کیا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے امیر المومنین خلیفہ اول بلافصل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین

کیا کرتے تھے۔''[1]

مشہور تابعی حضرت امام ابوقلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب وہ نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور ساتھ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔[2]

اس موضوع پر امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک شاندار رسالہ تحریر فرمایا جس میں انہوں نے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر، خلیفہ ثانی سیدنا عمر اور خلیفہ رابع سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے صراحتاً ثابت کیا ہے کہ وہ رفع الیدین کیا کرتے تھے، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں کہ کسی صحابی سے بھی رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں۔[3]

بعض ائمہ احناف نے بھی لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے وہ جھوٹا ہے، رفع الیدین کا ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ کئی لوگ صرف اور صرف اہل حدیث کی مخالفت میں رفع الیدین جیسی پیاری سنت پر عمل نہیں کرتے۔

جنازے میں فاتحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

نمازِ جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھنی چاہیے۔ مشہور تابعی حضرت طلحہ بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] السنن الکبریٰ: 73/2، التلخیص الحبیر: 219/1، اس کی سند صحیح ہے

[2] صحیح البخاری: 737، صحیح المسلم: 391 [3] جزء رفع الیدین: 76

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ [1]

''میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔''

نمازِ جنازہ ہے.....اور اس میں فاتحہ پڑھنے والے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں.....اور اس روایت کے نقل کرنے والے امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ ہیں۔

لیکن افسوس.....!

''مر گیا مردود فاتحہ نہ درود''

کا نعرہ لگانے والے پھر بھی اس پر عمل نہیں کرتے، جب کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ کے بارے میں جو مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے وہی اہل حدیث کا ہے۔

ہر تکبیر پر رفع الیدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر پر رفع الیدین کرنا چاہیے، یہی مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے مشہور تابعی حضرت نافع رحمہ اللہ امام الاولیاء حضرت امام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کرتے ہیں:

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ عَلَى الْجَنَازَةِ [2]

''آپ نمازِ جنازہ میں ہر تکبیر پر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے۔''

---

[1] صحیح البخاری:1335

[2] المصنف للامام ابن ابی شیبۃ:3/296ح:11380 یاد رہے! اس کی سند صحیح ہے۔

قارئین کرام.....!

کون نہیں جانتا..... کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حد درجہ متبع سنت تھے، لیکن اس کے باوجود آپ کے مسلک کو تسلیم نہ کرنا بہت بڑی ضد اور تعصب ہے اور یہ تقلید کے کرشمے ہیں۔

رکعاتِ تراویح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

تراویح کی مسنون تعداد مع وتر گیارہ ہے، اس مسئلے میں کئی صحیح احادیث ہیں اور مفتیان حرمین شریفین کا فتویٰ بھی اسی کے مطابق ہے۔

آیئے.....! مسنون رکعاتِ تراویح کے بارے مسلکِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملاحظہ فرمائیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔[1]

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِاِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً [2]

''ہم فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعت قیام کیا کرتے تھے''

اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم سے گیارہ رکعات صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں اور جو مسلک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے وہی مسلک آج اہل حدیث کا ہے۔

---

[1] [آثار السنن: 776] متعصب حنفی امام نیموی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ موطا امام مالک: حدیث 249، 114/1]

[2] الحاوی للفتاوی: 1/349 میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حد درجہ صحیح قرار دیا ہے۔

مغرب سے قبل دو رکعتیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

مغرب کی اذان کے بعد اور جماعت سے قبل دو رکعات پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہ حدیث قولی، فعلی اور تقریری ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جماعت کھڑی ہونے سے پہلے دو رکعات پڑھا کرتے تھے اور الحمد للہ آج اہلحدیث بھی پڑھتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ ، صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً [1]

''مغرب سے پہلے نماز پڑھو، مغرب سے پہلے نماز پڑھو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا: جو چاہے (پڑھ لے) پسند کرتے ہوئے کہ کہیں لوگ اس کو لازمی طریقہ نہ بنالیں۔''

صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ [2]

''بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی۔''

خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] صحیح البخاری:1183

[2] صحیح ابن حبان:4/457(1588)

كُنَّا نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَانَا، فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَانَا [1]

''ہم غروب شمس کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور نبی ﷺ ہمیں دیکھتے، پس نہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا اور نہ ہمیں منع کیا۔''

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا مغرب کی اذان کے بعد جماعت سے قبل دو رکعتیں پڑھنا رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے۔ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سمیت کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ دو رکعات پڑھنا صحیح سند سے ثابت ہے اور ان کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ الحمدللہ اس پر بھی اہل حدیث کا عمل ہے کہ وہ وقت ملنے پر دو رکعتیں پڑھنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔

یہ بات اچھی طرح آپ کے سامنے واضح ہو چکی ہوگی کہ اہل حدیث اہل حق ہیں اور [مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي] کی اصل مصداق یہی جماعت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عملی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار ہدایت مان کر ان کا سچا وارث بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[1] بلوغ المرام۔ باب صلاۃ التطوع، نسخۃ دار الحدیث 123



صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گستاخوں کا انجام



اسلام کائنات کا سب سے پاکیزہ اور امن پسند دین ہے۔ اسلام کسی عام انسان کی تذلیل وتحقیر اور گستاخی پسند نہیں کرتا چہ جائے کہ کوئی بدنصیب شخص کائنات کے سب سے پاکیزہ اور ہدایت یافتہ لوگوں کے متعلق گستاخانہ انداز اختیار کرے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دلی محبت جزو ایمان ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منکر اور گستاخ حقیقت میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر اور گستاخ ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب اور مقام ومرتبہ کو اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں۔ ہمارے اسلاف اپنے بچوں کو حبِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خاص تلقین کیا کرتے تھے۔ امام اہل مدینہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ صَالِحُ السَّلَفِ يُعَلِّمُوْنَ أَوْلَادَهُمْ حُبَّ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ كَمَا يُعَلِّمُوْنَ السُّوْرَةَ أَوِ السُّنَّةَ [1]

”پہلے نیک لوگ اپنی اولادوں کو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت اس طرح سکھاتے تھے جس طرح وہ قرآن وسنت سکھاتے تھے۔“

کیونکہ قرآن وسنت کے گواہ اور اس کو نقل کرنے والے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم ہی

[1] مسند ابی القاسم الجوہری: 110

ہیں، ان کی تنقیص وتحقیر کرنا براہِ راست قرآن وسنت کا انکار کرنے کے برابر ہے۔ ہمارے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معصوم نہیں تو مرحوم ومغفور ضرور ہیں، کسی انسان کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ شاگردوں کے متعلق گستاخانہ انداز اختیار کرے۔ بتقاضہ بشریت ان سے ہونے والی غلطی اور بھول کو اچھالنا اور اسے حوالہ بنا کر ان کی شان اور مقام کو کم کرنا اہل بدعت اور گمراہ لوگوں کا کام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:

اِحْفَظُوْنِیْ فِیْ اَصْحَابِیْ اور ایک روایت میں ہے اَحْسِنُوْا اِلٰی اَصْحَابِیْ "میرے صحابہ کا خیال رکھو اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ" اور مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع کرنے سے رک جانے کا ارشاد فرمایا۔ فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا [1]

"جب میرے صحابہ کا ذکر (ان کی شان کے خلاف) کیا جائے، پس تم رک جاؤ، خاموش ہو جاؤ۔"

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت زیادہ محبت ہے، ان کو سب وشتم کرنا تو درکنار ان سے ذرہ بھر بے رخی بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایک عظیم مصلحت کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر ہلکی سی شکن آ گئی اور اس کی وجہ محض یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کچھ چودھری قسم کے افراد کو دعوت دین پیش کر

[1] السلسلة: 1116,431,34

رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اس شکن کو بھی پسند نہ فرمایا اور فوراً جبریل کے ذریعے یہ وحی نازل فرمائی: اے میرے پیارے حبیب! یہ قریش مکہ اسلام لے آئیں تو بہت خوب وگرنہ ان کی وجہ سے آپ اپنے کسی صحابی سے بے رخی نہ کریں، مجھ خدا کو آپ کے ماتھے پر آنے والی سلوٹ پسند نہیں آئی.....! سبحان اللہ!

میں رسول اللہ ﷺ کی جبین پر کائنات کی سب پیشانیاں قربان کردوں، جب آپ ﷺ کی جبین نیاز پر صحابی کو دیکھ کر شکن آئے تو اللہ وہ پسند نہیں کرتے..... تو آج کسی بدعقیدہ، بدکردار شخص کا کسی صحابی پر تبرا کرنا اللہ تعالیٰ کو کیسے پسند ہوسکتا ہے.....؟ یقیناً ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں حد درجہ لعنتی ہیں۔

آپ سورۃ البقرۃ کے دوسرے رکوع کا مطالعہ فرمالیں! جب لوگوں نے آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیوقوف کہا تو اللہ تعالیٰ نے گستاخان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جواب دیتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں فرمایا: خبردار! اپنی زبانیں بند کرو، میرے پیغمبر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیوقوف نہیں بلکہ وہ اسلام کے وفادار اور جانثار ہیں، ان کو کم عقل کہنے والو! حقیقت میں تم ہی عقل سے پیدل اور بیوقوف ہو۔

پیارے مسلمان بھائیو.....!

ہمارا عقیدہ بالکل سیدھا سادہ اور قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے، ہمارے نزدیک تمام آل رسول اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کا ادب واحترام کرنے والا سچا مسلمان اور مومن ہے اور جو شخص ان پر طعن وتشنیع کرنے سے باز نہ آئے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دنیا وآخرت میں کس طرح ذلیل کرتے ہیں۔

آیئے.....!

دلائل اور حقائق کی روشنی میں اس موضوع کو تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والا بہتان تراش اور دنیا و آخرت میں ذلیل ہونے والا بہت بڑا گنہگار ہے۔

قرآن مجید میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا [1]

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی قصور کے بغیر دکھ پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا۔''

تکلیف دینے اور گستاخی کی مختلف صورتیں ہیں، ان کے مقام و مرتبہ کو گرانا یا ان پر ناجائز تہمت لگانا یا ان کو برے انداز یا برے الفاظ کے ساتھ مخاطب کرنا یہ سب چیزیں گستاخی کے زمرے میں آتی ہیں۔

گستاخ عورت کا اندھا ہونا

ایک عورت نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر ناجائز تہمت لگادی حتی کہ آپ کو عدالت میں ذلیل کرنے کا ناپاک ارادہ کیا۔ مروان بن حکم کا دور خلافت تھا جب اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو پوچھا: کیا واقعۃً آپ نے اس عورت کی زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہے.....؟ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں اس عورت کی زمین پر قبضہ کیسے کرسکتا ہوں.....؟ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ [2]

---

[1] احزاب:58

[2] صحیح البخاری:2452

''جس نے ظلم کرتے ہوئے ایک بالشت زمین چھینی، اس کو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔''

مروان نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو باعزت بری قرار دے دیا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بہتان تراش اور زبان دراز عورت کو توبہ نہ کرنے کی وجہ سے بددعا دی:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِيْ دَارِهَا [1]

''اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو آنکھوں سے اندھا کر دے اور اس کی قبر اس کے گھر میں بنا دے۔''

یہاں یہ مسئلہ ذہن میں رکھیں جو ظالم اپنے ظلم اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے، ایسے شخص کے لیے بددعا کرنا بالکل جائز اور درست ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی بددعا کو قبول کر لیا اور آپ کی گستاخی کرنے والی بدنصیب عورت آخر عمر میں اندھی ہو گئی اور ایک روز گھر ہی میں چل رہی تھی کہ اچانک گھر میں موجود کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گئی پھر دوبارہ اس کو وہاں سے نکالا نہ گیا۔ اللہ اکبر!

قارئین کرام.....!

اس واقعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں پر تہمت لگانے والے دنیا ہی میں ذلیل وخوار ہو جاتے ہیں اور بالخصوص جو کائنات کے سب سے پاکیزہ اور ہدایت یافتہ لوگوں پر کیچڑ اچھالے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں۔

[1] صحیح مسلم:4133

گستاخی کرنے والا شخص آخر عمر میں کیسے ذلیل ہوا؟

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے کمالات اور اعزازات سے نوازا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا تو بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی شکایت لگائی کہ سعد ہمیں اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا تو سعد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں تو ان کو عین سنت کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں اور نماز کی ادائیگی میں ہرگز کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے بھی مطمئن تھے لیکن جواب سن کر مزید مطمئن ہو گئے۔ آپ نے مزید تحقیق کے لیے ایک شخص کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کر دیا وہ مساجد میں جا کر آپ کے بارے میں رائے طلب کرتا اور ہر کوئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا۔ البتہ ایک شخص نے گستاخانہ انداز اختیار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگاتے ہوئے تین باتیں کہیں۔

فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يُقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ

بلاشبہ سعد لشکر کے ساتھ نہیں جاتا، نہ برابری سے مال تقسیم کرتا ہے اور نہ ہی فیصلے میں انصاف کرتا ہے۔

اس گستاخ شخص کی تینوں باتیں جھوٹ تھیں لیکن اس نے آپ کے مقام کو گرانے کے لیے آپ پر الزامات عائد کر دیئے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں بددعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً

فَاَطِلْ عُمْرَهُ وَاَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ [1]

اے اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے ریاکاری اور دکھلاوے کے لیے کھڑا ہوا ہے، تو اس کی عمر اور فقر کو لمبا کر دے اور اس کو آزمائشوں میں مبتلا کر۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ گستاخ ادھیڑ عمر میں غربت کی موت مرا اور آخر عمر میں اپنی بری حرکتوں کی وجہ سے بہت زیادہ ذلیل ہوا کرتا تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا.....؟ اللہ تعالیٰ تو بڑی وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکلیف دینے والے اور ان کے متعلق گستاخانہ انداز اپنانے والے بہت بڑا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہوئے ذلیل ہوتے ہیں۔

گستاخ کے نتھنوں میں سانپ کا داخل ہونا

ناچاہتے ہوئے گستاخی کا ارتکاب کر لینا کوئی بہت بڑی بات نہیں، انسان بھول جاتا ہے اور شیطان کے ہاتھوں استعمال ہو جاتا ہے۔ اگر بندہ اپنے کیے پر شرمندہ ہو کر فوراً معافی اور توبہ کا راستہ اختیار کر لے تو وہ عبرت کا نشان بننے سے بچ جاتا ہے لیکن اگر وہ نیک لوگوں کی ذلت و تحقیر اور گستاخی کو اپنا معمول بنا لے تو ایسے شخص کو اللہ جہان والوں کے لیے عبرت بنا دیتا ہے۔

یہی معاملہ ابن زیاد کے ساتھ پیش آیا، یہ بڑا ہٹ دھرم اور گستاخ آدمی تھا، اس بدنصیب شخص نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس پاکیزہ چہرے کی گستاخی کی کہ جس کو رسول اللہ ﷺ صبح و شام چوما کرتے تھے اور اس بدبخت نے اس چہرے پہ چھڑی رکھی جس چہرے پہ رسول اللہ ﷺ محبت سے بوسے دیا کرتے تھے۔ یہ

[1] صحیح البخاری:755

گستاخ جب بری طرح ذلیل ہو کر قتل کیا گیا تو اس کی گردن کو کوفے کی جامع مسجد میں لایا گیا، اچانک دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ ایک سانپ آیا اور وہ سب گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اس گستاخ کی گردن کے پاس پہنچا اور نتھنوں میں داخل ہو گیا، کافی دیر تک وہیں رکا رہا، پھر باہر نکلا اور غائب ہو گیا لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا اور ساری گردنوں کو پھلانگتا ہوا عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور یہی عبرت ناک معاملہ تین مرتبہ پیش آیا۔ [1]

اللہ کے بندو.....!

اللہ کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے، جو اس کے نیک بندوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں میں رسوا کر دیتا ہے۔ مہلت مل جانے کا مطلب کامیابی نہیں بلکہ مہلت تو صرف اس لیے ملتی ہے کہ شاید یہ بندہ گستاخانہ لب ولہجے سے باز آ جائے اور میری پکڑ سے محفوظ رہ سکے، ورنہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ [2]

اور ہرگز نہ خیال کرو کہ اللہ اس سے بے خبر ہے جو ظالم لوگ کر رہے ہیں وہ ان کو اس دن کے لیے ڈھیل دے رہا ہے جس دن آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ وہ سر اٹھائے بھاگ رہے ہوں گے، ان کی نظر ان کی طرف پلٹ کر نہ آئے گی اور ان کے دل بدحواس ہوں گے۔''

---

[1] جامع ترمذی: 3780

[2] ابراہیم:-43-42

مزید فرمایا:

وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا [1]

اور ظلم کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

یہ دردناک عذاب کبھی دنیا میں ذلت و رسوائی کی شکل میں ملتا ہے اور کبھی قیامت کے روز جہنم کی صورت میں ملے گا۔ اعاذنا اللہ منہ

گستاخ کے پیچھے سانپ کا دوڑنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امیر المومنین فی الحدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بالخصوص روایتِ حدیث اور درایتِ حدیث میں بہت ہی بلند و بالا مقام عطا فرمایا ہے۔ لیکن کئی نام نہاد فقہا اور روشن خیال آپ کی تنقیص کرنے سے باز نہیں آتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ چند لوگ دمشق کی جامع مسجد منصورہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک حنفی نوجوان آیا اور اس نے ایک مسئلہ کے بارہ میں دریافت کیا اور اس کی دلیل طلب کی۔ جواب میں مفتی صاحب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی جو کہ اس مسئلہ میں بالکل واضح تھی۔ حنفی نوجوان روایت سننے کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہنے لگا: وہ تو غیر مقبول تھے یعنی ان کو حدیث کا صحیح فہم نہ تھا، ان کی روایت اس مسئلہ میں قبول نہیں ہے۔ ابھی یہ گستاخانہ الفاظ اس کی زبان پر ہی تھے کہ اچانک مسجد کی چھت سے ایک بڑا سانپ نیچے گرا جسے لوگ دیکھ کر انتہائی خوف زدہ ہو گئے، حنفی نوجوان نے جب دیکھا تو اس نے دوڑ لگا دی اور سانپ بھی اس کے پیچھے دوڑ نکلا، اسی دوران لوگوں نے با آواز بلند پکار کر کہا: اے اللہ کے بندے! توبہ کر لے، توبہ کر لے، بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں، یہ اللہ کی طرف سے تیری پکڑ ہے،

[1] دھر:31

چنانچہ وہ فوراً توبہ تائب ہوگیا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کیا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سانپ غائب ہوگیا اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ [1]

میں یہ بات بڑے افسوس سے لکھ رہا ہوں کہ جہاں اہل ماتم اصحاب رسول ﷺ کی تذلیل وتحقیر کرتے ہیں وہاں سب نہیں لیکن کئی نام نہاد مقلد اپنی فقہ کو بچانے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ کو گرانے میں کوئی مضائقہ محسوس نہیں کرتے۔ عجیب حیرت کی بات ہے کہ فقہ حنفی کی بنیادی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کے اعتبار سے تو زیادہ مقام رکھتے ہیں، البتہ فقہ اور علم وفضل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقام ومرتبہ ان سے زیادہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ اس طرح کے تقابل کی آخر ضرورت کیا ہے.....؟ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے کہ حنفی دیوبندی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبے کو گراتے ہیں اور ان کی تنقیص کرنے میں ذرہ بھر شرم محسوس نہیں کرتے۔ ماضی قریب کے مشہور حنفی مقلد محمد حسین نیلوی نے جہاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں گستاخانہ لب ولہجہ اور قلم استعمال کیا ہے اسی طرح سرگودھا ہی کے محمد عطاء اللہ بندیالوی نے اپنی کتاب ''واقعہ کربلا'' میں جلیل القدر صحابی حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کے بارے میں حد درجہ گستاخانہ انداز اختیار کیا ہے جو کہ کسی عام مسلمان کے لیے بھی جائز نہیں۔ ہماری بڑے ادب کے ساتھ اکابرین دیوبند کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس طرح کی باتوں کا سخت نوٹس لیں اور ایسی کتابوں کو آگ لگا کر جلادیں جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی کی بدبو آتی ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق

---

[1] سیر اعلام النبلاء: 2/619، المنتظم: 17/106، فتاوی ابن تیمیہ: 4/538، حیاۃ الحیوان دمیری: 1/399، العرف الشذی: 1/238، جمال الاولیاء از تھانوی: 36، [اس واقعہ کی سند روز روشن کی طرح صحیح ہے]

گستاخانہ لب ولہجہ کبیرہ گناہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کی خنزیر جیسی شکل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی معمولی لوگ نہیں بلکہ کائنات کے مخلص ترین اور باوفا لوگ ہیں، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا، ان کے بارے میں جو بھی گستاخانہ انداز اختیار کرتا ہے اللہ پاک اس کو ضرور بالضرور دونوں جہانوں میں ذلیل خوار کرتے ہیں۔ کئی تو دنیا میں ہی اللہ کی پکڑ میں آجاتے ہیں۔ تاریخ کی کتابوں میں کتنے ہی ایسے واقعات موجود ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخوں کو منہ کی کھانی پڑی اور بالآخر ذلیل ہو کر یہ دنیا چھوڑنا پڑی۔ اب میں ماضی قریب کے چند سچے واقعات درج کرتا ہوں تاکہ یہ مسئلہ آپ کے سامنے بالکل واضح ہو جائے کہ گستاخان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اللہ کی پکڑ کتنی سخت ہے۔

ہمیں یہ واقعہ کئی شہادتوں سے موصول ہوا ہے اور میرے شیخ مکرم علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے کئی دفعہ مجھے یہ واقعہ سنایا ہے کہ ''حسوبلیل، جھنگ'' میں ایک بہت بڑا زمیندار تھا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بالخصوص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بالعموم تذلیل وتحقیر کرتے ہوئے ان کے متعلق گستاخانہ لب ولہجہ اختیار کرتا تھا اور شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے ساتھ بغض کا عالم یہ تھا کہ اس بدبخت شخص نے باتھ روم میں ایسی ٹائلیں لگا رکھی تھیں جن پر ابوبکر و عمر لکھا تھا (رضی اللہ عنہما)

مرنے کے بعد اس زمیندار کو عارضی طور پر دفن کر دیا گیا، چونکہ وہ بہت بڑا زمیندار تھا اور دشمنان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بہت زیادہ مالی تعاون کیا کرتا تھا، پروگرام کے مطابق اس کی میت کو ایران لے جانے کا ارادہ بنا تو دوبارہ جب اس کی

قبر کھودی گئی تو اس کی شکل خنزیر جیسی بن چکی تھی اور اس کے نتھنوں میں نکیل تھی۔ (لعنت اللہ علیہ)

چنانچہ فوراً مٹی ڈال کر اس کو وہیں دبا دیا گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کا کتے کی طرح بھونکتے ہوئے مرنا

جماعت کے خطیب مولانا سید سبطین شاہ صاحب نے عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہوئے اپنے خاندان کا واقعہ بیان فرمایا اور مجھے ذاتی طور پر بھی یہ بتایا کہ میرا حقیقی ماموں شیعہ تھا، انتہائی غالی شیعہ تھا جب کوئی کتا گھر میں داخل ہوتا تو اپنی ناپاک زبان کو حرکت دیتے ہوئے کہتا تھا: ابوبکر آ گیا، عمر آ گیا (نعوذ باللہ من ذالک) ہم اس وقت چھوٹے تھے لیکن جب میرے اس ماموں پر موت کا وقت آیا تو اس کے منہ سے کتے کی طرح آوازیں نکل رہی تھیں اور وہ کتوں کی طرح بھونکتے ہوئے دنیا سے چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی کی وجہ سے پورے علاقہ والوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا۔ اللہ اکبر!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے.....؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن آج بھی ذلیل ہیں اور قیامت کے روز بھی اللہ تعالیٰ کے سخت عذابوں میں مبتلا کیے جائیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ کو قبر میں عذاب

''تلوکر''، ضلع خوشاب میں ایک گاؤں کا نام ہے، وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک بہت بڑا دشمن تھا، جس کا کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرّا اور ان پاکباز ہستیوں کو گالیاں دینا تھا۔ مرنے کے بعد جب اسے دفنایا گیا تو منہ کی جانب سے قبر کھلی رکھی گئی کیونکہ اس کا

ایک بیٹا ایران میں تعلیم حاصل کرتا تھا وہ ابھی واپس نہیں آیا تھا جب وہ واپس آئے تو اپنے باپ کے چہرے کو دیکھ لے، اگلے روز جب وہ ساتھیوں سمیت اپنے گستاخ باپ کی قبر پر پہنچا تو کیا دیکھا کہ اس کی لاش کو سانپوں نے گھیر رکھا ہے اور پوری قبر میں سانپ ہی سانپ ہیں اور یہ منظر قبر پر جانے والے سب افراد نے دیکھا۔ (اعاذنا اللہ منہ)

پیارے مسلمان بھائیو.....! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر گستاخانہ تنقید اور ان کو گالیاں دینا اتنا بڑا سنگین گناہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے گستاخ کو جہان بھر والوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں۔

آپ اپنے ملک میں دیکھ لیں کہ جو شخص بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہے، یا ان کے متعلق گستاخانہ لب ولہجہ اختیار کرتا ہے، اللہ پاک اس کو لوگوں کے سامنے ذلیل وخوار کرتا ہے، ہر سال آپ دیکھتے ہیں کہ دشمنان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر عام بازاروں میں نکل کر اپنے آپ کو لہولہان کرتے ہیں، آگ کے انگاروں پر لیٹتے ہیں، خود کو سنگل مارتے پیٹتے ہیں.....آخر کیوں.....؟

کیا یہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کا تقاضا ہے.....؟

کیا یہ آل رسول رضی اللہ عنہم سے عقیدت کا طریقہ ہے.....؟

کیا حضرت زین العابدین، حضرت جعفر صادق، حضرت باقر اور حضرت نقی، تقی رحمہم اللہ کا یہی طریقہ کار تھا.....؟

ہرگز نہیں.....! واللہ العظیم ہرگز نہیں.....! یہ جو آپ ہر سال دیکھتے ہیں یہ صرف اور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دشمنی کی سزا ہے، اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ناجائز تہمتیں لگانے کا نتیجہ ہے۔ یاد رکھو! جس دل میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بغض ہوگا وہ دل ساری زندگی ضربیں اور زنجیریں کھاتا رہے گا حتی کہ آخرت کے دائمی عذاب اس

کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے، یہ اتنی بڑی سزا کیوں ہے.....؟ اس لیے کہ ان ظالموں نے باکمال پاکیزہ لوگوں کی چادر کو داغدار کرنے کی ناکام سعی کی ہے، انہوں نے کائنات کے سب سے عظیم لوگوں پر تہمتیں لگائی ہیں اور ان کے ایسے مضبوط ایمان پر شک کیا ہے کہ جس پر قرآن کے تیس پارے گواہ ہیں۔ ان کا یہ جرم بہت بڑا جرم ہے، ان کا یہ بہتان بہت بڑا بہتان ہے

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو آل رسول اور اصحاب رسول ﷺ کی عزتوں اور قربانیوں کا پاسبان بنائے۔ آمین

اہل بیت یہ جتنے ہیں
☆ سب تارے ہیں
☆☆ ستارے ہیں
☆☆ ہمارے ہیں

اور اللہ کی قسم ہمیں جان
سے زیادہ پیارے ہیں



بہت جلد ان شاء اللہ تعالیٰ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق پاکیزہ جذبات اور تعریفی کلمات'' ہم ایک مستقل کتاب میں جمع کر رہے ہیں اور اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ اختلاف کے باوجود ''حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور بابائے حسنین کریمین صلی اللہ علیہ وسلم کے احساس بھرے جملوں کا تبادلہ'' یہ سب کچھ نقل کر دیا گیا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ سارے حوالے اہل سنت کی کتب کے علاوہ دوسری کتابوں سے دیئے گے ہیں جن کا انکار ممکن ہی نہیں ہے اور وہ غلط فہمیوں کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

یاد رہے! ہمارے برصغیر پاک و ہند میں خصوصاً اہل بیت اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا جاتا ہے اور ان کی باہم دوریاں بیان کی جاتی ہیں جیسے یہ دو مستقل گروہ ہوں جو عقیدے اور عمل میں باہم دست و گریباں ہوں یہ سراسر جھوٹ، نصوص کی غلط تعبیر اور اخلاقی گراوٹ کا نتیجہ ہے۔

عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ کی دیگر تالیفات

1 معجم اصطلاحات الاحادیث النبویہ (عربی)	18 ترجمہ الطیب الفتح
2 معجم اصطلاحات اصول الفقہ (عربی)	19 ذکر الٰہی سے معرفتِ الٰہی تک
3 الطالبات مع احادیث الرسول (عربی)	20 کیا ہم اللہ کا ادب کرتے ہیں؟
4 خوشبوئے خطابت	21 آپ پر سلامتی ہو
5 منہاج الخطیب	22 گھر برباد کیوں ہوتے ہیں؟
6 مصباح الخطیب	23 اللہ، رسول کی لعنت پانے والے
7 حصن الخطیب	24 اصلاح کی راہیں
8 ترجمان الخطیب	25 وہ ہم میں سے نہیں!
9 بستان الخطیب	26 گالی ایک سنگین جرم
10 معراج الخطیب	27 انسانیت کا زیور نرمی
11 میزان الخطیب	28 شانِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما
12 بیان الخطیب	29 کتاب الاذکار
13 ریان الخطیب	30 خواتین کے لئے حدیث کی کتاب
14 ریحان الخطیب	31 تاریخ و مصطلح الحدیث
15 برہان الخطیب	32 رحمت کے فرشتے آپ کے پاس
16 معجم اسمائے حسنیٰ	33 طلاقیں کیوں ہوتی ہیں؟
17 ترجمہ و تکملہ صحیح سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم	34 ترجمہ و فوائد سلسلہ احادیث صحیحہ
* فوائد و تخریج سنن الدارمی (35)	* شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم (36)

اذکار، وظائف اور اسمائے حسنیٰ پر مقبول کتابیں



ناشر: ادارہ کتاب و حکمت • راسخ اکیڈمی
فیصل آباد، پاکستان
+92-300-6668921

اسٹاکسٹ

1234567193

دار المصنفین
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

متصل اقراء پبلشرز، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
0308-4131740 0300-4262092
Facebook/Dar-ul-Musannifeen
darulmusannifeen@gmail.com